فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَهٰذِهٖ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الثَّانِيْ مِنَ الْجَامِعِ الصَّحِيْحِ لِلْاِمَامِ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَّاسِعَةً وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِاِتْمَامِهٖ وَاِنْتِهَآئِهٖ كَمَا وَفَّقَنَا لِشُرُوْعِهٖ وَابْتِدَآئِهٖ.

كِتَابُ الْغُسْلِ — کتاب ہے غسل کے بیان میں

غسل ساتھ پیش عین معجمہ کے اصل میں اسم مصدر ہے اور حقیقی معنی اس کا جاری ہونا پانی کا ہے اعضاء پر اور شرع شریف میں غسل کہتے ہیں طہارت مخصوصہ کو جو مشہور اور معروف ہے یعنی دھونا تمام ظاہر بدن کا ساتھ بالوں کے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہاں یہی معنی ہے اور غسل ساتھ زبر غین کے مطلق دھونے کو کہتے ہیں اور غُسل ساتھ پیش غین اور سین کے اس پانی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ دھویا جاتا ہے اور غِسل ساتھ زیر غین کے اس چیز کو کہتے ہیں جو پانی کے ساتھ ملا کر سر دھویا جاتا ہے جیسے کہ خطمی اور مٹی اور اشنان وغیرہ اور غُسالہ ساتھ پیش غین کے بھی یہی معنی رکھتا ہے اور غُسالہ اس پانی کو بھی کہتے ہیں جو کسی چیز کے نچوڑنے سے باہر آئے اور اِغتِسال کا معنی غسل کرنا ہے اور تغسیل کا معنی غسل میں مبالغہ کرنا ہے نہایت تک اور کبھی اس کا معنی آتا ہے دوسرے کو غسل کا باعث ہونا اور مراد غسل سے یہاں عام معنی ہے شرعی ہو یا غیر شرعی اس لیے کہ غسل غیر شرعی بھی اس کتاب میں مذکور ہوا ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ غالب اور بزرگ نے اور اگر تم ناپاک ہو پس نہاؤ اور غسل کرو اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا آئے کوئی تم میں سے مکان ضرور سے یا صحبت کرو تم عورتوں سے پس نہ پاؤ تم پانی پس قصد کرو مٹی پاک کا پس ملو منہ اپنے کو اور ہاتھوں اپنوں کو اور اس سے نہیں ارادہ کرتا اللہ تاکہ کرے اوپر تمہارے کچھ تنگی لیکن ارادہ کرتا ہے تاکہ پاک کرے تم کو اور تاکہ پوری کرے نعمت اپنی اوپر تمہارے تاکہ تم شکر کرو۔

تَشْكُرُوْنَ﴾.

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾.

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے اور ہو تم مست یہاں تک کہ جانو تم کیا کہتے ہو اور نہ جنابت سے مگر گزرنے والے راہ کے یہاں تک کہ نہا لو آخر آیت تک کہ تحقیق اللہ ہی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض ان دونوں آیتوں کے لانے سے یہ ہے کہ جنبی آدمی پر غسل کا واجب ہونا قرآن سے ثابت ہے اور اس دوسری آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنبی شخص کے واسطے نماز کا جائز ہونا اور مسجد میں ٹھہرنا غسل کرنے پر موقوف ہے اور غسل کہتے ہیں تمام اعضاء کے دھونے کو ساتھ نیت عبادت کے۔ انتہیٰ۔ (فتح الباری)

بَابُ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الْغُسْلِ.

نہانے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے۔

۲۴۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِى الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعَرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ.

۲۴۰۔ حضرت کے حرم عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت سے نہانے کا ارادہ کرتے تو اول ہاتھوں سے شروع کرتے سو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے پھر اپنی اُنگلیوں کو پانی میں داخل کرتے پس خلال کرتے ساتھ اُن کے اپنی بالوں کی جڑوں کو پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہا دیتے۔

فائدہ: اصل میں جنابت کا معنی دور ہونے کا ہے اور چونکہ جماع دور کے مکانوں اور پوشیدہ جگہوں میں ہوتا ہے اس لیے جماع کرنے والے پر جنبی بولا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ جماع کرنے والا عبادت سے دور ہے جب تک کہ غسل نہ

کر لے اس لیے اس کو جنبی بولا گیا سو اس سے معلوم ہوا کہ جنابت سے نہانے کے وقت پہلے وضو کرنا سنت ہے اور بعد اس کے نہانے میں وضوء کے اعضاء پر خواہ پانی ڈال لے خواہ نہ ڈالے دونوں طرح سے جائز ہے لیکن اگر ان پر پانی نہ ڈالنا ہو تو اول وضو میں غسل جنابت کی نیت کرنی ضرور ہے یعنی ابتدائے وضو میں یہ نیت کرنی کہ میں جنابت سے نہانے لگا ہوں اور نیز غسل سے پہلے وضو کرنے میں دونوں طہارتیں صغریٰ اور کبریٰ حاصل ہو جاتی ہیں یعنی وضو بھی اور غسل بھی اور غسل جنابت میں بدن کا ملنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وامام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکثر اماموں کے نزدیک مستحب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بعض کے نزدیک واجب ہے مگر اس حدیث سے نہ اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور نہ استحباب ابن بطال نے کہا کہ اس پر دلیل اجماع ہے لیکن اس اجماع میں کلام ہے جیسے کہ فتح الباری میں مذکور ہے اور بالوں کی جڑوں کے خلال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بدن پر بہت بال ہوں تو ان کی جڑوں کو بھی خلال کرے اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ خلال کرنے سے تمام بدن اور بالوں میں پانی پہنچ جاتا ہے اور یہ خلال کرنا بالاتفاق واجب نہیں لیکن اگر گوند وغیرہ سے بال جمے ہوئے ہوں تو ایسی حالت میں خلال کرنا اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا واجب ہے کذا ذکرہ شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر فی فتح الباری شرح البخاری۔

٢٤١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذٰى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۴۱۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا جیسے کہ آپ نماز کے واسطے وضو کیا کرتے تھے مگر آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو نہ دھویا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جو ناپاکی آپ کو لگی تھی اس کو دور کیا پھر آپ نے اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اپنے پاؤں کو کنارے کیا سو ان کو دھویا یہ طریق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانے کا جنابت سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہانے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے جب جماع یا احتلام سے نہانے لگے تو پہلے وضو کر لے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کو غسل کرنے کے پیچھے دھوئے کنارے ہو کر مگر یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مخالف ہے جو ابھی گزر چکی ہے اور وجہ تطبیق کی ان دونوں حدیثوں میں دو طرح سے ہو سکتی ہے اول اس طور کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وضو سے مراد اکثر وضو کا ہے یعنی سوائے پاؤں کے اور کل وضو اپنے نہانے سے پہلے کیا دوم اس طرح سے کہ ان دونوں حدیثوں کو دو حالتوں پر محمول کیا جائے یعنی کبھی آپ نے پاؤں کو

پہلے دھویا اور کبھی پیچھے دھویا مگر سنت یہی ہے کہ پاؤں کو غسل سے پیچھے دھوئے اس لیے کہ اس حدیث میں صریحًا موجود ہے کہ حضرت ﷺ نے غسل سے پیچھے کنارے ہو کر پاؤں کو دھویا ہے اور صراحت مقدم ہوتی ہے دلالت پر اور نیز میمونہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے بعض طریقوں میں **کان اذا اغتسل** الخ کا لفظ آ گیا ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے پس نہ کم ہوگا اکثر اوقات سے اندریں صورت بفرض تسلیم بعض اوقات غسل سے پہلے وضو کرنا اس کی سنیت کے منافی نہیں ہوگا۔ **واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب** اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں اول یہ کہ وضو میں تفریق جائز ہے یعنی پہلے ایک عضو کو دھونا پھر ساعت کے بعد دوسرے کو دھونا۔ دوم یہ کہ غسل میں بدن پر پانی بہانا فقط ایک بار واجب ہے۔ سوم یہ کہ جو شخص غسل کی نیت سے وضو کرے اور پھر نہا لے تو اس کے لیے دوسرا وضو کرنا ضرور نہیں جب تک کہ اس کا وہ وضو نہ ٹوٹے۔ چہارم یہ کہ غسل اور وضو کے واسطے پانی منگوانے میں دوسرے آدمی سے مدد چاہنی جائز ہے اس لیے کہ بعض طریقوں میں اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے **وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ غُسْلًا** یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے حضرت ﷺ کے نہانے کے واسطے پانی لا کر رکھا۔ پنجم یہ کہ استنجاء بائیں ہاتھ سے کرے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتا جائے اس لیے کہ بعض طریقوں میں اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے **ثم افرغ بیمینہ علی شمالہ** یعنی پھر حضرت ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا۔ ششم یہ کہ جو شخص برتن سے چلو بھر بھر کے نہانا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو استنجے سے پہلے دھولے اس لیے کہ شاید ان میں کوئی ناپاکی ہو جس کو وہ مکروہ جانے لیکن اگر پانی لوٹے میں ہو تو اس وقت اولیٰ یہ ہے کہ استنجاء پہلے کرے۔ ہفتم یہ کہ نہانے کے پیچھے جو قطرے پانی کے بدن سے گرتے ہیں وہ پاک ہیں اس لیے کہ بعض طریقوں میں اس حدیث کے یہ لفظ آیا ہے کہ میں نے آپ کو بدن پونچھنے کے واسطے ایک کپڑا دیا سو آپ نے اس کو نہ لیا پس معلوم ہوا کہ قطرے پانی کے آپ کے کپڑوں پر گرتے رہے ہوں گے۔ فتح الباری ملخصًا۔

بعض حنفیہ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں اس پر کہ اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے اس لیے کہ اس میں استنجاء بعد وضوء کے واقع ہوا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہی حدیث بعینہ تین بابوں سے پیچھے ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے **فغسل مذاکیرہ ثم مسح یدہ بالارض ثم مضمض واستنشق** الخ یعنی پس آپ نے اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو مٹی سے مانجا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا آخر حدیث تک اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو آٹھ بار مختلف طریقوں سے ذکر کیا ہے اور ان سب میں یہی ذکر ہے کہ استنجاء پہلے کیا ساتھ لفظ ثم اور فاء کے پس اس حدیث میں بھی یہی مراد ہوگی کہ استنجاء وضو سے پہلے کیا **لان الاحادیث یفسر بعضها بعضًا**۔

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ.

مرد اور عورت کے مل کر نہانے کا بیان یعنی ایک برتن سے دونوں کو مل کر غسل کرنا جائز ہے۔

٢٤٢ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ.

۲۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور وہ برتن ایک بڑا کٹورا تھا جس کو فرق کہتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا اگر مرد اور عورت دونوں آپس میں مل کر ایک برتن سے غسل کریں یعنی باری باری کے ساتھ برتن سے چلو بھر بھر کر اپنے اوپر ڈالتے جائیں تو اس طور سے نہانا جائز ہے اور اس سے باقی مستعمل نہیں ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد کو اپنی بیوی کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے اور اسی طرح عورت کو بھی اپنے خاوند کی شرمگاہ دیکھنا جائز ہے اور فرق دو صاع کا ہوتا ہے اور صاع انگریزی وزن کے حساب سے قریب تین سیر کے ہوتا ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهٖ.

ایک صاع اور اس کی مانند کے ساتھ غسل کرنے کا بیان

٢٤٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِإِنَآءٍ نَحْوًا مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلٰى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرِ صَاعٍ.

۲۴۳۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی نے اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا حال پوچھا یعنی حضرت کس قدر پانی سے غسل کیا کرتے تھے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بقدر صاع کے ایک برتن منگوایا پس اس میں غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اور ہمارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک پردہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یزید بن ہارون اور بہز اور جدی کی روایت میں نحو من صاع کے بدلے قدر صاع آیا ہے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر اور اوپر کا بدن ننگا تھا اور باقی بدن ان کا ڈھانکا ہوا تھا اور وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا کے محرم تھے اس واسطے ان سے ستر نہ کیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی کو ایک کام کی تعلیم کرنے لگے تو مستحب ہے کہ وہ کام اس کے سامنے کر کے اس کو دکھلا دے اس لیے کہ وہ کام دکھلا دینے سے آدمی کے دل میں خوب جم جاتا ہے۔

۲۴۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ وَأَبُوْهُ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ يَكْفِيْكَ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَا يَكْفِيْنِيْ فَقَالَ جَابِرٌ كَانَ يَكْفِيْ مَنْ هُوَ أَوْفٰى مِنْكَ شَعَرًا وَخَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ أَمَّنَا فِيْ ثَوْبٍ.

۲۴۴۔ ابوجعفر (یہ کنیت ہے امام محمد باقر کی) سے روایت ہے کہ وہ اور ان کا باپ اور ایک جماعت دوسرے لوگ بھی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سو اس جماعت نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے غسل کا حال پوچھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر پانی سے غسل کیا کرتے تھے سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی ان کے جواب میں کہ ایک صاع پانی کا غسل کے لیے تجھ کو کافی ہے سو ایک مرد نے کہا کہ ایک صاع مجھ کو کافی نہیں ہوسکتا ہے سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک صاع پانی کفایت کرتا تھا اس شخص کو جس کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور جو تجھ سے بہتر تھا یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو (ابوجعفر نے کہا) کہ پھر جابر رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑے میں ہم کو نماز پڑھائی یعنی ہماری امامت کرائی اور سوائے تہ بند کے اور کوئی کپڑا ان کے مونڈھوں پر نہیں تھا۔

فائدہ: غرض جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی یہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ایک صاع پانی کا غسل کے واسطے کافی ہو جاتا تھا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے پھر تجھ کو ایک صاع پانی کیسے کافی نہیں ہوسکتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ ایک صاع پانی سے زیادہ کے ساتھ غسل کرنا مکروہ ہے مگر یہ جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے والا یہ ایک واقع کا ذکر ہے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نہیں تھا اس لیے کہ صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرق سے غسل کیا ہے اور فرق شافعی اور ابن عیینہ کے نزدیک تین صاع کا ہوتا ہے اور ایک روایت میں مسلم میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مد سے غسل کیا ہے پس مختلف حالات پر اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو حمل کیا جائے گا اور یا اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو استحباب پر محمول کیا جائے گا اور اس سے کم وبیش کو جواز پر یعنی صاع سے غسل کرنا مستحب ہے اور اس سے زیادہ پانی کے ساتھ غسل کرنا جائز ہے یا یہ کہ بلا حاجت اس سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور حاجت ہو تو جائز ہے الغرض صاع سے زیادہ پانی کے ساتھ غسل کرنا جائز ہے اور اسی پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہو چکا ہے جیسے کہ پارہ اول میں مذکور ہو چکا ہے، واللہ اعلم۔

۲۴۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عیینہ (راوی اس حدیث کا)

وَمَيْمُوْنَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ أَخِيْرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى أَبُوْ نُعَيْمٍ.

اخیر عمر میں اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت کے درمیان میمونہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ بیان کیا کرتا تھا یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود حضرت کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غسل کرتے نہیں دیکھا ہے بلکہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس کو سنا ہے (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) لیکن ابونعیم کی روایت صحیح ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت کو اپنی آنکھ سے غسل کرتے دیکھنا بھی صحیح ہے۔

فائدہ: پہلی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صاع سے زیادہ پانی کے ساتھ غسل کرنا مکروہ ہے اور اسراف میں داخل ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت کی ساتھ ترجمہ باب کے اور مطابقت اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ ترجمہ باب کے ظاہراً معلوم نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں صاع اور اس کے مقدار کا کچھ ذکر نہیں سو جاننا چاہیے وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے کئی طور سے ہے کہ اول اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ اس زمانے میں عرب کے برتن چھوٹے ہوتے تھے جیسے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جگہ لکھ دیا ہے پس اندریں صورت دوسری خبر ترجمہ میں یعنی صاع کی مثل میں داخل ہوگا۔ دوم اس حدیث کے بعض طریقوں میں قدر صاع کا بھی آ گیا ہے۔ سوم اس حدیث میں برتن سے مراد فرق رکھا جائے گا جو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں مذکور ہو چکا ہے اس لیے کہ وہ دونوں حضرت کی بیویاں تھیں اور جب کہ فرق میں دونوں نے غسل کیا تو ہر ایک کے حصہ میں تخمیناً ایک صاع آئے گا پس تقریباً ترجمہ سے مناسبت حاصل ہو جائے گی وباللہ التوفیق فتح الباری۔

بَابُ مَنْ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثًا.

اپنے سر پر تین بار پانی بہانے کا بیان یعنی یہ کام مستحب ہے۔

۲۴۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَنَا فَأُفِيْضُ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلَاثًا وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا.

۲۴۶۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں یعنی غسل میں اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے سر پر پانی بہانے کی شکل بتلا دی۔

۲۴۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۴۷۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین بار پانی بہایا کرتے تھے۔

وَسَلَّمَ يُفْرِغُ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا.

۲۴۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ لِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَتَانِي ابْنُ عَمِّكَ يُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ كَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ ثَلَاثَةَ أَكُفٍّ وَيُفِيْضُهَا عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ فَقَالَ لِيَ الْحَسَنُ إِنِّيْ رَجُلٌ كَثِيْرُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْكَ شَعْرًا.

۲۴۸۔ابو جعفر سے روایت ہے کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے چچا کا بیٹا میرے پاس آیا تھا یعنی حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم (اصل میں حسن امام باقر کے باپ کے چچا کا بیٹا ہے مگر جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو امام باقر کے چچا کا بیٹا جو کہا تو بطریق مسامحت کے کہا) سو اُس نے کہا یعنی حسن بن محمد نے کہ جنابت سے نہانا کس طرح پر ہے یعنی جنابت سے کس طریق پر غسل کیا جاتا ہے سو میں نے کہا (جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے) یعنی حسن کے سوال کے جواب میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چلو پانی کے لیتے تھے سو ان کو اپنے سر پر بہاتے یعنی تین بار پھر (پانی کو) اپنے تمام بدن پر بہا دیتے (جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے) سو مجھ کو حسن نے کہا کہ میرے بال تو بہت ہیں یعنی مجھ کو اتنا پانی کافی نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اس سے بہت پانی چاہیے تاکہ میرے سب بال تر ہو جائیں اور خشک نہ رہ جائیں سو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ تر تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو غسل کے واسطے اس قدر پانی کافی ہوجاتا تھا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے پھر اب تجھ کو اس قدر پانی غسل میں کیوں کافی نہیں ہوسکتا ہے حالانکہ تیرے بال تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کم ہیں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ غسل میں تین بار سر پر پانی بہانا مستحب ہے اور اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت ان حدیثوں کی ساتھ ترجمہ باب کے۔

بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَّاحِدَةً.

ایک بار غسل کرنے کا بیان یعنی غسل میں فقط ایک بار بدن پر پانی بہانا بھی کافی اور جائز ہے۔

فائدہ: ایک بار غسل کرنا فرض ہے اس سے کم کرنا جائز نہیں اور تین بار غسل کرنا سنت ہے نزدیک جمہور علماء کے۔

۲۴۹ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ

۲۴۹۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهٗ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَّكَانِهٖ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ.

کی بیوی) نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کے غسل کے لیے پانی لا کر رکھا سو حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا دو بار یا تین بار پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا یعنی کمال پاک کرنے کے واسطے پھر ان کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے نہانے کی جگہ سے پھرے یعنی اس سے کنارے ہوئے سو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے اس طور سے ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے یعنی اس میں مطلق بدن پر پانی بہانے کا ذکر ہے دو یا تین بار وغیرہ کے پانی بہانے کا اس میں کچھ ذکر نہیں پس ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فقط ایک ہی بار اپنے بدن پر پانی بہایا اس پر زیادہ نہیں کیا۔

بَابُ مَنْ بَدَاَ بِالْحِلَابِ اَوِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْغُسْلِ.

غسل کے وقت برتن پانی اور خوشبو کے ساتھ شروع کرنے کا بیان یعنی غسل کے وقت پانی کا برتن طلب کرنا اور اس سے غسل کرنا اور بدن کو میل سے پاک صاف کرنا یا غسل سے پہلے خوشبو کا استعمال کرنا سنت ہے۔

فائدہ: حلاب کہتے ہیں ایک برتن کو کہ مقدار کوزہ کے ہوتا ہے اور اُس میں ایک صاع پانی کا آتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حلاب ایک خوشبو کا نام ہے جو بعض میوہ جات کے درختوں سے نچوڑ کر نکال لیتے ہیں عرب لوگ نہانے سے پہلے اس کو استعمال کیا کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حلاب عرق گلاب کو کہتے ہیں کہ عرب لوگ غسل کے وقت اس کو پہلے استعمال کیا کرتے ہیں اور اس باب میں یہ سب معنی بن سکتے ہیں لیکن حدیث باب کے اول معنی کی بہت مناسب ہے اور اس ترجمہ کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ غسل کے واسطے کبھی آنحضرت ﷺ پانی کا برتن منگواتے اور غسل کرتے اور کبھی خوشبو طلب کرتے اور غسل سے پہلے اس کو استعمال کرتے، واللہ اعلم بالصواب۔

۲۵۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۵۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ جب ارادہ کرتے غسل کرنے کا جنابت سے تو حلاب کی مانند یعنی بقدر صاع کے ایک برتن منگواتے یعنی حکم فرماتے کہ یہ برتن

وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى وَسَطِ رَأْسِهِ.

پانی سے بھرا ہوا آپ کے پاس لایا جائے سو آپ دونوں ہاتھوں کے ساتھ پانی لیتے یعنی برتن سے پس اپنے سر کی داہنی طرف سے شروع کرتے پھر بائیں طرف سے پس ڈالتے ساتھ ان کے پانی درمیان سر اپنے کے یعنی اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک چلو پانی لے کر پہلے سر کی داہنی طرف دھوتے پھر دوسرے چلو سے بائیں طرف دھوتے پھر تیسرے چلو سے پانی سر کے درمیان ڈالتے اور اپنے سر کو دھوتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل کرنے کے واسطے پانی کا برتن منگوانا اور اُس سے غسل کرنا جائز ہے اور یہ ایک وجہ ہے مطابقت اس حدیث کی ساتھ باب کے وجوہ مذکورہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور غسل جنابت میں تین چلو کافی ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ.

غسلِ جنابت میں کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان یعنی کیا واجب ہے یا سنت ہے؟

۲۵۱ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا مَيْمُونَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَأَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلٰى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَأَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي لَمْ يَتَمَسَّحْ بِهَا.

۲۵۱۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی ڈالا یعنی کسی برتن میں ڈال کر رکھا تا کہ اس کے ساتھ غسل کریں سو (اول) آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا سو اُن دونوں کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا پس اس کو مٹی کے ساتھ رگڑا پس دونوں کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے یعنی غسل کرنے کی جگہ سے سو آپ نے دونوں پاؤں کو دھویا پھر آپ کے پاس رومال لایا گیا یعنی بدن پونچھنے کے واسطے سو آپ نے اس سے بدن کو نہ پونچھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ لم ینفض کا معنی لم یتمسح بھا ہے یعنی آپ نے اس رومال کے ساتھ اپنے بدن کو نہ پونچھا بلکہ تری کو اپنے بدن پر چھوڑ دیا۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ غسل جنابت میں کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں سنت ہیں واجب نہیں ہیں اس لیے کہ آئندہ باب میں اُسی حدیث میں صاف آ گیا ہے ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَ ہٗ لِلصَّلٰوۃِ یعنی پھر آپ نے نماز کے وضو کی مانند وضو کیا پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا دونوں وضو کے ساتھ خاص ہیں اور اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ غسل میں وضو فرض نہیں ہے اور جب کہ وضو فرض نہ ہوا تو کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا بھی فرض نہ ہوگا اس لیے کہ یہ دونوں وضو کے تابع ہیں کذا فی الفتح اور حنفیہ کے نزدیک غسل جنابت میں کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے وہ کہتے ہیں کہ کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا وضو کے ساتھ خاص نہیں ہیں اور یہ حصر کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعض حکم وضو اور غسل کے (جو وضو کے ضمن میں مشترک ہیں) دونوں طرح سے معمول ہوں یعنی سنت بھی ہوں اور واجب بھی ہوں اس لیے کہ نہ واجب ہونا اُن حکموں کا وضو کی حیثیت سے اس کو مستلزم نہیں ہے کہ یہاں بھی واجب نہ ہوں بلکہ ہوسکتا ہے کہ غسل کی حیثیت سے واجب ہوں سو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کو مستلزم ہیں علاوہ ازیں کسی حدیث سے ان دونوں کا فرض ہونا غسل میں ثابت نہیں ہوتا ہے پس اس تکلف کی کوئی حاجت نہیں ہے اور بعض لوگ اس آیت فَاطَّهَّرُوْا سے دلیل پکڑتے ہیں کہ غسل میں کمال مبالغہ کا حکم آیا ہے پس تمام ظاہر بدن کا پاک کرنا واجب ہے اور مُنہ اور ناک کا اندر ظاہر بدن میں داخل ہے پس کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا بھی واجب ہوگا سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے مصفی شرح مؤطا میں لکھا ہے کہ یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ معنی مبالغہ کا استیعاب تمام بدن میں ظاہر ہو چکا ہے یعنی بیان یہاں مبالغہ کا یہ ہے کہ تمام بدن کو تر کرو کوئی جگہ خشک نہ چھوڑو پس دلالت کرنا مبالغہ کا مضمضہ اور استنشاق کے وجوب پر اس سے لازم نہیں آتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غسل اور وضو کے بعد کسی کپڑے رومال وغیرہ سے اپنے بدن کو پونچھنا مستحب ہے اس لیے کہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہمیشہ کی عادت تھی کہ آپ غسل کے بعد اپنے بدن کو رومال سے پونچھ ڈالا کرتے تھے اسی وجہ سے آپ کے پاس رومال لایا گیا اور اس موقع میں آپ کا بدن نہ پونچھنا شاید اس وجہ سے تھا کہ یہ کپڑا بہت میلا تھا یا اس واسطے تھا کہ بعد غسل کے کپڑے سے بدن پونچھنا لوگ واجب نہ سمجھ لیں۔

بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُوْنَ أَنْقٰى.

مٹی کے ساتھ ہاتھ مانجنا تاکہ زیادہ تر پاک ہو جائے یعنی استنجے کے بعد مٹی سے ہاتھ ملنے مستحب ہیں۔

٢٥٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا

٢٥٢۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کے سبب سے غسل کیا سو اول ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو

الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِيَدِهٖ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

دھویا پھر اس کو دیوار کے ساتھ مانجا یعنی واسطے صاف کرنے کے پھر اپنی نماز کے وضو کی طرح وضو کیا سو جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ استنجے کے بعد مٹی کے ساتھ ہاتھ مانجنے مستحب ہیں اس لیے کہ اس سے ہاتھ اچھی طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور ناپاکی اچھی طرح سے دور ہو جاتی ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت اس حدیث کی ساتھ باب کے۔

بَابُ هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَّغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى يَدِهٖ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ.

اگر جنبی آدمی کے ہاتھ پر سوائے جنابت کے اور کوئی پلیدی نہ ہو تو اس کو پانی کے برتن میں بے دھوئے ہاتھ ڈالنا جائز ہے یا نہیں ہے۔

فائدہ: غرض امام بخاری کی اس باب کے باندھنے سے یہ ہے کہ جنبی کے ہاتھ پر جب کوئی پلیدی نہ ہو تو اس کو پانی کے برتن میں بے دھوئے ہاتھ ڈالنا جائز ہے اس لیے کہ جنابت کے سبب سے آدمی کا کوئی عضو ناپاک نہیں ہوتا ہے اور پلیدی حکمی جنابت کی سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے جیسے کہ حقیقی پلیدی سے ناپاک ہو جاتا ہے چنانچہ اسی کی تائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے آثار صحابہ کو ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں۔

وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُوْرِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ.

یعنی داخل کیا ابن عمر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم نے اپنے ہاتھ کو وضو کے پانی میں اور حالانکہ اُس کو نہ دھویا تھا یعنی پہلے داخل کرنے سے پھر وضو کیا یعنی اسی پانی سے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو دھو کر برتن میں داخل کیا کرتے تھے سو ان دونوں میں تطبیق اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ یہ مختلف وقتوں کا ذکر ہے جہاں ہاتھوں کو نہیں دھویا وہاں اُن پر کوئی پلیدی نہیں ہوگی اور جہاں دھویا ہے وہاں کوئی پلیدی وغیرہ ہاتھوں پر ہوگی یا دھو لینا مستحب ہے اور نہ دھونا جائز ہے پس معلوم ہوا کہ بغیر دھونے کے ہاتھ کو برتن میں داخل کرنا جائز ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو شعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنابت کی حالت میں بے دھوئے ہاتھ پانی کے اندر داخل کرتے تھے۔

وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے پانی سے کوئی

يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ.

خوف نہیں دیکھتے تھے جو جنابت سے نہانے کے بعد قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے یعنی غسل جنابت کے بعد جو پانی کے قطرے بدن سے گرتے ہیں اگر کپڑے وغیرہ پر پڑ جائیں تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہے اور کپڑا اس سے ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنبی اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈال دے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ جنابت حکمی اگر پانی کو ناپاک کر دیتی تو جس پانی میں نہانے کے وقت جنبی کے بدن سے قطرے گرتے ہیں ایسے پانی سے غسل کرنا منع ہوتا حالانکہ اس سے غسل کرنا جائز ہے پس معلوم ہوا کہ جنبی کو پانی میں ہاتھ ڈالنا بھی جائز ہے اور جنابت حکمی سے آدمی ناپاک نہیں ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے مطابقت اس اثر کی ساتھ ترجمہ باب کے۔ (فتح)

۲۵۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِيْنَا فِيْهِ.

۲۵۳ ـ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے مختلف ہوتے تھے اس میں ہاتھ ہمارے یعنی ہم دونوں برتن سے باری باری کے ساتھ پانی اٹھاتے تھے اس طور سے کہ ایک بار اپنے ہاتھوں کے ساتھ برتن سے میں پانی اٹھاتی اور ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے وعلی ہذا القیاس تمام غسل میں اسی طرح کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی کو تھوڑے پانی سے چلو کے ساتھ پانی اٹھا لینا جائز ہے اور اس میں ہاتھ ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ ایسے پانی سے غسل کرنا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنبی کو کھڑے پانی میں غوطہ مارنے کے واسطے جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ نہی تنزیہی ہے اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ جنبی کا خواہ تمام بدن ہو یا ایک عضو ہو جنابت میں سب برابر ہے پس جب ایک عضو کے پانی میں داخل کرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے تو اسی طرح تمام بدن کے ساتھ پانی میں غوطہ لگانے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہو گا اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ جب جنبی کو غسل کے واسطے پانی کے برتن سے چلو بھرنا اور اس میں بے دھوئے ہاتھ ڈالنا جائز ہے جیسے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث میں جو برتن میں ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے کا حکم آیا ہے تو وہ جنابت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ حکم اسی جگہ میں ہے جہاں پلیدی کا یقین ہو یا ظن ہو اور جب کہ دھونا ہاتھوں کا جنابت کی وجہ سے واجب نہ ہوا تو جنبی کو بغیر دھونے کے برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہو گا۔ (فتح) مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ظاہر وجہ مطابقت کی یہ ہے کہ اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں ہاتھ داخل کرنے کو جنابت مانع نہیں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں برتن سے چلو بھر بھر کر غسل کرتے تھے پس اگر جنابت کی وجہ سے ہاتھ ناپاک ہوتے تو پھر تمام ہونے غسل تک پاک نہ ہوتے پس غسل کے اندر ہاتھوں سے پانی اٹھا اٹھا کر بدن پر ڈالنا اوران سے غسل کرنا جائز نہ ہوتا اور جب کہ جنابت قبل تمام ہونے غسل کے پانی میں ہاتھ ڈالنے کو مانع نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ جنبی کو بغیر دھوئے کے برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

٢٥٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ.

۲۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ جب ارادہ کیا کرتے غسل کا جنابت سے تو دھولیا کرتے اپنے دونوں ہاتھ یعنی اول تمام بدن سے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھو لیتے پھر بعد اس کے تمام غسل کرتے۔

فائدہ: یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیثوں کے ساتھ مل کر گویا کہ ایک دوسری کی تفسیر ہیں اس لیے کہ یہ حدیث پلیدی کی حالت پر محمول ہے اور دوسری حدیثیں حالت پاکی پر محمول ہیں یعنی جب آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں پر کوئی پلیدی ہوتی تو اس وقت دھو لیتے تھے اور جب آپ کے ہاتھوں پر پلیدی نہ ہوتی تو اس وقت نہیں دھوتے تھے یا ہاتھ دھونے کی حدیث کو استحباب پر حمل کیا جائے اور ہاتھ نہ دھونے کی حدیث کو جواز پر حمل کیا جائے پس دونوں صورتوں میں تعارض دفع ہو جائے گا پس مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے باعتبار ضد اور مقابلہ کے ہے۔

٢٥٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

۲۵۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی ﷺ دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے جنابت کے سبب سے۔

٢٥٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَآئِهِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ زَادَ مُسْلِمٌ

۲۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کی بیویوں سے ایک بیوی دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ مسلم اور وہب کی روایت میں جنابت کا لفظ زیادہ ہے۔

وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ مِنَ الْجَنَابَةِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کو جنابت مانع نہیں ہے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ جنابت کی حالت میں برتن سے ہاتھ کے ساتھ پانی اٹھا اٹھا کر اپنے بدن پر ڈالا کرتے تھے پس اگر جنابت کی وجہ سے ہاتھ ناپاک ہوتے تو پانی کے اندر ہاتھ ڈالنے سے ناپاک ہو جاتا اور غسل کرنا اس سے جائز نہ ہوتا جیسے کہ پیچھے مذکور ہو چکا ہے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ تَفْرِيْقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ. غسل اور وضو کے کاموں میں جدائی کرنے کا بیان۔

فائدہ: وضو کے عملوں میں جدائی کرنی دو طور سے ہے ایک یہ کہ غسل اور وضو کے درمیان کوئی دوسرا کام کر لے دوسرا یہ کہ اعضاء کو پے درپے نہ دھوئے بلکہ جب ایک عضو خشک ہو جائے تو پھر دوسرے کو دھوئے مثلاً پہلے ایک پاؤں کو دھوئے جب وہ خشک ہو جائے تو پھر دوسرے کو دھوئے تو اس طرح وضو کے اعضاء میں جدائی کرنی جائز ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر نقل کیا ہے وہ یہ ہے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوْءُهُ. یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ اُس نے وضو خشک ہو جانے کے بعد اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ام میں روایت کیا ہے لیکن اس میں اس طور سے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بازار میں وضو کیا اور اپنے پاؤں کو نہ دھویا پھر مسجد میں چلے گئے وہاں جا کر اپنے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

۲۵۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ

۲۵۷۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں زیادہ ہے پھر نہانے کی جگہ سے کنارے ہوئے پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلٰى جَسَدِهِ ثُمَّ
تَنَحّٰى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے اعضاء میں تفریق جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے وضو کیا سو اپنے منہ اور ہاتھوں کو غسل سے پہلے دھویا اور پاؤں کو غسل کے پیچھے دھویا کنارے ہو کر اور اگر پاؤں دھونے کو غسل کے اندر داخل کیا جائے اور تفریق ساتھ ایک طرف ہونے کے غسل کی جگہ سے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا لیا جائے تو اس حدیث کی مطابقت تمام ترجمہ سے ہو جائے گی اور یا تفریق غسل کو تفریق وضو پر قیاس کیا جائے گا اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اُس شخص کا جو وضو میں موالات اور پے در پے اعضاء دھونے کو واجب کہتا ہے جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ۔ وباللہ التوفیق۔

بَابُ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الْغُسْلِ.

غسل کے وقت استنجے میں داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی بہانے کا بیان۔

۲۵۸ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ فَصَبَّ عَلٰى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا.

۲۵۸۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے لیے پانی لا کر رکھا اور آپ کو پردہ کیا یعنی لوگوں سے پوشیدہ کیا سو آپ نے اپنے ہاتھ پر پانی گرایا پس اس کو دھویا ایک بار یا دو بار سلیمان (راوی نے) کہا مجھ کو معلوم نہیں کہ سالم نے تیسری بار دھونا ذکر کیا ہے یا نہیں پھر گرایا پانی کو اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر سو اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر آپ نے ہاتھ کو زمین یا دیوار سے رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر کو دھویا پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے یعنی نہانے کی جگہ سے سو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا سو میں نے آپ کو کپڑا دیا یعنی بدن پونچھنے کے واسطے سو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی یہ کہ میں کپڑا نہیں لیتا ہوں اور آپ نے کپڑے کو نہ مانگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استنجے میں مستحب یہی ہے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی گرائے اور

بائیں سے استنجاء کرے۔

بَابُ إِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنْ دَارَ عَلٰى نِسَآءِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَاحِدٍ.

جب کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ ایک بار صحبت کرے اور دوسری بار پھر صحبت کرے یعنی دونوں جماعوں کے درمیان وضو نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور جو شخص کہ ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں پر پھرے یعنی درمیان جماعوں کے غسل نہ کرے بلکہ سب کے ساتھ جماع کر کے بعد کو فقط ایک ہی بار غسل کر لے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی جائز ہے یا نہیں۔

۲۵۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذَكَرْتُهُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيْبًا.

۲۵۹۔ ابراہیم کے باپ محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا (وہ قول ان کا یہ ہے کہ میں ایسی خوشبو کے استعمال کو جائز نہیں رکھتا ہوں جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد باقی رہے) سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) پر رحمت کرے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو ملا کرتی تھی یعنی احرام باندھنے سے پہلے سو آپ اپنی تمام عورتوں پر پھرتے یعنی سب کے ساتھ جماع کرتے پھر صبح کرتے حالت احرام میں اور آپ سے خوشبو ٹپکتی تھی یعنی خوشبو کا اثر بعد احرام کے باقی رہتا ہے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعوں کے درمیان میں غسل نہیں کیا ہے بلکہ سب کے ساتھ جماع کر کے بعد کو فقط ایک ہی بار غسل کیا ہے خاص کر آئندہ حدیث سے اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو مسلم میں ہے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فقط ایک غسل کیا ہے پس ثابت ہوا کہ دو جماعوں کے درمیان غسل کرنا واجب نہیں بلکہ کئی بار جماع کر کے بعد کو فقط ایک بار غسل کر لینا ہی جائز ہے اور جس حدیث میں ہر جماع کے ساتھ تازہ غسل کرنے کا ذکر ہے سو اس سے مراد استحباب ہے یعنی ہر جماع کے ساتھ تازہ غسل کرنا مستحب ہے پس جواز کے منافی نہیں ہوگا پس دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی اور جب کہ دو جماعوں کے درمیان غسل ترک کرنا جائز ہے تو دونوں کے درمیان وضو ترک کرنا بھی جائز ہوگا پس مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہوگئی

وباللہ التوفیق اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو دو جماعوں کے درمیان وضو کو واجب کہتا ہے جیسے کہ اہل ظاہر وغیرہ۔

٢٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيْقُهٗ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهٗ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ إِنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

٢٦٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھرتے اپنی سب بیویوں پر (یعنی جماع کرتے ساتھ ان کے) ایک ساعت میں رات اور دن کے (یعنی کبھی دن کو سب کے ساتھ جماع کرتے اور کبھی رات میں سب سے جماع کرتے) اور آپ کی بیویاں گیارہ تھیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا وحفصہ رضی اللہ عنہا وام سلمہ رضی اللہ عنہا وزینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وام حبیبہ رضی اللہ عنہا وجویریہ رضی اللہ عنہا ومیمونہ رضی اللہ عنہا وسودہ رضی اللہ عنہا وصفیہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور ریحانہ رضی اللہ عنہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا (قتادہ کا قول ہے) کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اتنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے) کی قوت رکھتے تھے (سو) انس رضی اللہ عنہ نے (اس کے جواب میں) کہا کہ ہم لوگ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مرد کی قوت دی گئی ہے اور سعید کی روایت میں قتادہ سے گیارہ عورتوں کے بدلے نو عورتوں کا ذکر ہے سو ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق اس طور سے ہے کہ اصل منکوحہ عورتیں نو تھیں اور دو لونڈیاں تھیں اور یا اختلاف اوقات پر محمول ہے یعنی کبھی گیارہ تھیں اور کبھی نو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعوں کے درمیان غسل نہیں کیا بلکہ سب سے بعد کو ایک بار غسل کیا اس لیے کہ ایک ساعت میں گیارہ بار جماع کرنا اور گیارہ بار غسل کرنا مشکل ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوْءِ مِنْهُ. مذی کے دھونے اور اس سے وضو کرنے کا بیان۔

فائدہ: مذی کہتے ہیں اس پانی سفید چپکنے والے کو جو عورتوں کے ساتھ کھیلنے کے وقت آلت کے سر پر آ جاتا ہے اور اس کے نکلنے سے کچھ کچھ لذت معلوم ہوتی ہے۔

٢٦١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ

٢٦١۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو بہت مذی آیا کرتی تھی

عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يَّسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَسَأَلَ فَقَالَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ.

سو میں نے ایک مرد کو حضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھنے کا حکم کیا بسبب ہونے آپ کی بیٹی کے میرے نکاح میں یعنی شرم سے میں خود حضرت ﷺ سے نہ پوچھ سکا بلکہ دوسرے آدمی کو پوچھنے کا حکم کیا پس اس نے حضرت ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وضو کر اور اپنی آلت کو دھو ڈال یعنی غسل اس صورت میں واجب نہیں ہے فقط وضو آتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذی کا دھو ڈالنا اور اس سے وضو کرنا واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مذی کھرچ ڈالنے سے کپڑا پاک نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اس کو دھویا نہ جائے بخلاف منی کے کہ اس کے کھرچ ڈالنے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور یہی معلوم ہوتی ہے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے واللہ اعلم بالصواب۔ اور ذکر اس باب کا کتاب الغسل میں واسطے دفع کرنے ظن غسل کے ہے مذی آنے سے واسطے ہم شکل ہونے اس کے ساتھ منی کے۔

بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيْبِ.

اگر کوئی شخص اپنے بدن پر خوشبو ملے پھر غسل کر ڈالے اور خوشبو کا اثر (یعنی رنگ اور بو اس کی) غسل کے بعد بدن پر باقی رہے تو اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ یہ امر جائز ہے۔

٢٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيْبًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَآئِهٖ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

۲۶۲۔ محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول اُن سے ذکر کیا (وہ قول یہ ہے کہ) میں نہیں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ صبح کروں ساتھ احرام کے درحالیکہ ٹپکتی ہو مجھ سے خوشبو یعنی احرام باندھنے کے بعد خوشبو کا اثر بدن پر باقی رہنے کو میں پسند نہیں رکھتا ہوں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو ملی تھی پھر آپ اپنی سب بیویوں میں پھرے یعنی سب سے صحبت کی پھر صبح کی حالت احرام میں یعنی اُسی رات کی صبح کو آپ نے احرام باندھ لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خوشبو بدن پر مالش کر کے غسل کر ڈالے اور بعد غسل کے خوشبو کا اثر بدن پر

باقی رہ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ یہ امر جائز ہے اور یہی غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے ہے۔

٢٦٣ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گویا کہ میں اب دیکھ رہی ہوں چمکنا خوشبو کا سر مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حالانکہ آپ محرم تھے۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں ایک واقعہ کا ذکر ہے یعنی یہ خوشبو آپ نے احرام باندھنے سے پہلے استعمال کی تھی پھر جب آپ نے غسل کر کے احرام باندھا تو اس کا اثر اور چمکنا بعد غسل کے بھی باقی رہا پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے یا وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ وہ غسل جو سنت احرام کی ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک نہیں کیا پس یہ اثر خوشبو کا باقی رہا تھا احرام باندھنے سے پہلے کا ہے۔

بَابُ تَخْلِيْلِ الشَّعَرِ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ.

سر کے بالوں کا خلال کرنا یہاں تک کہ جب گمان کرے کہ بدن تر ہو گیا ہے یعنی جو بالوں کے نیچے ہے تو اس پر پانی بہا دے۔

٢٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعَرَهُ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَقَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ جَمِيْعًا.

۲۶۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے غسل کا جنابت سے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کے وضو کی مانند وضو کرتے پھر غسل کرتے پھر خلال کرتے اپنے ہاتھوں سے بالوں کو یہاں تک کہ جب گمان کرتے کہ بدن تر ہو گیا ہے یعنی جو بدن بالوں کے نیچے ہے تو اس پر پانی بہا دیتے تین بار پھر دھو ڈالتے اپنے تمام بدن کو اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے درحالیکہ چلو بھرتے تھے اس سے ہم دونوں اکٹھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت میں سر کے بالوں کا خلال کرنا فرض ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے لیکن داڑھی کے خلال کرنے میں اختلاف ہے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت میں داڑھی کا خلال کرنا واجب

نہیں ہے نہ غسل میں اور نہ وضو میں اور ایک روایت میں دونوں میں واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غسل میں واجب ہے وضو میں واجب نہیں ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تخلیل سنت ہے لیکن جو بدن کہ داڑھی کے نیچے ہے اس کو پانی پہنچانا فرض ہے۔

بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَآئِرَ جَسَدِهِ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مَرَّةً أُخْرٰى.

جو شخص کے غسل جنابت میں پہلے وضو کر لے پھر اپنے بدن کو دھو ڈالے اور دوسری بار پھر وضو کی جگہوں کو نہ دھوئے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے یعنی وضو کے اعضاء کو فقط وضو کرنا کافی ہو جاتا ہے اور غسل میں دوسری بار ان پر پانی بہانا کچھ ضرور نہیں۔

۲۶۵ ۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءً ا لِجَنَابَةٍ فَأَكْفَأَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهٗ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَآئِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَآءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهٗ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهٗ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ بِيَدِهٖ.

۲۶۵۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت سے غسل کرنے کے لیے پانی رکھوایا آپ نے پانی برتن کو اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر الٹایا دو بار یا تین بار پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو مٹی سے مانجا دو بار یا تین بار پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے منہ اور دونوں بازوؤں کو دھویا پھر اپنے سر پر پانی بہایا پھر اپنے بدن کو دھویا پھر کنارے ہوئے یعنی غسل کی جگہ سے سو اپنے دونوں پاؤں کو دھویا میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس میں آپ کے پاس ایک کپڑا لائی یعنی بدن پونچھنے کے واسطے پس آپ نے اس کو نہ مانگا اور ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے غسل میں وضو کی جگہوں کو دوسری بار نہیں دھویا فقط وضو پر اکتفا کیا اس لیے کہ ایسے مقام میں کہ جہاں اول غسل بعض اعضاء کا بیان کرتے ہیں اور پھر بعد ازاں بدن کا دھونا ذکر کرتے ہیں تو وہاں عرف اور قرینہ حال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد باقی بدن ہے سوائے اُن اعضاء مذکورہ کے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا قول (غسل جسدہ)

مجازی معنی پر محمول ہے یعنی باقی بدن کو دھویا اس لیے کہ بعد اس کے میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت نے بعد غسل کے کنارے ہو کر اپنے پاؤں کو دھویا پس اگر جسدہ سے تمام بدن مراد ہوتا تو دوسری بار کنارے ہو کر پاؤں کو دھونے کی کوئی حاجت نہیں تھی اس لیے کہ تمام بدن میں پاؤں بھی داخل ہیں پس معلوم ہوا کہ تمام بدن اس سے مراد نہیں ہے بلکہ باقی بدن مراد ہے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہوگئی وباللہ التوفیق۔

بَابُ إِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ يَخْرُجُ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ.

جب کسی شخص کو مسجد کے اندر ہوتے ہوئے اپنا جنبی ہونا یاد آئے تو اس کو چاہیے کہ اُسی حالت میں ویسے ہی مسجد سے باہر نکل جائے اور تیمّم نہ کرے۔

۲٦٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲٦٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر کہی گئی اور آدمیوں کی صفیں برابر کی گئیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے (یعنی آپ تکبیر سن کر نماز پڑھانے کے واسطے حجرے سے باہر آئے) پس جب آپ مصلے پر کھڑے ہوئے تو آپ کو اپنا جنبی ہونا یاد آ گیا سو فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ میں کھڑے رہو پھر آپ پلٹ گئے یعنی گھر کی طرف سو آپ نے غسل کیا پھر گھر سے باہر آئے اور حالانکہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا سو آپ نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد کے اندر ہوتے کسی کو اپنا جنبی ہونا یاد آئے تو اُسی حالت میں مسجد سے باہر نکل جائے اور مسجد سے باہر نکلنے کے واسطے تیمّم کرنا واجب نہیں ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم نہیں کیا بلکہ آپ ویسے ہی چلے گئے تھے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے تیمّم کر لے جیسے کہ ثوری اور اسحاق وغیرہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غسل جنابت کے بعد جو قطرے پانی کے بدن سے گرتے ہیں وہ ناپاک نہیں ہیں ورنہ مسجد کے اندر ان کا گرانا جائز نہ ہوتا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت نماز اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ٹھہرنا اور توقف کرنا جائز ہے۔

بَابُ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْغُسْلِ عَنِ الْجَنَابَةِ.

جنابت سے غسل کر کے ہاتھ جھاڑنے کا بیان۔

۲۶۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ.

۲۶۷۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر مذکور ہو چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے آپ کو ایک کپڑے سے پردہ کیا سو جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چلے اس حالت میں کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی جھاڑتے تھے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ جنابت سے غسل کر کے دونوں ہاتھوں سے پانی جھاڑنا جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے پاکی ثابت کرنا ہے اُس پانی کی جو غسل کرنے کے بعد بدن سے ٹپکتا ہے سو اس حدیث سے دونوں حکم ثابت ہوتے ہیں۔

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ.

غسلِ جنابت میں داہنی طرف سے شروع کرنے والے کا بیان۔

۲۶۸ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا إِذَا أَصَابَتْ إِحْدَانَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَاثًا فَوْقَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلَى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ وَبِيَدِهَا الْأُخْرَى عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ.

۲۶۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں (بیویوں نبی ﷺ کی) سے کسی ایک کو جنابت پہنچتی یعنی نہانے کی حاجت ہو جاتی تو دونوں ہاتھوں سے تین بار پانی لے کر اپنے سر پر ڈالتی پھر ایک ہاتھ سے پانی لے کر سر کی داہنی طرف ڈالتی پھر دوسرے ہاتھ سے پانی لے کر سر کی بائیں طرف ڈالتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص جنابت سے غسل کرنے لگے تو سنت ہے کہ اول داہنی طرف سے شروع کرے پھر بائیں طرف سے اور جملہ ثم تاخذ الخ کا پہلے جملہ کی تفسیر ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی

ساتھ ترجمہ کے۔

بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ وَقَالَ بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ.

تنہا خلوت میں ننگے ہو کر نہانے والے کا بیان اور پردہ کر کے نہانے والے کا بیان اور پردہ کر کے نہانا افضل اور اولیٰ ہے۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں سے شرم کرنے سے اللہ سے شرم کرنی زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ چھپ کر گناہ کرتے ہیں آدمیوں سے شرم کرتے ہیں اور اللہ سے شرم نہیں کرتے سو فرمایا کہ بہ نسبت آدمیوں کی اللہ سے شرم کرنی زیادہ تر لائق ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ننگے ہو کر نہانا خلوت میں بھی حرام ہے لیکن چونکہ موسیٰ علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام کی حدیث (جو آگے آتی ہے) سے ننگے ہو کر نہانا جائز معلوم ہوتا ہے اس لیے اس حدیث بہز کو افضلیت پر محمول کیا جائے گا تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے پس معنی یہ ہوگا کہ ننگے نہانا جائز ہے لیکن پردہ کر کے نہانا افضل ہے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ کے دوسرے جزء سے ظاہر ہے۔

٢٦٩ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ وَكَانَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ فَخَرَجَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي يَا حَجَرُ حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ

٢٦٩ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تھے بنی اسرائیل کے ننگے نہایا کرتے تھے ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام تنہا نہایا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ اس لیے نہیں نہاتا ہے کہ اس کو باد خائے کی بیماری ہے یعنی اس کے خصیے پھولے ہوئے ہیں سو موسیٰ علیہ السلام ایک بار نہانے کو گئے تو اپنے کپڑے پتھر پر رکھے سو لے بھاگا پتھر اُن کے کپڑے کو تو موسیٰ علیہ السلام اُس کے پیچھے دوڑے یہ بات کہتے ہوئے میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر! میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر! یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ کی موسیٰ علیہ السلام کو تو کوئی عیب اور بیماری نہیں پھر پتھر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف خوب نظر کر چکے پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا کپڑا لیا پھر پتھر کو مارنے لگے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اللہ کی تحقیق شان یہ ہے کہ پتھر پر چھ یا سات نشان ہیں بسبب چوٹ

سَبۡعَةٌ ضَرۡبًا بِالۡحَجَرِ. مارنے کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ننگے ہو کر نہانا اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام جو تنہا غسل کرتے تھے تو اُن کا عمل افضلیت پر تھا اور باوجود اس کے موسیٰ علیہ السلام آدمیوں کے درمیان سے ننگے چلے گئے اور اپنی شرمگاہ کو پردہ نہ کیا پس اگر حرام ہوتا تو یہ پیغمبر ہو کر ایسا کبھی نہ کرتے بلکہ ممکن نہیں تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلوت میں ننگے ہو کر غسل کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کا ننگے ہو کر نہانا بیان کیا اور پھر اس پر سکوت کیا پس اگر جائز نہ ہوتا تو اس کو بیان کر دیتے اور یہی ہے وجہ مناسبت کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ جو فرمایا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی شرم گاہ کو دیکھ لیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت یعنی دوا اور معالجہ وغیرہ کے واسطے غیر کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے۔ (فتح الباری)

٢٧٠ ۔ وَعَنۡ أَبِيۡ هُرَيۡرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيۡنَا أَيُّوۡبُ يَغۡتَسِلُ عُرۡيَانًا فَخَرَّ عَلَيۡهِ جَرَادٌ مِنۡ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوۡبُ يَحۡتَثِيۡ فِيۡ ثَوۡبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا أَيُّوۡبُ أَلَمۡ أَكُنۡ أَغۡنَيۡتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنۡ لَا غِنٰى بِيۡ عَنۡ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ إِبۡرَاهِيۡمُ عَنۡ مُوۡسَى بۡنِ عُقۡبَةَ عَنۡ صَفۡوَانَ بۡنِ سُلَيۡمٍ عَنۡ عَطَآءِ بۡنِ يَسَارٍ عَنۡ أَبِيۡ هُرَيۡرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيۡنَا أَيُّوۡبُ يَغۡتَسِلُ عُرۡيَانًا.

٢٧٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے تو اُن پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لپ بھر بھر کر اپنے کپڑے میں رکھنے لگے سو اُن سے اُن کے رب نے کہا اے ایوب! کیا میں نے تجھ کو مالدار نہیں کیا اور اس سونے کی ٹڈی سے جس کو تو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر چکا یعنی تو محتاج نہیں ہے اور اس اسباب ظاہری دنیا کی تجھ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس کو کیوں جمع کرتا ہے۔

فائدہ: کہتے ہیں ایوب علیہ السلام اپنے گھر میں نہا رہے تھے کہ یکایک سونے کی ٹڈیں آسمان سے گرنے لگیں جب گھر کا صحن بھر گیا تو حضرت ایوب علیہ السلام اُن کو کپڑے میں جمع کرنے لگے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ت: حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ مجھ کو مال کی تو کچھ پرواہ نہیں لیکن تیری برکت اور عنایت کی ہوئی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں ہے یعنی اس مال کا لینا محتاجی کے سبب سے نہیں بلکہ تیری عطا سمجھ کر لیتا ہوں اور یہ ٹڈیوں کا گرنا جو خارق عادت ہے تیری تکریمات اور عنایات سے ہے پس اس سے آدمی کسی طرح بے پرواہ نہیں ہو سکتا کہ غلام مالک کی عطا کی ہوئی چیز سے کسی حالت میں بے پرواہ نہیں ہو سکتا کہ اس کو خوشی مالک کی مہربانی پر ہے مال پر نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برہنہ ہو کر غسل کرنا درست ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو سونے کی ٹڈی سمیٹنے پر جھڑکا اور ننگے ہونے پر نہیں جھڑکا پس معلوم ہوا کہ برہنہ نہانا جائز ہے اگر منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کو اس سے بھی منع کر دیتا اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر بے طمع اور بے تلاش مال مل جائے تو اس کو عنایت اللہ کی سمجھ کر لے لینا توکل کے مخالف نہیں ہے۔

بَابُ التَّسَتُّرِ فِي الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ.

آدمیوں کے روبرو پردہ کر کے نہانے کا بیان۔

٢٧١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ.

٢٧١۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں یعنی لوگوں سے پس آپ نے فرمایا یہ عورت کون ہے؟ سو میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ غسل کے وقت لوگوں سے پردہ کرنا واجب ہے سو یہی معلوم ہوتا ہے اس حدیث سے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

٢٧٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا أَصَابَهٗ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلَى الْحَائِطِ أَوِ الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ الْمَآءَ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهٗ

٢٧٢۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیا اور آپ جنابت کے سبب سے نہا رہے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر بہایا پانی کو اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں پر سو اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑا پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کیا مگر پاؤں کو نہ دھویا پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہایا پھر کنارے ہوئے سو اپنے پاؤں کو دھویا۔

أَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِي السَّتْرِ.

بَابُ إِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْأَةُ.

جب عورت کو احتلام ہو جائے یعنی نیند سے جاگنے کے بعد منی دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٢٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ جَآءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِيْ طَلْحَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ.

٢٧٣۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اُس نے عرض کی کہ اے رسول اللہ تحقیق اللہ نہیں شرم کرتا ہے سچ کہنے سے یعنی حق بات کہنے میں یا پوچھنے میں اللہ نے حیا کرنا نہیں فرمایا جس چیز سے لوگ حیا کرتے ہیں اُس کے ذکر کرنے سے منع نہیں فرمایا یا کیا عورت پر غسل کرنا واجب ہے جب اس کو احتلام ہو جائے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں غسل واجب ہے جب دیکھے پانی منی کا یعنی بعد جاگنے کے نیند سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی عورت کو احتلام ہو جائے اور بعد جاگنے کے نیند سے منی دیکھے تو اُس پر غسل کرنا واجب ہے اور یہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی ساتھ باب کے اور عورت کے تخصیص کرنے میں اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اُس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت کو احتلام نہیں ہوتا ہے اور واسطے موافقت سوال کے۔

بَابُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَأَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

جنبی کے پسینے کا کیا حکم ہے اور مسلمان ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

٢٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِيْ بَعْضِ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَ

٢٧٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مدینہ کے بعض راہوں میں ملے اور حالانکہ میں جنابت سے تھا یعنی مجھ کو نہانے کی حاجت تھی سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے کو پلٹ آیا یعنی آپ سے ایک کنارہ ہو گیا سو میں نے جا کر غسل کیا پھر میں آیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا سو آپ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ! تو کہاں تھا؟ میں نے عرض کی کہ مجھ کو غسل کی حاجت تھی سو میں نے آپ کے پاس ناپاکی کے ساتھ بیٹھنے کو مکروہ جانا یعنی بے غسل آپ کی خدمت میں

سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

حاضر ہونا مجھ کو برا معلوم ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ پاک ہے (یہ کلمہ تعجب کا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر آپ نے تعجب کیا یعنی اللہ پاک ہے اس سے کہ اُس پر گمان کیا جائے اس بات کا کہ اُس نے مسلمان کے ناپاک ہونے کے ساتھ حکم کیا ہو) تحقیق ایمان دار ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایماندار جنبی ناپاک نہیں ہوتا ہے پس اس کے ساتھ مل کر بیٹھنا اور اس کو چھونا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان جنبی کا پسینہ پاک ہے اس لیے کہ جب ایماندار جنبی ناپاک نہیں تو اس کا پسینہ بھی ناپاک نہیں ہوگا اس لیے کہ جب جنبی پاک ہوا تو اس کے ساتھ مل کر بیٹھنا اور مصافحہ وغیرہ کرنا بھی جائز ہوگا اور اکثر اوقات اسے پسینہ بھی لگ جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ ایماندار جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں اور یہی حال ہے کافر جنبی کا کہ فقط جنابت سے اُس کا بدن ناپاک نہیں ہوتا ہے جب تک کہ نجاست حقیقی اُس کے بدن کو باہر سے نہ لگ جائے اور اس حدیث میں مومن کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے جیسے کہ مذہب جمہور علماء کا ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو کام عظیم الشان ہو اس کے واسطے طہارت کر لے۔ اور دوسرا یہ کہ بزرگوں کی تعظیم اور تکریم کرنی مستحب ہے اور ان کی صحبت میں اچھی طرح سے پاک صاف ہو کر بیٹھنا چاہیے۔ تیسرا یہ کہ جب تابع اپنے متبوع سے جدا ہونے لگے تو چاہیے کہ متبوع سے اذن لے لے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کہاں تھا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے متبوع سے جدا نہ ہو جب تک کہ اس کو اطلاع نہ کر لے۔ چہارم یہ کہ متبوع کو لائق ہے کہ اپنے تابع کو اچھے کام پر متنبہ کر دے اگرچہ اس نے سوال بھی نہ کیا ہو۔ پنجم یہ کہ اول وقت وجوب سے غسل کو تاخیر کرنا جائز ہے۔ ششم یہ کہ جنابت کی حالت میں غسل کرنے سے پہلے اپنا کوئی کام کر لینا جائز ہے۔ ہفتم یہ کہ اگر جنبی کنوئیں میں گر پڑے تو کنوئیں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

بَابُ الْجُنُبِ يَخْرُجُ وَيَمْشِيْ فِي السُّوْقِ وَغَيْرِهٖ وَقَالَ عَطَآءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهٗ وَيَحْلِقُ رَأْسَهٗ وَإِنْ لَّمْ يَتَوَضَّأْ.

جنبی کا گھر سے باہر نکلنا اور بازار وغیرہ میں چلنا پھرنا جائز ہے۔ اور عطاء نے کہا کہ جنبی کو پچھنے لگانا اور ناخن کاٹنا اور سر منڈانا جائز ہے اگرچہ وضو بھی نہ کیا ہو۔

فائدہ: مطابقت اس اثر کی ترجمہ باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ جیسے بازار میں چلنا ایک کام ہے ایسے ہی ناخن کاٹنا وغیرہ بھی ایک کام ہے اور جب کہ جنبی آدمی کو بے غسل کے یہ کام کرنے جائز ہیں تو ایسے ہی بازار میں چلنا پھرنا بھی جائز ہوگا۔

۲۷۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

۲۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں پر پھرا کرتے تھے (یعنی سب کے ساتھ صحبت کرتے تھے) ایک رات میں اور اُس دن آپ کی نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ آپ ایک حجرے سے دوسرے حجرے جاتے تھے یعنی ایک بیوی سے صحبت کر کے پھر دوسری کے حجرے میں چلے جاتے تھے پھر اس کے ساتھ صحبت کر کے تیسری کے حجرے میں چلے جاتے تھے وعلی هذا القياس اسی طرح بغیر غسل کے حجرہ بحجرہ پھرتے اور درمیان میں غسل نہ کرتے پس معلوم ہوا کہ جنبی کو بے غسل کے کئی قدم چلنا پھرنا جائز ہے۔

۲۷۶ ۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هِرٍّ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا أَبَا هِرٍّ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ.

۲۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو راہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور مجھ کو نہانے کی حاجت تھی سو آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑ لیا سو میں آپ کے ساتھ چلا گیا یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے یعنی ایک جگہ میں سو میں چھپ کر نکل گیا یعنی آپ کو اطلاع نہ کی اور اپنی جگہ میں آیا اور غسل کیا پھر آپ کے پاس حاضر ہوا اور حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے سو فرمایا کہ تو کہاں تھا؟ اے ابو ہریرہ! پس میں نے آپ سے عرض کی یعنی اپنا حال بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ پاک ہے بے شک ایماندار آدمی ناپاک نہیں ہوتا یعنی اگرچہ اُس کو نہانے کی حاجت ہو۔

فائدہ: جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں گھر سے باہر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے پھرتے رہے بے غسل کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعد اطلاع کے اس کو جائز رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں بے غسل کے بازار وغیرہ میں چلنا پھرنا جائز ہے اور اس حدیث میں اگرچہ بازار کا ذکر صریح موجود نہیں ہے لیکن کوچے اور بازار کا اس حکم میں کچھ فرق نہیں ہے۔

بَابُ كَيْنُوْنَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَّغْتَسِلَ.

جنبی آدمی جب وضو کر لے تو اس کو بے غسل کے گھر میں ٹھہرنا جائز ہے۔

۲۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ.

۲۷۷۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں سویا کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں سویا کرتے تھے اور وضو کر لیا کرتے تھے یعنی سونے سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی جب وضو کر لے تو اس کے بے غسل کے گھر میں ٹھہرنا جائز ہے اس میں کچھ گناہ نہیں اس لیے کہ گھر میں سونا گھر کے اندر ٹھہرنے کو مستلزم ہے پس مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد میں روایت ہے کہ جس گھر میں جنبی ہو اس گھر میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا تو اس سے مراد وہ شخص ہے جو غسل میں سستی کرے اور ترک غسل کی عادت کر رکھے اور نماز وغیرہ کے فوت ہونے کا کچھ خیال نہ کرے یا مراد اس سے وہ آدمی ہے جس کی کل یا بعض ناپاکی دور نہ ہوئی پس اس صورت میں دونوں میں تطبیق ہو جائے گی اس لیے کہ جب جنبی نے وضو کر لیا تو بعض ناپاکی دور ہوگئی پس دونوں میں منافات نہ رہی۔

بَابُ نَوْمِ الْجُنُبِ.

جنبی آدمی کا سونا کیسا ہے؟ یعنی جائز ہے یا نہیں۔

۲۷۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ.

۲۷۸۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کسی کو جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جائز ہے جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو چاہیے کہ سو رہے حالت جنابت مین یعنی اگر وضو کر کے بے غسل کے سو رہے تو کوئی ڈر نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی کو حالت جنابت میں سو رہنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب چاروں اماموں کا۔

بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ.

جنبی آدمی کو وضو کر کے سو رہنا کیسا ہے؟۔

۲۷۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ.

۲۷۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے سونے کا حالت جنابت میں تو اپنی شرمگاہ کو دھو ڈالتے پھر نماز کے وضو کی مانند وضو کرتے (پھر سو رہتے)۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۲۸۰ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ.

۲۸۰۔ ترجمہ اس کا اوپر گزر چکا ہے فقط اس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے فتویٰ پوچھا۔

۲۸۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ.

۲۸۱۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے ذکر کیا کہ مجھ کو رات کے وقت نہانے کی حاجت ہو جاتی ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ وضو کر اور اپنی آلت کو دھو ڈال پھر سو رہا کر۔

اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ.

جب مرد کا ختنہ اور عورت کا ختنہ مل جائے یعنی ذکر مرد کا عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہے۔

۲۸۲ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ مَرْزُوْقٍ عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَهُ.

۲۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد بیٹھا عورت کی چار شاخوں میں اور کوشش کی ساتھ عورت کے یعنی زور لگا کر ذکر کو عورت کی شرمگاہ میں داخل کیا یا اُس کے ساتھ جماع کرنے میں اپنی ساری قوت صرف کر چکا تو ضرور واجب ہو گیا غسل کرنا۔

فائدہ: عورت کی چار شاخوں سے مراد دو پنڈلیاں اور دو رانیں ہیں جب عورت کی شرمگاہ اور مرد کی شرمگاہ مل جائے یعنی مرد کی آلت عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث میں وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ کا لفظ صریح آ چکا ہے یعنی اگرچہ انزال نہ ہو لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کے

نزدیک محض آلت کے فرج میں داخل ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے جب تک کہ انزال نہ ہو اور منی نہ نکلے بلکہ اس صورت میں نہانا اس کے نزدیک احتیاط ہے جیسے کہ آئندہ بیان اس کا آتا ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهٗ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ دخول بے انزال سے غسل کر لینا کھری بات ہے اور اس میں زیادہ تر تاکید ہے۔

فائدہ: اور ہم نے دوسری حدیث (جس سے دخول بے انزال میں بھی غسل کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور ابھی آتی ہے) کو اس واسطے بیان کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ کا اس میں اختلاف ہے یعنی بعض صحابہ اس صورت میں غسل کو واجب کہتے ہیں اور بعض واجب نہیں کہتے ہیں۔

بَابُ غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْأَةِ.

باب ہے بیان میں دھو ڈالنے اس رطوبت کے جو دخول بے انزال میں مرد کو عورت کی شرمگاہ سے لگ جائے۔

۲۸۳ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيٰى وَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهٗ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَاَمَرُوْهُ بِذٰلِكَ قَالَ يَحْيٰى وَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۳۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ جب مرد اپنی عورت سے صحبت کرے اور اس کی منی نہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟ سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کے وضو کی مانند وضو کر لے اور اپنی آلت کو دھو ڈالے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (زید بن خالد نے کہا) سو یہ مسئلہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا یعنی واسطے زیادہ تحقیق اور تصدیق کرنے کے سو انہوں نے بھی اس کو یہی حکم دیا (کہ اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے) اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حدیث مرفوع بیان کی ہے۔

فائدہ: دخول بے انزال میں جو رطوبت عورت کی شرمگاہ سے مرد کو لگ جائے اس کو دھو ڈالنا واجب ولازم ہے۔

۲۸۴ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْغَسْلُ أَحْوَطُ وَذَاكَ الْآخِرُ وَإِنَّمَا بَيَّنَّا لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْمَاءُ أَنْقٰى.

۲۸۴۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ جب مرد عورت کے ساتھ صحبت کرے اور اس کی منی نہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عضو عورت سے لگے اس کو دھو ڈالے یعنی آلت کو پھر وضو کرے اور نماز پڑھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا (دخول بے انزال میں) غسل کرنا زیادہ تر احتیاط ہے اور اس دوسری حدیث کو ہم نے صرف اسی واسطے بیان کیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے یعنی صحابہ کا اس میں اجماع نہیں ہے اور پانی زیادہ تر پاک کرنے والا ہے یعنی غسل کرنا بہت احتیاط ہے کہ اُس سے آدمی پاک ہو جاتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث غسل کے ترک کرنے میں زیادہ تر صحیح صریح ہے پہلی حدیث سے پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مرد عورت سے صحبت کرے اور مرد کی منی نہ نکلے تو غسل واجب نہیں ہوتا ہے مگر یہ حکم اول اسلام میں تھا کہ بدون منی نکلے غسل واجب نہ تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اب صرف آلت کو عورت کی شرمگاہ میں داخل کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے پس یہ دونوں حدیثیں اور جو مثل ان کی ہے منسوخ ہیں اور ناسخ اس کی وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اس لیے کہ صحیح مسلم میں اسی حدیث کے آخر میں وَإِنْ لَّمْ يُنْزِلْ کا لفظ صریح آ گیا ہے یعنی جب مرد اور عورت کی شرمگاہ مل جائے اور ذکر مرد کا عورت کی شرمگاہ کے اندر چلا جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے منی نکلے خواہ نہ نکلے اور اسی طرح روایت کیا ہے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور طحاوی نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ صحبت بے انزال میں غسل واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم نے اہل بدر ہو کر اس میں اختلاف کیا ہے تو جو لوگ تمہارے بعد ہوں گے ان کا کیا حال ہو گا؟ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر تو اس مسئلے کی تحقیق کرنی چاہتا ہے تو کسی شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس بھیج دے اور اُن سے یہ مسئلہ دریافت کر سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب مرد کا ختنہ عورت کے ختنہ سے آگے بڑھ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے یعنی صحبت بے انزال سے بھی غسل واجب ہے اور یہ حدیث جو آئی ہے اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ یعنی غسل صرف منی نکلنے سے واجب ہو جاتا ہے تو اس کا جواب اول یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ

حکم احتلام میں ہے یعنی اگر خواب میں کسی سے جماع کرے تو غسل واجب نہیں ہے جب تک کہ منی نہ دیکھے۔ دوم مسند احمد میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ فتویٰ ابتدائے اسلام میں تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ سوم صحبت بے انزال میں غسل کا واجب ہونا حدیث کے منطوق سے ثابت ہوا ہے اور ترک غسل اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ کے مفہوم سے ثابت ہوتا ہے اور منطوق مقدم ہوتا ہے مفہوم پر لیکن صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت صحبت بے انزال میں غسل کو واجب نہیں جانتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے شاید ان کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی۔ واللہ اعلم۔ اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ بخاری رحمہ اللہ کے قول (الغسل احوط) کا یہ معنی ہے کہ دین میں غسل ثابت ہے امام شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ اگر امام بخاری رحمہ اللہ عدم وجوب غسل کا قائل ہوتا تو جواز ترک الغسل کا باب باندھتا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا اور نہ ایسا کہا بلکہ صرف ایک حکم اس حدیث کا بیان کیا، انتہی واللہ اعلم بالصواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَيْضِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾.
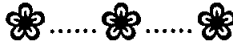
کتاب ہے حیض کے بارے میں

کتاب ہے بیان میں احکام حیض کے اور بیان میں قول اللہ بزرگ شان والے کے کہ پوچھتے ہیں تجھ سے حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے سوتم دور رہو عورتوں سے حیض کے وقت یعنی حیض کے دنوں میں ان کے ساتھ جماع نہ کرو اور نزدیک نہ ہو اُن سے جب تک کہ پاک نہ ہوں پھر جب ستھرائی کرلیں تو جاؤ ان کے پاس یعنی جماع کرو ساتھ اُن کے جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے یعنی آگے کی طرف سے نہ پیچھے کی طرف سے اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے یعنی اس چیز سے کہ اللہ نے منع کیا ہے اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے نجاست اور پلیدی سے۔

فائدہ: شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ یہود میں جب عورتوں کو حیض آتا تھا تو ان کے ساتھ مل کر نہیں کھاتے تھے بلکہ گھر سے اس کو نکال دیتے تھے اور نصاریٰ حیض کے دنوں میں بھی جماع کرتے تھے سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا حکم پوچھا پس یہ آیت نازل ہوئی یعنی اس کے ساتھ مل کر کھانا اور ایک مکان میں رہنا جائز ہے مگر جماع کرنا اُس کے ساتھ حالت حیض میں جائز نہیں اور لغت میں حیض کے معنی ہے بہنا اور جاری ہونا اور حوض بھی اسی سے ماخوذ ہے اس لیے کہ اس کی طرف پانی بہہ کر آتا ہے اور چونکہ یہ خون بھی عورت کے رحم سے بہتا ہے اس لیے اس کا نام حیض رکھا گیا اور شرع میں حیض اُس خون کو کہتے ہیں جو عورت کے رحم سے بالغ ہونے کے بعد بلا بیماری و بلا سبب کئی دن معلوم آتا ہے اور جو خون کہ عورت کے رحم سے کسی علت اور بیماری کی وجہ سے آئے اس کو استحاضہ کہتے ہیں اور جو خون کہ بچہ جننے کے بعد کئی دن تک آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اور یہ دونوں گویا حیض کی فرع ہیں اسی وجہ سے ان کو حیض کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اور اسی واسطے ان کے مسائل کو حیض کے مسئلوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور امام

بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو اس کتاب الحیض کے ابتدا میں اس واسطے ذکر کیا ہے کہ یہ اصل ہے احکام حیض میں اور مجمل طور سے احکام حیض کے اس میں مذکور ہیں اور محیض کہتے ہیں جگہ حیض کو یا وقت حیض کو۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ.

باب ہے اس بیان میں کہ حیض کس طرح شروع ہوا یعنی قدیم زمانے سے ہے یا پچھلے زمانے میں پیدا ہوا ہے اور بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ یہ حیض ایک چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی عورتوں پر مقرر کیا ہے اور بعض نے کہا کہ حیض پہلے بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث حضرت ﷺ کی اکثر ہے یعنی عام ہے باعتبار ظاہر کے اس لیے کہ بنات آدم عام ہے بنی اسرائیل وغیرہ کی عورتوں سب کو شامل ہے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ ابتدا حیض کی بنی اسرائیل سے ہوئی اُن سے پہلے عورتوں کو حیض نہیں آیا کرتا تھا چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے سو عورتوں نے مردوں کو چھیڑنا شروع کیا سو اللہ تعالیٰ نے اُن پر حیض ڈال دیا اور ان کو مسجدوں میں آنے سے منع کر دیا سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قول کو رد کر دیا ہے کہ یہ حیض صرف بنی اسرائیل سے ہے اول شروع نہیں ہوا ہے بلکہ یہ قدیم زمانہ سے چلا آیا ہے اور آدم کی تمام عورتوں پر مقرر کیا گیا ہے اور کوئی زمانہ اور کوئی قوم اُس سے خالی نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابتدا حیض کی حضرت حوا پر ہوئی جب جنت سے اُتاری گئیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی حدیث مذکور کے ساتھ تطبیق بھی ہو سکتی ہے بایں طور کہ مراد بنی اسرائیل پر حیض بھیجنے سے یہ ہے کہ اُن کو حیض مدت تک جاری رہا کرتا تھا واسطے عذاب کرنے ان کے کی ساتھ اُس کے نہ یہ کہ ابتدا حیض کی پہلے اُن سے ہوئی اور بنی اسرائیل پر پہلے حیض بھیجنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حیض تو ابتداء زمانہ سے ہی چلا آتا ہے لیکن اس میں حلت و حرمت کا حکم صرف بنی اسرائیل ہی سے شروع ہوا اُن سے پہلے حیض کے باب میں کوئی حکم حلت اور حرمت نازل نہیں ہوا تھا پس اس توجیہ سے دونوں میں تطبیق ہو جائے گی پس اندریں صورت اس بعض کا قول لانا ایک علیحدہ فائدہ کے واسطے سمجھا جائے گا، واللہ اعلم۔

۲۸۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ

۲۸۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ حج کے ارادے سے نکلے (یعنی مدینہ سے مکہ کو حج کی نیت کر کے روانہ ہوئے اور عمرہ کا ارادہ نہ تھا) سو جب ہم مقام سرف (ایک جگہ کا نام

يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا لَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ قَالَ مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَآئِهٖ بِالْبَقَرِ.

ہے دس میل یا نو میل مکہ سے) میں پہنچے تو مجھ کو حیض آ گیا سو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں رو رہی تھی سو آپ نے فرمایا کہ کیوں روتی ہو، کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں (مجھ کو حیض آ گیا ہے) سو فرمایا کہ بے شک یہ حیض ایک چیز ہے کہ اللہ نے اس کو بنی آدم کی عورتوں پر (ازل سے) لکھ دیا ہے (یعنی یہ حیض کوئی نئی چیز نہیں کہ فقط تجھی کو آیا ہو بلکہ سب عورتوں کو آتا ہے اور سب کا یہی حال ہوتا ہے پس یہ کوئی عجیب بات نہیں پھر اس پر رونا کیسا ہے) سو تو ادا کر جو احکام کہ اور حاجی ادا کرتے ہیں لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کر یعنی اس کے گرد مت گھومو (کہ حائض کو بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے) اور حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ حیض قدیم سے چلا آیا ہے کوئی آج کل کی نئی بات نہیں بلکہ روز اول سے عورتوں کے حق میں لکھا گیا ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهٖ.

حیض والی عورت کا اپنے خاوند کے سر کو دھونا اور کنگھی پھیرنا کیا حکم رکھتا ہے؟۔

٢٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھی حالت حیض میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت اگر اپنے خاوند کو کنگھی پھیرے تو جائز ہے اور سر دھونا بھی بطریق دلالت کے ثابت ہوتا ہے پس مناسبت حدیث ترجمہ سے ظاہر ہے یا یہ کہ بدن کو چھونے میں دونوں مشترک ہیں پس غسل بھی ثابت ہو جائے گا۔

٢٨٧ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ

۲۸۷۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے کسی نے پوچھا کہ

أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ سُئِلَ أَتَخْدُمُنِي الْحَائِضُ أَوْ تَدْنُو مِنِّيَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ جُنُبٌ فَقَالَ عُرْوَةُ كُلُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَكُلُّ ذٰلِكَ تَخْدُمُنِيْ وَلَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ فِيْ ذٰلِكَ بَأْسٌ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ تَعْنِيْ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِيْ لَهَا رَأْسَهٗ وَهِيَ فِيْ حُجْرَتِهَا فَتُرَجِّلُهٗ وَهِيَ حَائِضٌ.

کیا حیض والی عورت کو جنابت کی حالت میں اپنے خاوند کی خدمت کرنا اور اُس کے نزدیک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ سو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ تو نے بیان کیا یہ سب مجھ پر آسان ہے یعنی میں حائض اور جنبی عورت سے خدمت کروانی جائز رکھتا ہوں اور اس کام میں کسی پر کچھ گناہ نہیں (پھر بعد اس کے عروہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کیا وہ یہ ہے) اور کہا کہ مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھیں حالت حیض میں اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے (کنگھی کروانے کے وقت) آپ اپنے سر کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک کردیا کرتے تھے اور حالانکہ وہ اپنے حجرہ میں ہوتیں اور وہ حجرہ مسجد کے ساتھ ملا ہوا تھا سو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو کنگھی کیا کرتیں حالت حیض میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو اپنے خاوند کے سر میں کنگھی پھیرنا جائز ہے اور اسی طرح بوجہ اشتراک کے ملامست میں اس کا سر دھونا بھی جائز ہے اور وجہ استدلال عروہ کی اس حدیث عائشہ سے اس طور پر ہے کہ جب کنگھی کرنی حالت حیض میں جائز ہے تو اور خدمت کرنی بھی جائز ہوگی اور جب حالت حیض میں عورت سے خدمت کروانی جائز ہے تو جنابت میں بھی اس سے خدمت کروانی جائز ہوگی اور یہ قیاس جلی ہے واللہ اعلم۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کا بدن اور پسینہ پاک ہے اور یہ کہ اعتکاف والے کو سوائے جماع کے عورت سے اور خدمت لینی جائز ہے اور یہ کہ حیض والی کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

بَابُ قِرَآئَةِ الرَّجُلِ فِيْ حَجْرِ امْرَأَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ وَكَانَ أَبُوْ وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ إِلٰى أَبِيْ رَزِيْنٍ فَتَأْتِيْهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهٗ بِعِلَاقَتِهٖ.

اپنی بیوی حائض کی گود میں بیٹھ کر قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور ابو وائل سے روایت ہے کہ وہ اپنی لونڈی کو حیض کی حالت میں ابو رزین کی طرف بھیجتے یعنی قرآن لانے کے واسطے سو وہ لونڈی قرآن کو اس کے علاقہ یعنی بند غلاف کے ساتھ پکڑ کر اس کے پاس لے آتی۔

فائدہ: مطلب اس اثر سے یہ ہے کہ حیض والی عورت کو قرآن کا پکڑنا اور اٹھانا جائز ہے بشرطیکہ اس کو ہاتھ نہ لگائے

اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ جیسے حائض کے لیے علاقہ (جس میں قرآن ہے) کو اٹھانا جائز ہے ایسے ہی حائض کا مومن (جس کے پیٹ میں قرآن ہے) کو اٹھانا بھی جائز ہے پس اس کی گود میں قرآن پڑھنا جائز ہوگا۔

٢٨٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِيْ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ.

٢٨٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکیہ لگاتے میری گود میں جس حالت میں کہ مجھ کو حیض آیا کرتا پھر پڑھتے قرآن کو یعنی میرے حیض کے دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کی گود میں بیٹھ کر قرآن پڑھنا جائز ہے اور اس حدیث سے اور کئی فائدے بھی ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عورت کو حیض کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ اگر جائز ہوتا تو اس کی گود میں بیٹھ کر قرآن پڑھنے کی ممانعت کا بالکل وہم نہ گزرتا اور نہ اس کو کھول کر بیان کرنے کی کوئی حاجت ہوتی۔ اور دوسرا یہ کہ حیض والی عورت کا بدن اور اس کے کپڑے پاک ہیں اور اس کے بدن کے ساتھ بدن لگانا جائز ہے۔ اور تیسرا یہ کہ ناپاک جگہ کے نزدیک قرآن پڑھنا جائز ہے اور خاص کر ناپاک جگہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور چوتھا یہ کہ مریض کو حیض والی عورت کے ساتھ تکیہ لگا کر نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ اس کے کپڑے پاک ہوں۔

بَابُ مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا وَالْحَيْضَ نِفَاسًا.

حیض کو نفاس کہنے کا بیان یعنی حیض کو نفاس کہنا بھی جائز ہے۔

٢٨٩ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِيْ خَمِيْصَةٍ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ قَالَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ.

٢٨٩۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکا یک مجھ کو حیض آ گیا سو میں سرک گئی کہ مجھ کو ایسی حالت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹے رہنا مکروہ معلوم ہوا پس میں اس چادر سے باہر نکل گئی تا کہ کچھ خون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو میرے بدن سے نہ لگ جائے سو میں نے اپنے حیض والے کپڑوں کو لیا یعنی جو کپڑے کہ حیض کے دنوں میں پہنا کرتی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں حیض آ گیا ہے سو آپ نے مجھ کو بلایا یعنی

اپنے ساتھ سونے کے لیے سو میں آپ کے ساتھ (اسی) چادر میں آ کر لیٹ گئی۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ حیض کو نفاس کہنا اور نفاس کو حیض نام رکھنا عرب کی زبان میں مشہور معروف ہے سو جو احکام کہ حیض کے واسطے ہیں وہی احکام بعینہ نفاس کے بھی ہیں اور جو چیزیں کہ حالت میں منع ہیں وہ چیزیں حالت نفاس میں بھی منع ہیں اور جو کام اس میں جائز ہیں اس میں بھی جائز ہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کے ساتھ ایک چادر اور ایک لحاف میں مل کر سونا جائز ہے اور یہ کہ مستحب ہے عورت کے لیے کہ حیض کے دنوں کے واسطے علیحدہ کپڑے تیار کر رکھے۔

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ.

حیض والی عورت کے بدن کے ساتھ بدن ملانا جائز ہے

٢٩٠ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

٢٩٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور ہم دونوں جنابت سے ہوتے اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو حکم کیا کرتے یعنی تہہ بند باندھنے کا حالت حیض میں سو میں تہہ بند باندھ لیتی سو آپ میرے بند سے بدن لگاتے اور معانقہ کرتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو میری طرف نکالا کرتے تھے اور آپ اعتکاف میں ہوتے سو میں آپ کے سر کو دھوڈالتی حالت حیض میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے بشرطیکہ ازار سے اوپر ہو اور حد ازار کی فقہاء کے نزدیک ناف سے لے کر زانو تک ہے سو ناف سے نیچے مباشرت کرنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہے اور بعض اماموں کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ جماع سے بچے اور اسی جواز کو ترجیح ہے اس لیے کہ دوسری حدیث میں مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے صاف آ چکا ہے کہ **اصنعوا کل شی الا الجماع** یعنی حیض والی عورت کے ساتھ جو چاہو کرو مگر جماع نہ کرو اور امام ثوری اور اسحاق اور احمد اور امام محمد اور طحاوی وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور جو لوگ کہ ناف سے نیچے مباشرت کرنے کو منع کہتے ہیں وہ اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے دلیل لاتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ امام ابن دقیق نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ ہے اس لیے کہ وہ مجرد فعل ہے پس اس کو استحباب پر محمول کیا جائے گا تا کہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو آگے آتی ہے دونوں طرفوں کو مضر ہے اس لیے کہ جیسے ازار سے نیچے مباشرت کرنے میں خوف جماع کا ہے ایسے ہی ازار سے اوپر مباشرت کرنے سے بھی خوف جماع کا ہے پس یہ دونوں

طرف سے کسی کی دلیل نہیں ہوسکتی ہے اور نہ اس سے ازار کے اوپر مباشرت کرنی جائز نکلتی ہے اور نہ اس سے نیچے پس اصل یہ ہے کہ وہ محض رائے عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے سو وہ حجت نہیں یا یہ کہ جس شخص کو قوت ضبط شہوت کی ہو اس کو عورت کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے خواہ ازر سے اوپر ہو یا نیچے اور جس کو ضبط اور شہوت روکنے کی طاقت نہ ہو اس کو جائز نہیں یا یہ کہ جب خون حیض کا جوش ہو اس وقت مباشرت نہ کرے اور جب خون کا جوش کم ہو جائے تو اس وقت چاہے تو کر لے، واللہ اعلم۔

٢٩١ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِيْ فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهٗ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهٗ تَابَعَهٗ خَالِدٌ وَجَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

٢٩١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں (بیویوں حضرت کی) سے کسی کو حیض آتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ (اسی حالت میں) مباشرت کرنا چاہتے تو دیکھتے سو اگر حیض جوش میں ہوتا فرماتے کہ تہہ بند باندھ لے (سو وہ تہہ بند باندھ لیتی) پھر اس کے بدن سے بدن لگاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو اپنی حاجت کا مالک ہو (یعنی تم میں کون ہے جو اپنی شہوت کو ضبط کر رکھے اور حالت مباشرت میں جماع سے بچا رہے) پس ایسا کوئی شخص اپنی حاجت کو ضبط کرنے والا نہیں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے مالک اور ضبط کرنے والے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کے بدن سے بدن لگانا اور اس کے ساتھ معانقہ کرنا جائز ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اپنی شہوت کو روکنے پر قادر نہ ہو سکے اس کو حائض عورت کی مباشرت کرنی منع ہے اور یہ بات ان کے قول سے ظاہر ہے۔

٢٩٢ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَآئِهٖ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

٢٩٢۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ مباشرت کا ارادہ کرتے حالت حیض میں تو اس کو فرماتے کہ تہہ بند باندھ لے سو وہ تہہ بند باندھ لیتی (پھر اس سے مباشرت کرتے)۔

بَابُ تَرْكِ الْحَآئِضِ الصَّوْمَ.

حیض والی عورت کے روزہ ترک کرنے کا بیان یعنی حیض والی عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

۲۹۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَضْحٰى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّيْ أُرِيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا.

۲۹۳۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بقر عید یا عید فطر کے دن عید گاہ کی طرف نکلے یعنی عید کی نماز پڑھنے کے لیے (سو جب عید گاہ سے پھرے) تو عورتوں کے گروہ پر گزرے سو فرمایا اے گروہ عورتوں کے خیرات کرو اس واسطے کہ دوزخیوں میں تمہیں مجھ کو زیادہ نظر پڑیں یعنی دوزخ میں میں نے عورتیں مردوں سے زیادہ دیکھیں (یہ واقع معراج میں ہوا ہے) سو عورتوں نے پوچھا یا حضرت اس کا کیا سبب ہے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ دوزخ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بہت لعنت کیا کرتی ہو (یعنی تمہاری عادت ہے کہ بات بات میں ایک دوسری پر لعنت کرتی ہو حالانکہ مسلمان پر لعنت کرنی قطعاً حرام ہے) اور اپنے خاوندوں کا حق نہیں مانتی ہو یعنی ان کی ناشکری کرتی ہو اور ان کے تمام عمر کے احسان دفعۃً خاک میں ملا دیتی ہو اور صاف کہہ دیتی ہو کہ میں نے تجھ سے کبھی نیکی نہیں دیکھی میں نے ایسا کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کی عقل بھی کم ہو اور اس کا دین بھی کم ہو پھر باوجود اس کے عقلمند مرد کی عقل کو کھو دے مگر تم کو یعنی باوجودیکہ بہ نسبت مردوں کی تمہاری عقل بھی کم ہے اور تمہارا دین بھی کم ہے مگر پھر بھی تم عقلمند مرد کی عقل کو کھو دیتی ہو اور اُن عورتوں نے کہا کہ یا حضرت ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے آدھی نہیں ہے یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے انہوں نے کہا ہاں ہماری گواہی بہ نسبت مرد کے آدھی ہے فرمایا سو یہ حکم آدھی گواہی ہونے کا اُن کے نقصان عقل کی وجہ سے ہے

کہ جس قدر ضبط اور یاداشت گواہی کے اٹھانے اور ادا کرنے
میں مرد کو ہوتی ہے اُس قدر عورت کو نہیں ہوتی فرمایا کیا نہیں
ہے یہ بات کہ جب اس کو حیض آ جاتا ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی
ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے عورتوں نے کہا ہاں فرمایا پس یہ ہے
نقصان اس کے دین کا یعنی جتنے دنوں حیض میں عورتیں نماز
نہیں پڑھتیں اتنے دن مرد برابر نماز پڑھتے رہتے ہیں اور اس
میں شک نہیں کہ بے نماز کا دین بہ نسبت نمازی کے ناقص رہتا
ہے اور نیز مرد کو اتنے دنوں نماز پڑھنے کی وجہ سے ثواب
حاصل ہوتا ہے اور عورتوں کو ثواب نہیں بلکہ عورتیں حالت حیض
میں گو عذر شرعی کی وجہ سے نماز ترک کرتی ہیں لیکن اس میں بھی
ان کو ثواب نہیں ملتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح اس کو نماز پڑھنی بھی جائز نہیں ہے مگر امام بخاری رالٹیلیہ نے نماز کو اس واسطے بیان نہیں کیا کہ حیض والی عورت کے لیے نماز ناجائز ہونا ظاہر تھا اس لیے کہ نماز کے صحیح اور جائز ہونے کے واسطے طہارت اور پاکی شرط ہے اور حیض والی پاک نہیں ہے پس اس کے لیے نماز کا ناجائز ہونا ظاہر امر تھا بخلاف روزے کے کہ اس میں طہارت وغیرہ شرط نہیں ہے پس اس کا ترک کرنا محض ایک کام تعبدیٔ اور غیر قیاسی تھا اس وجہ سے امام بخاری رالٹیلیہ نے روزے کو کھول کر بیان کر دیا اور نماز کو بیان نہ کیا کہ سمجھنے والا خود سمجھ لے گا اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ یہ پہلے نبیوں کی شرع میں بھی یہی حکم تھا کہ حیض والی نہ نماز پڑھتی اور نہ روزہ رکھتی تھی۔ دوسرا یہ کہ عید کے دن عید گاہ کی طرف نکلنا مستحب ہے اور امام کے لیے مستحب ہے کہ اس دن میں لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم کرے۔ تیسرا یہ کہ فقیروں کے لیے غنیوں سے مانگنا جائز ہے۔ چوتھا یہ کہ عورتوں کو عید گاہ میں جانا جائز ہے بشرطیکہ مردوں سے کنارے اور دور رہیں تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ پانچواں یہ کہ امام کے لیے عورتوں کو وعظ کرنا جائز ہے۔ چھٹا یہ کہ کسی کی نعمت کھا کر نمک حرامی کرنی حرام ہے اور اسی طرح لعن اور گالی گلوچ وغیرہ بری باتوں کو بکنا جائز نہیں ہے بلکہ کبیرہ گناہ ہے واسطے ہونے اس کے کی سبب دخول آگ کا۔ ساتواں یہ کہ کبھی ان گناہوں کو بھی کفر کہا جاتا ہے جن کے سبب آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ اپنے خاوندوں کی ناشکری کو کفر فرمایا۔ آٹھواں یہ کہ نصیحت اور وعظ میں مبالغہ اور سختی کرنی جائز ہے جس کے سبب سے ایک عیب دفع ہو جائے مگر اس میں شرط ہے کہ کسی خاص آدمی کو مخاطب نہ کیا جائے اس لیے

کہ عام طور سے بلاتخصیص وعظ کرنا سننے والے پر بہت آسان ہوتا ہے۔نواں یہ کہ صدقہ عذاب کو دفع کر دیتا ہے اور بندوں کے آپس میں کے گناہ کو اتار دیتا ہے۔ دسواں یہ کہ شاگرد کو استاد کے ساتھ تکرار کرنا جائز ہے زیادہ تحقیق کے واسطے اور اسی طرح مرید کو اپنے پیر سے اور یہ جو فرمایا کہ تم عقلمند مرد کی عقل کو کھو دیتی ہو یہ اس وجہ سے ہے کہ مرد عورتوں کی محبت اور عشق میں مست اور بیہوش رہتے ہیں پس جو عورتیں کہتی ہیں وہی مرد کرتے ہیں پس یہی معنی ہے ان کے عقل مارنے کا اور کبھی عورتیں کسی کام ناجائز کا بھی حکم کرتی ہیں پس جب مرد اس کام کو کرتا ہے تو عورتوں کو بھی اس کا گناہ ہوتا ہے بوجہ بتلانے اس کام کے پس یہ بھی ایک سبب ہے ان کے نقصان دین کا۔

بَابُ تَقْضِی الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ.

احرام کی حالت میں اگر عورت کو حیض آ جائے تو اس کے لیے حج کی سب عبادتوں کو ادا کرنا جائز ہے مگر خانہ کعبہ کا طواف کرنا اس کو جائز نہیں ہے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الْآيَةَ.

یعنی ابراہیم نخعی نے کہا کہ حیض والی عورت کو قرآن کی آیت پڑھنی جائز ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ حیض والی کے قرآن نہ پڑھنے پر اجماع نہیں بلکہ اختلاف ہے دیکھو امام نخعی نے اس کو قرآن پڑھنا جائز رکھا ہے۔

وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما (صحابی سے) نے جنبی کے واسطے قرآن پڑھنا جائز رکھا ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ جنبی کے قرآن نہ پڑھنے پر اجماع نہیں بلکہ اختلاف ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو جائز رکھتے ہیں۔

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے یعنی خواہ طہارت کے ساتھ یا جنابت کے ساتھ ہوتے۔

فائدہ: ذکر اللہ سے یہاں مراد عام ذکر ہے خواہ تلاوت قرآن کی ہو یا کچھ اور درود وظیفہ ہو پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ جنبی کو جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔

وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ يَخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا (صحابیہ) نے کہا کہ ہم کو حکم کیا جاتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ باہر نکالیں ہم حیض والی عورتوں کو (یعنی عید کے دن) سو لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور ان کے ساتھ شریک ہو کر دعا

مانگیں اور برکت کی امید رکھیں جو اس روز آدمیوں کے جمع ہو کر ذکر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو حیض کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اُن کے لیے دعا مانگنا جائز رکھا ہے اور دعا ایک عام ذکر ہے تلاوت قرآن وغیرہ سب کو شامل ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿وَ يَآأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ﴾ الْاٰيَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو ابوسفیان نے خبر دی کہ بے شک ہرقل (بادشاہ روم) نے حضرت ﷺ کا خط طلب کیا سو اس کو پڑھا پس ناگہاں اس میں یہ مضمون لکھا تھا شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم کرنے والا اور اے کتاب والو! آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعض کو اللہ کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنا دیں سو اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑیں تو اُن سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے مطیع ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے یہ خط روم والوں کی طرف لکھا حالانکہ وہ کافر تھے اور کافر جنبی ہوتے ہیں سو جب جنبی کو خط (جس میں قرآن کی آیتیں ہوں) کا چھونا جائز ہے تو اس کا پڑھنا بھی اس کو جائز ہوگا۔

وَقَالَ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّيْ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا (یعنی احرام کی حالت میں) سو اُس نے حج کے سب کاموں کو ادا کیا مگر خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا اور نہ نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عورت کو حیض کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے حیض والی کے واسطے حج کی سب عبادتوں کو ادا کرنا جائز رکھا ہے سوائے طواف خانہ کعبہ کے اور حج کے کاموں میں دعا بھی ہے اور لبیک بھی ہے اور ذکر بھی ہے اور جب کہ حیض والی کو ان سب عملوں کا بجالانا جائز ہے تو اسی طرح

جنبی کو بھی یہ سب کچھ ادا کرنا جائز ہے اور ان دعاؤں اور ذکر اور قرأۃ قرآن میں کچھ فرق نہیں اور نہ کوئی دلیل صحیح اس کی مخصص ہے پس لامحالہ دونوں کو قرآن کا پڑھنا بھی جائز ہوگا۔

وَقَالَ الْحَكَمُ إِنِّيْ لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾.

یعنی کہا حکم نے کہ البتہ میں ذبح کرتا ہوں حالت جنابت میں اور اللہ بزرگ اور بلند شان والے نے فرمایا ہے کہ نہ کھاؤ اس چیز سے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے اس پر نام اللہ کا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ میں جنابت کی حالت میں ذبح کرتا ہوں حالانکہ ذبح سوائے ذکر اللہ تعالیٰ کے جائز نہیں اور حیض اور جنابت دونوں بالاجماع برابر ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو جنابت کی حالت میں بسم اللہ اور قرآن وغیرہ پڑھنا جائز ہے سو اسی طرح حائض کو بھی جائز ہوگا۔

٢٩٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ أَنِّيْ لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ.

۲۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (یعنی مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے) صرف حج کے ارادے سے (یعنی عمرہ کا ارادہ نہیں تھا اس لیے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو جائز نہیں جانتے تھے) سو جب ہم سرف (ایک جگہ کا نام ہے نو یا دس میل مکہ سے) کی منزل میں پہنچے تو وہاں مجھ کو حیض آ گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور حالانکہ میں رو رہی تھی سو آپ نے فرمایا کہ کس سبب سے روتی ہو میں نے کہا قسم اللہ کی مجھ کو یہ پسند تھا کہ میں اس سال حج کو نہ آتی کہ اس حالت میں حج کیونکر ہوگا سو آپ نے فرمایا شاید کہ تجھ کو حیض آ گیا ہے میں نے عرض کی ہاں مجھ کو حیض آ گیا ہے فرمایا یہ کوئی نئی چیز نہیں کہ صرف تیرے ہی ساتھ یہ واقع ہوا ہو بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ نے بنی آدم کی سب عورتوں پر ٹھہرایا ہے (یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے اور سب عورتوں کو حیض آتا ہے پھر اس پر رونا کیوں ہے) سو تو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں یعنی حج کے سب کام ادا کر لیکن اتنا ہے کہ بغیر غسل کے خانہ کعبہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ تو حیض سے

پاک ہو جائے۔

فائدہ: مقصود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ان سب حدیثوں اور اثروں سے یہ ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں اور جنبی کو جنابت کی حالت میں قرآن اور ذکر وغیرہ کرنا سب جائز ہے اور وجہ دلالت کرنے ان حدیثوں کی اس مسئلے پر بیان ہو چکی ہے اور جمہور علماء حنفیہ اور شافعیہ اور حنبلیہ کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں اور جنبی کو جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے اور ان کی سند وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی مگر جنابت اور یہ حدیث حسن ہے لائق حجت کے ہے لیکن اس استدلال میں شبہ ہے اس لیے کہ یہ مجرد فعل ہے سو اپنے ماسوا کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کر سکتا ہے اور ایک سند جمہور کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حائض اور جنبی قرآن کو نہ پڑھے لیکن یہ حدیث سب طریقوں سے ضعیف ہے کما صرح به الشيخ ابن حجر في الفتح پس اس سے استدلال صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیثیں استحباب اور افضلیت پر محمول ہیں واسطے تطبیق کے درمیان سب حدیثوں کے اور اسی بات کو زیادہ ترجیح ہے فان الاعمال اولٰی من الاهمال والله اعلم بالصواب۔

بَابُ الْاِسْتِحَاضَةِ. خون استحاضہ کا بیان۔

فائدہ: استحاضہ اُس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرمگاہ سے حیض کے دنوں سے سوا اور دنوں میں آئے اور یہ خون عورت کے رحم سے نہیں آتا ہے بلکہ ایک رگ سے آتا ہے جو رحم کے نزدیک ہے اس کا نام عاذل ہے اور یہ اکثر بیماری کی وجہ سے آتا ہے۔

۲۹۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِيْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ.

۲۹۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابی حبیش کی بیٹی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت بے شک میں کبھی پاک نہیں ہوتی ہوں یعنی خون استحاضہ کا مجھ کو ہر وقت جاری رہتا ہے اور حیض کا بند ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے اور حیض کی حالت میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے سو کیا میں نماز کو چھوڑ دوں یعنی بالکل ترک کر دوں جیسے کہ حیض کے دنوں میں ترک کی جاتی ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے یعنی یہ خون ایک رگ سے آتا ہے حیض کا یہ خون نہیں جس کی وجہ سے نماز پڑھنی منع ہو سو جب حیض آ جائے یعنی حیض کے دن آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے یعنی جتنے دن کہ حیض کے آنے کی

عادت ہو پس جب بقدر عادت کے ایام حیض کے گزر جائیں تو
اپنے بدن سے خون دھو ڈال اور نماز پڑھ یعنی ساقط ہونا نماز کا
صرف حیض کے دنوں میں ہے او ربعد اس کے نماز پڑھنی
واجب ہو جاتی ہے پس غسل کر کے نماز کو ادا کیا کر۔

فائدہ: جس عورت کو استحاضہ آتا ہو یعنی ہر وقت خون جاری رہتا ہو سو وہ اگر حیض اور استحاضہ کو پہچان سکتی ہو اور ان دونوں میں تمیز کر سکتی ہو تو وہ حیض کو اعتبار کر لے اور اس کے شروع ہونے اور ختم ہونے پر عمل کرے یعنی جب حیض کے دن آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض کا اندازہ گزر جائے تو غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے واسطے علیحدہ علیحدہ وضو کرے اور ایک وضو کے ساتھ ایک فرض نماز سے زیادہ نہ پڑھے اور جس عورت کو ان دونوں خونوں میں تمیز کرنے کی قدرت نہ ہو وہ عورت اپنی طرف سے حیض کے دن مقرر کر لے یعنی مثلا ہر مہینے کی ابتدا میں اتنے روز تک حیض ہے پھر بعد کو استحاضہ پھر یہ بھی ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کرے اور جس عورت کی پہلے کچھ مدت تک عادت مقرر تھی پھر بعد کو استحاضہ شروع ہو جائے تو وہ عورت اپنی قدیمی عادت کے دن حیض بیٹھا کرے پھر بعد اس کے اُس کا وہی حکم ہے جو اوپر گزر چکا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ غَسْلِ دَمِ الْمَحِيْضِ.

خون حیض کے دھونے کا بیان۔

٢٩٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَآءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّيْ فِيْهِ.

٢٩٦۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا حضرت بھلا بتلاؤ تو اگر ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے یعنی اس کو کس طرح پاک کرے؟ سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو چاہیے کہ اس کو مل ڈالے یعنی اول تھوڑا سا پانی اس پر چھڑک کر اس کو اپنے ناخنوں سے مل ڈالے پھر اس کو پانی سے دھو ڈالے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔

فائدہ: یہ باب کتاب الوضو میں پہلے بھی گزر چکا ہے اور فرق دونوں بابوں میں یہ ہے کہ پہلے باب میں مطلق خون کا لحاظ ہے خواہ حیض ہو خواہ اور خون ہو اور اس باب میں صرف خون حیض کا لحاظ ہے پس فرق دونوں میں اطلاق وتقیید کا

ہے اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ عورت کو خود مرد سے سامنے ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے اس میں جو عورتوں کے حالات کے متعلق ہو اور یہ کہ عورت کی آواز حاجت کے لیے سننا جائز ہے اور یہ کہ جو چیز بری ہو اس کو ضرورت کے واسطے کھول کر کہہ دینا جائز ہے اور یہ کہ خون حیض اور سب خونوں کی طرح ہے یعنی واجب ہے دھونا اس کا مثل اور خونوں کی اور یہ کہ خشک پلیدی کو کھرچ لینا مستحب ہے تا کہ آسانی سے دھویا جائے۔

۲۹۷ ۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيْضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلٰى سَآئِرِهٖ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ.

۲۹۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا پھر مل ڈالتی خون کو اپنے کپڑے سے وقت پاک ہونے کے حیض سے سو اس کو دھو ڈالتی اور باقی کپڑے پر پانی بہا دیتی (یعنی واسطے دفع کرنے وسوسہ پلیدی کے) پھر اس میں نماز پڑھ لیتی۔

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

استحاضہ والی عورت کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کا بیان۔

۲۹۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَآئِهٖ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ أَنَّ عَائِشَةَ رَأَتْ مَآءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ كَأَنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَانَتْ فُلَانَةُ تَجِدُهُ.

۲۹۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا یعنی مسجد میں اور اس کو استحاضہ کا خون آتا تھا خون کو دیکھتی سو بہت وقت اپنے نیچے ایک طشت رکھ لیتی جوش خون کے سبب سے یعنی تا کہ مسجد خون سے آلودہ نہ ہو جائے اور خالد (راوی) نے کہا کہ عکرمہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اتفاقا کسنم (زرد) کا پانی دیکھا سو اس نے (اس پانی کو دیکھ کر) کہا کہ گویا یہ پانی کسنم کا وہ خون استحاضہ کا ہے جو فلانی عورت کو آتا تھا یعنی اس کا خون استحاضہ کا اس پانی کی طرح سرخ رنگ تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ مسجد خون سے آلودہ ہونے نہ پائے۔

۲۹۹ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۲۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی آپ کے ساتھ مسجد میں اعتکاف بیٹھی سو وہ دیکھتی تھی خون اور زردی کو (یعنی اس کو استحاضے کا خون سرخ اور زرد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

رنگ کا آتا تھا) اور طشت اس کے نیچے رکھا ہوا تھا اور وہ نماز پڑھتی تھی۔

۳۰۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.

۳۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے اعتکاف کیا اور حالانکہ اس کو خون استحاضہ آتا تھا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے اور یہی ہے مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے۔

بَابُ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيهِ.

جس کپڑے میں عورت کو حیض آئے اس کپڑے میں اس کو نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ہے۔

۳۰۱ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيقِهَا فَقَصَعَتْهُ بِظُفُرِهَا.

۳۰۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے کے سوا کچھ نہیں تھا اسی میں حیض بیٹھتی سو جب اس کو حیض سے کچھ خون لگ جاتا تو اس پر اپنی تھوک لگاتی پھر اس کو اپنے ناخنوں سے مل دیتی یعنی پھر اس کو دھو ڈالتی۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ جب معلوم ہوا کہ عورتوں کے پاس فقط ایک ہی کپڑا ہوتا تھا تو لامحالہ اسی کپڑے کو پاک کر کے اس میں نماز پڑھتی ہوں گی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حیض والے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ جواز اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کیا کہ اسلام سے پہلے عورتوں کی یہ عادت تھی کہ حیض بند ہو جانے کے بعد دوسرے کپڑے بدل کر پہنتی تھیں اور کپڑے بدلنے کو واجب جانتی تھیں سو امام بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کیا کہ حیض بند ہو جانے کے بعد دوسرے کپڑے بدلنے واجب نہیں بلکہ جو کپڑے کہ حیض کی حالت میں پہنے ہوئے تھے ان میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا تھا سو یہ مخالف ہے اس حدیث کے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہو چکی ہے کہ حیض کے واسطے کپڑے علیحدہ بنا رکھے ہوئے تھے سو تطبیق ان دونوں میں اس طور سے ہو سکتی ہے کہ یہ اول زمانہ کا ذکر ہے جس میں نہایت تنگی تھی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اخیر زمانے پر محمول ہے جس میں کچھ کچھ وسعت ہو گئی تھی، واللہ اعلم۔

بَابُ الطِّيبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ

عورت کے لیے حیض سے غسل کرنے کے وقت خوشبو

الْمَحِيْضِ.

لگانے کا بیان۔

۳۰۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَوْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۰۲۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کر دیا تھا اس بات سے کہ کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کریں مگر جس عورت کا خاوند مر جائے وہ عورت چار مہینے اور دس دن اس کا سوگ کرے اور ہم کو حکم ہوا کہ اپنے خاوندوں کے سوگ کے اندر نہ آنکھوں میں سرمہ لگائیں اور نہ خوشبو لگائیں اور نہ رنگا ہوا کپڑا پہنیں مگر عصب (ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے یمن میں کہ اس کے سوت کو رنگ کر کے بنتے ہیں) کا کپڑا پہن لیں تو جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی کہ جب کوئی عورت حیض سے پاک ہونے کے وقت غسل کر لے تو اپنے بدن میں خوشبو استعمال کرے یعنی جس جس جگہ میں خون حیض کا لگا ہو اس جگہ میں اس کو لگا دے تا کہ خون کی بدبو دفع ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا جنازے کے ساتھ جانے سے۔

فائدہ: کست اظفار ایک قسم کی خوشبو ہوتی ہے ناخن کی صورت پر اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قسط ہے جس کو ہندی میں کٹھ کہتے ہیں مگر ظاہر بات پہلی ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض سے غسل کرنے کے وقت خوشبو کا استعمال کرنا سنت ہے۔

بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَّبِعُ أَثَرَ الدَّمِ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو غسل کے وقت اپنے بدن کو ملنا مستحب ہے اور بیان میں اس کے کہ غسل کس طرح کرے اور پکڑے وہ عورت ایک ٹکڑا ریشم یا روئی کا خوشبو آلودہ اور خون کی جگہ تلاش کرے پس جس جس جگہ خون لگا ہو دیکھے اس کو اٹھا دے۔

۳۰۳ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ

۳۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ایک عورت

عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِنْ مَسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ قَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ.

نے حضرت ﷺ سے پوچھا غسل کرنا حیض سے یعنی حیض سے پاک ہونے کے وقت کس طرح غسل کیا جائے سو حضرت ﷺ نے اس کو طریقہ غسل کرنے کا فرمایا یعنی فرمایا کہ ایک ٹکڑا ریشم یا روئی کا مشک وغیرہ خوشبو سے آلودہ کیا ہوا لے اور اس سے اپنے بدن کو پاک کر اُس نے کہا کہ میں کس طرح سے پاک کروں آپ نے فرمایا اس سے پاکی حاصل کر یعنی شرمگاہ میں رکھ لے پھر اس عورت نے کہا کس طرح غسل کروں آپ نے فرمایا اللہ پاک ہے اپنے بدن کو پاک کر (سبحان اللہ آپ نے اس واسطے کہا کہ اس کی کم فہمی پر تعجب کیا کہ اس کو اتنا بتلانے سے سمجھ نہ آئی) (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا) سو میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا اس کے ساتھ خون کے نشان تلاش کر یعنی جس جس جگہ خون لگا ہوا ہو اس کو اس خوشبو سے مٹا دے اور وہاں خوشبو لگا دے تا کہ بد بو دفع ہو جائے اور رحم نطفہ قبول کرے خواہ شرمگاہ ہو یا کوئی اور جگہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے غسل کی کیفیت اور غسل کے وقت بدن کا ملنا اس طور سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں صحیح مسلم وغیرہ میں کیفیت غسل کی مفصل طور سے مذکور ہے اور اسی میں یہ لفظ بھی ہے **فتدلکه دلکا شديدا** یعنی پس ملے تو بدن اپنے کو ملنا سخت پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ اکثر جگہ میں باب باندھ کر ایک ٹکڑا حدیث کا بیان کر دیتا ہے اور وہ ٹکڑا حدیث کا اس ترجمہ باب سے مطابق نہیں ہوتا ہے مگر اس حدیث کے نقل کرنے سے بخاری رحمہ اللہ کی غرض اشارہ کرنا ہوتا ہے اس بات کی طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ مسئلہ باب کا موجود ہے جیسے کہ یہاں ہم نے بیان کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔ دوم یہ کہ جو مسئلہ شرم گاہوں سے علاقہ رکھتا ہو اس میں مستحب ہے کہ کنایت کا لفظ بولا جائے۔ سوم یہ کہ مکروہ کاموں میں تعریض اور اشارہ پر اکتفا کرنا چاہیے۔ چہارم یہ کہ مستحب ہے مکرر بیان کرنا مسئلے کا واسطے سمجھانے سائل کے۔ پنجم یہ کہ عالم کی کلام کی تفسیر کرنی اس کے پاس ہی جائز ہے جب معلوم ہو کہ یہ عالم برا نہ مانے گا۔ ششم یہ کہ بڑے کے ہوتے ہوئے چھوٹے سے مسئلہ پوچھ لینا جائز ہے۔ ہفتم یہ کہ اگر سائل کو مسئلے کی سمجھ نہ آئے تو اس کو نرمی سے سمجھانا

چاہیے۔ ہشتم یہ کہ ہر شخص کا عیب چھپانا چاہیے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت کو خوشبو استعمال کرنے کا حکم کیا واسطے دفع کرنے بدبو خون حیض کے اور صاف کھول کر بیان نہ فرمایا کہ تو اس کو اپنی شرمگاہ میں رکھ لے۔

بَابُ غَسْلِ الْمَحِيْضِ.

خون حیض کے دھونے کا بیان۔

٣٠٤ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيْضِ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَحْيَا فَأَعْرَضَ بِوَجْهِهٖ أَوْ قَالَ تَوَضَّئِيْ بِهَا فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيْدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۰۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک عورت نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں حیض سے کیسے غسل کروں (یعنی حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟) آپ نے فرمایا کہ روئی کا ایک ٹکڑا خوشبو آلودہ لے لے (یعنی بعد تر کرنے بدن کے اور بالوں سر کے) اور اپنے بدن کو تین بار دھو ڈال (اس عورت نے اسی طرح تین بار سوال کیا) پھر حضرت ﷺ کو اس سے شرم آ گئی سو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا یا یہ فرمایا کہ اس سے اپنے بدن کو دھو ڈال (اس پر اس عورت کو غسل کرنے کی سمجھ نہ آئی) سو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پس میں نے حضرت ﷺ کا مطلب سمجھا دیا۔

فائدہ: اس باب سے غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ عورت کو حیض سے پاک ہونے کے وقت غسل کرنا واجب ہے اور مناسبت اس حدیث کی باب سے اس عورت انصاریہ کے اس قول میں ہے جو اُس نے کہا کہ میں کیسے غسل کروں اس لیے کہ یہ قول اس کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اصل غسل کرنا اس کے نزدیک مسلم الثبوت تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ سوال اس کا غسل کی کیفیت سے تھا نہ اصل غسل سے اگر اصل غسل میں اس کو شک ہوتا تو غسل کے وجوب سے سوال کرتی اور حضرت ﷺ نے بھی اس کے قول پر سکوت فرمایا پس معلوم ہوا کہ اصل غسل واجب ہے۔

بَابُ امْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ.

عورت کے حیض سے غسل کرنے کے وقت کنگھی کرنے کا بیان۔

٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ

۳۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ احرام باندھا سو میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے تمتع کا ارادہ کیا تھا اور ہدی (اس جانور کو کہتے ہیں کہ قربانی کے لیے خانہ کعبہ میں بھیجا جاتا ہے) نہیں بھیجی تھی۔

مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتّٰى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهٖ لَيْلَةُ عَرَفَةَ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَمْسِكِيْ عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَأَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِيْ نَسَكْتُ.

سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو حیض آ گیا اور میں پاک نہ ہوئی یعنی میرا حیض بند نہ ہوا یہاں تک کہ عرفہ (نویں کے دن) کی رات آ گئی سو میں نے کہا یا حضرت یہ رات عرفہ کی ہے اور میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ تو اپنے بالوں کو کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرے کو چھوڑ دے سو میں نے ایسا ہی کیا (یعنی عمرے کا احرام توڑ کر حج کا احرام باندھ لیا) سو جب میں حج کو ادا کر چکی تو آپ نے حصبہ کی رات میں عبدالرحمٰن (عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے) کو فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جا کر اس کو عمرہ کروا لا سو اُس نے مجھ کو تنعیم (ایک جگہ کا نام ہے حرم سے خارج دو تین میل مکہ سے) جا کر عمرہ کروایا بدلے اس عمرے کے جس کے لیے میں نے پہلے احرام باندھا تھا۔

فائدہ: تمتع اس کو کہتے ہیں کہ میقات سے اول عمرے کا احرام باندھے اور مکہ میں جا کر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جائے پھر آٹھویں ذی الحج کے دن نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب عورت حیض سے غسل کرے تو اپنے بالوں کو کنگھی کر لے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ اپنے بالوں کو کھول ڈال اور کنگھی کر اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ غسل احرام کے لیے تھا سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب احرام کے غسل میں (جو مستحب ہے) کنگھی پھیرنا جائز ہوا تو حیض سے غسل (جو واجب ہے) کرنے میں بطریقِ اولیٰ جائز ہوگا اور حصبہ اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں تشریق کے دنوں میں کنکر مار کے منیٰ سے پھر کر رات گزارتے ہیں۔

بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعَرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ.

عورت کے حیض سے غسل کرنے کے وقت بال کھولنے کا بیان یعنی واجب ہے یا سنت۔

۳۰۶ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۰۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم مدینہ سے حج کو چلے اور ہم نزدیک ہونے والے تھے ماہ ذی الحج کو (یعنی ذی الحج کا چاند قریب چڑھنے کے تھا صرف پانچ روز چڑھنے میں باقی رہتے تھے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عمرے کا احرام

وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّيْ لَوْلَا أَنِّيْ أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيْ أَخِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِيْ قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ.

باندھنا چاہے وہ اس کا احرام باندھے یعنی احرام حج کا فسخ کر ڈالے اور عمرہ کرنے کو اس زمانہ میں برا نہ سمجھے سو البتہ اگر میں ہدی نہ بھیجتا تو عمرے کا احرام باندھتا سو بعض صحابہ نے صرف عمرے کا احرام باندھا یعنی احرام حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور بعض نے حج کا احرام باندھا یعنی اسی سابق احرام حج پر باقی رہے (عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اور میں نے صرف عمرے کا احرام باندھ لیا یعنی حج کا احرام توڑ ڈالا جس کی پہلے نیت کی ہوئی تھی سو عرفہ کے دن مجھ کو حیض آ گیا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی (یعنی مجھ کو حیض آ گیا ہے اب میں کیا کروں) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرے کو چھوڑ دے اور اپنے سر کو کھول ڈال اور اپنے بالوں کو کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ لے سو میں نے ایسے ہی کیا یہاں تک کہ جب ایام تشریق کے بعد منیٰ سے پھر کر مقام حصبہ میں آ کر رات رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بھائی عبدالرحمٰن کو میرے ساتھ بھیجا (یعنی عمرہ کرانے کو) سو میں اس کے ساتھ تنعیم کی طرف نکلی اور وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا بدلے اس عمرہ کے جس کا میں نے پہلے احرام باندھا تھا ہشام (راوی) نے کہا کہ ان چیزوں سے کسی چیز میں نہ ہدی واجب ہوئی اور نہ روزہ اور نہ صدقہ۔

فائدہ: جاہلیت کے زمانے میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو لوگ منع جانتے تھے اسی وجہ سے تمام صحابہ نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا اور سب کے دل میں یہ یہی نیت تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کا یہ اعتقاد توڑنے کے لیے فرمایا کہ جو عمرہ کرنا چاہے تو حج کا احرام توڑ کر عمرہ کا احرام باندھ لے یعنی ان دنوں میں عمرہ کرنا بھی جائز ہے منع نہیں جیسے کہ جاہلیت کا اعتقاد تھا اور یہ جو فرمایا کہ اگر میں اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہوتا تو حج کا احرام توڑ کر عمرے کا احرام باندھ لیتا تو یہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تسلی کے واسطے فرمایا تا کہ ظاہر کی مخالفت سے اندیشہ نہ کریں اور یہ جو فرمایا کہ ان چیزوں میں ہدی اور روزہ وغیرہ کچھ واجب نہ ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قران نہیں تھا مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

متمتع پر خون دینا واجب نہیں ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض سے غسل کے وقت عورت کو بالوں کا کھولنا واجب ہے اس لیے کہ اس میں امر وارد ہوا ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہی مذہب ہے حسن اور طاؤس کا اور جمہور علماء کے نزدیک حیض سے غسل کے وقت بالوں کو کھولنا واجب نہیں ہے ان کی سند یہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ میرے بال سخت گوندے ہوئے ہیں پس کہا میں غسل حیض یا جنابت کے لیے ان کو کھول لیا کروں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھولا کر پس مراد اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے استحباب رکھا جائے گا تا کہ دونوں میں تطبیق ہو جائے یا اس عورت کے حق میں کھولنا بالوں کا واجب ہوگا جس کے بالوں میں سوائے کھولنے کے پانی نہ پہنچ سکے اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس عورت کے حق میں محمول ہوگی جس کے بالوں میں بغیر کھولنے کے پانی پہنچ جائے پس یہ بھی تطبیق ہوسکتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر قول اللہ تعالیٰ بلند اور بزرگ شان والے کی اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہے مخلقة وغیر مخلقة یعنی ہم نے تم کو پیدا کیا بوٹی صورت بنائے گئے اور بن صورت بنائے گئے سے۔

۳۰۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ.

۳۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار پیدا کیا ہے تو نے رحمیں عورت کے مرد کی منی سے نطفہ پیدا کیا ہے تو نے پھٹکی کو پیدا کیا ہے تو نے بوٹی کو (یعنی فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے بار الٰہ یہاں بوٹی تک تو اس نطفہ کی نوبت پہنچ چکی ہے اب اس سے آگے اس کے باب میں کیا حکم ہے اور فرق ان قولوں میں چالیس دن کا ہے) سو جب اللہ تعالیٰ اس نطفے مخلق اور غیر مخلق کی صورت کو پوری اور تمام کرنی چاہتا ہے اور ارادہ حق کا اس کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے تو اس وقت فرشتہ اللہ کی درگاہ میں عرض کرتا ہے کہ اس کی تصویر کیا ہے مرد ہے یا عورت بدبخت ہوگا یا نیک بخت پھر بعد ازاں عرض کرتا ہے کہ اس کی روزی کیا ہے یعنی کتنا طعام اور پانی اور کپڑا وغیرہ اس کی تقدیر میں

ہے جس سے اپنی زندگانی بسر کرے گا اور کتنی ہے حیاتی اس کی
یا کس وقت میں ہے موت اس کی سو ماں کے پیٹ میں یہ سب
کچھ لکھا جاتا ہے یعنی نیک بخت ہے یا بد بخت او رروزی اور
مدت حیاتی کی۔

فائدہ: بخاری کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس میں پھونکتا ہے اور اس کو چار باتوں کے لکھنے کا حکم ہوتا ہے آخر حدیث تک اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ سب حکم اس کی پیشانی پر لکھے جاتے ہیں اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے بارے میں جو مخلقہ آیا تو مخلقہ اُس نطفے کو کہتے ہیں جس کا گوشت اور پوست اور ہڈیاں وغیرہ ضروری اعضاء سب تیار ہو جائیں اور روح بھی اس میں ڈال دی جائے اور اس سے پہلے اس کو غیر مخلقہ کہتے ہیں اور اس حدیث سے زیادہ تر واضح ہے وہ حدیث جو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب عورت کی رحم میں نطفہ پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو اس کی طرف بھیجتا ہے سو وہ فرشتہ اللہ کی درگاہ میں عرض کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! اس کی صورت پوری بنائی جائے گی یا نہیں سو اگر حکم ہوتا ہے کہ اس کی صورت پوری نہیں بنائی جائے گی تو اس کو رحم خون بنا کر پھینک دیتا ہے اور اگر حکم ہوتا ہے کہ اس کی صورت تمام کی جائے گی تو فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار میرے اس کی کیا صورت ہوگی؟ آخر حدیث تک پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے قول مخلقہ وغیر مخلقہ سے یہ مراد ہے جو اس حدیث میں ذکر ہوا ہے یعنی مخلقہ اللہ تعالیٰ اس وقت فرماتا ہے جب اس کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو یعنی اس کی صورت بنائے جائے اور غیر مخلقہ اس وقت فرماتا ہے جب کہ نطفے کے ناپیدا کرنے کا ارادہ ہو یعنی اس کی صورت نہ بنائی جائے اور مخلقہ کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی صورت پوری ہو چکی ہے یعنی اس کی آنکھ اور کان اور گوشت اور پوست اور ہڈیاں وغیرہ ضروری اعضاء سب بن چکے ہیں مگر اس میں ابھی جان نہ پڑی ہو اور غیر مخلقہ کا یہ معنی کیا جائے کہ ابھی اس کی صورت پوری نہ ہوئی ہو پس اندریں صورت حدیث انس رضی اللہ عنہ کا یہ معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس نطفے سے بھی انسان پیدا کرتا ہے جس کی صورت تمام ہو چکی ہو یعنی اس میں روح وغیرہ ڈالتا ہے اور اس نطفے سے بھی انسان پیدا کرتا ہے جس کی صورت ابھی پوری نہ ہوئی ہو اور بدن بھی تمام نہ ہوا ہو مگر یہ معنی سیاق آیت کے موافق معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ آیت میں مخلقہ وغیر مخلقہ دونوں قسم کے نطفوں سے اللہ نے انسان کا پیدا کرنا بیان فرمایا ہے اور شارحین نے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اس حدیث کو حیض کے بابوں میں داخل کرنے سے یہ ہے کہ حاملہ عورت کو حمل کی حالت میں جو خون آتا ہے وہ حیض

نہیں ہے اس لیے کہ اس وقت رحم بچہ کی تربیت میں مشغول ہے ساتھ خون حیض کے پس جو کبھی کبھی اس کے رحم سے خون آ جاتا ہے وہ حیض نہیں بلکہ وہ بچہ کی غذا کا فضلہ ہے یا کسی بیماری سے ہے اور یہی مذہب ہے اہل کوفہ کا اور امام احمد اور اوزاعی اور ثوری اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے لیکن اس مذہب پر اس حدیث سے استدلال کرنا ٹھیک نہیں ہے کما بینه الشیخ الحافظ فی الفتح . مترجم عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کو کتاب الحیض میں اسی مناسبت کے لیے داخل کیا ہو کہ جیسے بچہ رحم میں پیدا ہوتا ہے ایسے ہی حیض بھی رحم میں آتا ہے پس اس کے واسطے اتنی مناسبت بھی کافی ہے واللہ اعلم۔

بَابُ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

حیض والی عورت کو حج اور عمرے کا احرام باندھنا کس طور سے جائز ہے۔

۳۰۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيُحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى فَلَا يُحِلُّ حَتّٰى يُحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِيْ وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّيْ فَبَعَثَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ.

۳۰۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (یعنی مدینہ سے مکہ کی طرف حج کی نیت سے) سو ہم میں سے بعضوں نے تو عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اور بعضوں نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا سو ہم مکہ میں آئے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو حلال ہو جائے یعنی احرام سے باہر آ جائے تا حج کے دنوں میں حج کے لیے علیحدہ احرام باندھے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ لایا ہو تو وہ نہ حلال ہو (یعنی احرام سے باہر نہ آئے) یہاں تک کہ احرام سے باہر نکالے اس کو اپنی قربانی کا ذبح کرنا اور جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہو تو اپنے حج کو پورا کرے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا) سو مجھ کو حیض آ گیا اور ہمیشہ آتا رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن آ گیا اور میں نے صرف عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ اپنے سر کے بالوں کو کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرے کو چھوڑ دے سو میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ میں اپنے حج کو تمام کر چکی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ

عبدالرحمٰن کو بھیجا اور مجھ کو تنعیم سے عمرہ کرنے کا حکم فرمایا بدلے اس عمرے کے جس کا احرام میں نے پہلے باندھا ہوا تھا۔

فائدہ: مدینے سے نکلنے کے وقت اول سب لوگوں کا ارادہ صرف حج کا تھا اس لیے کہ عمرے کو ان دنوں میں جائز نہیں جانتے تھے سو جب حضرت ﷺ نے راہ میں لوگوں کو ان دنوں میں عمرے کا جائز ہونا بیان فرمایا تو بعضوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے صرف حج کا احرام باندھا اور جب مکہ میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے صرف عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ لایا ہو تو وہ احرام سے باہر نہ آئے بلکہ تمام حج ادا کر کے اس سے باہر آئے اور جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی ساتھ نہ لایا ہو تو وہ احرام سے باہر آجائے اور حج کے دنوں میں نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے آخر حدیث تک اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ حیض والی عورت کو احرام باندھنا اور اسی حالت میں حج ادا کرنا جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس باب سے حائضہ عورت کے احرام کی کیفیت بیان کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب وہ احرام باندھے تو پہلے غسل کرلے، واللہ اعلم۔

بَابُ إِقْبَالِ الْمَحِيْضِ وَإِدْبَارِهٖ وَكُنَّ نِسَآءٌ يَبْعَثْنَ إِلٰى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَآءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ.

حیض کے آجانے اور چلے جانے کا بیان یعنی حیض کے آجانے کی نشانی کیا ہے اور اس کے ختم ہونے کی نشانی کیا ہے؟ اور عورتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک ٹکڑا روئی کا بھیجا کرتی تھیں جس میں زردی ہوتی (یعنی جب حیض میں زرد خون آنے لگتا تو عورتیں ایک روئی کا ٹکڑا اس سے آلودہ کر کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا کرتی تھیں تا کہ معلوم کریں کہ حیض سے پاک ہوئی ہیں یا نہیں) سو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ جلدی مت کرو یعنی ابھی تمہارا حیض تمام نہیں ہوا ہے اس کے تمام ہونے کی نشانی یہ ہے کہ دیکھو تم ٹکڑے روئی کو سفید مثل نورہ کی یا دیکھو تم پانی سفید کو مراد، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس کلام سے یہ ہے کہ حیض سے پاکی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ روئی کا ٹکڑا (جو حیض کے وقت عورتیں اپنی شرمگاہ میں رکھتی ہیں تا کہ بدن اور کپڑے وغیرہ آلودہ نہ ہوں) نورہ کی طرح سفید رہے اور اس میں خون کا کچھ نشان نہ لگے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ خون حیض کے ختم ہونے کے بعد رحم سے کچھ تھوڑا سا سفید پانی آتا ہے پس وہ نشانی ہے پاک ہونے کی حیض سے خلاصہ یہ کہ جب روئی کے ٹکڑے پر خون کا کچھ نشان نہ لگے بلکہ ویسے ہی خشک رہے یا خالص سفیدی آنے لگے تو بس یہی نشانی ہے بند ہو جانے حیض کی پس اس وقت عورت حیض سے پاک ہو جاتی ہے اور حیض کے آ جانے کی نشانی یہ ہے کہ جن دنوں میں حیض کا آنا ممکن ہو جب ان میں خون یکبارگی رحم سے جاری ہو جائے تو پس جان لینا چاہیے کہ حیض شروع ہو گیا ہے اور اس قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زرد رنگ کا خون اور سیاہ رنگ کا خون بھی حیض ہے۔

وَبَلَغَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ نِسَآءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَآءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ.

اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو یہ خبر پہنچی کہ عورتیں رات میں چراغ منگواتی ہیں اور خون کا رنگ دیکھتی ہیں (یعنی واسطے تحقیق کرنے اس بات کی کہ ابھی حیض سے پاکی حاصل ہوئی ہے یا نہیں) سو زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ صحابہ کی عورتیں ایسا نہیں کیا کرتی تھیں اور اُس نے (اس فعل پر) عیب پکڑا یعنی یہ محض تکلف بے فائدہ ہے اس لیے کہ چراغ کی روشنی میں سفیدی خالص اور نیم سرخی میں فرق نہیں ہوسکتا ہے۔

۳۰۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِيْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ.

۳۰۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ ابی حبیش کی بیٹی استحاضہ کی جاتی تھی یعنی اس کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری رہتا تھا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خون کی ایک رگ سے آتا ہے یہ حیض کا خون نہیں جو نماز سے مانع ہو سو جب حیض آ جائے یعنی جن دنوں میں حیض آنے کی عادت ہے وہ آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے اور حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کر یعنی حیض کی پلیدی سے پاک ہونے کے واسطے اور نماز پڑھ کہ اب نماز کے منع کا وقت گزر چکا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ میں حیض کے آنے اور بند ہونے کی نشانی ہے کہ جو دن حیض کے مقرر رکھے ہوں یا جن دنوں میں استحاضہ سے پہلے حیض آنے کی عادت تھی وہ دن آ جائیں اور گزر جائیں، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ.

عورت حیض کی حالت میں نماز کو چھوڑ دے اور پھر اس کو قضاء نہ کرے۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلَاةَ.

یعنی جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض والی عورت نماز کو چھوڑ دے یعنی حیض بند ہو جانے کے بعد قضاء نہ کرے اس لیے کہ نماز اس کو معاف ہے۔

۳۱۰ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ أَتَجْزِيْ إِحْدَانَا صَلَاتَهَا إِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ أَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهُ.

۳۱۰۔ معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب کوئی عورت حیض سے پاک ہو جائے تو کیا نماز کو قضاء کر کے پڑھ لے یعنی وہ نماز جو حیض کے دنوں میں فوت ہو چکی ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تو خارجیوں کی قوم سے ہے بے شک ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حیض آیا کرتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں فرماتے تھے یا یہ فرمایا کہ ہم نماز کو قضاء نہیں کیا کرتے تھے (یہ راوی کا شک ہے)۔

فائدہ: حروریہ منسوب ہے طرف حرور کی اور حرورا شہر ہے دو میل پر کوفہ سے سب سے اول خارجیوں کی جماعت وہاں پیدا ہوئی جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی سو جو خارجیوں کا مذہب کہتا ہو وہ اسی نام سے مشہور ہے سو ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو حدیث ظاہر قرآن کی مخالف ہو وہ مردود ہے ادر یہ مسئلہ بھی اسی قبیل سے ہے کہتے ہیں کہ حیض والی پر نماز کا قضاء کرنا واجب ہے اس لیے کہ ظاہر قرآن سے نماز کا قضاء کرنا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو جواب دیا کہ حیض کے دنوں میں فوت شدہ نمازوں کا قضا کرنا واجب نہیں اس لیے کہ اس حکم نماز کے بیان کرنے کی سخت حاجت تھی واسطے بار بار آنے حیض کے حیاتی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جب کہ آپ نے باوجود بار بار آنے حیض کے نماز کا قضاء کرنا بیان نہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ نماز کا قضاء کرنا واجب نہیں ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ آپ نے حیض کے فوت شدہ رزوں کے قضاء کرنے کا حکم فرما دیا اور لفظ قضاء کا معنی عمل کرنا ہے بعد گزر جانے اپنے وقت کے اور بھی اس لفظ کا معنی وقت پر ادا کرنے کا بھی آتا ہے جیسے کہ تقض الحائض المناسك میں ہے یعنی عورت حیض کی حالت میں حج کی عبادتوں کو ادا کرے۔

بَابُ النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِيْ ثِيَابِهَا.

حیض کی حالت میں عورت کے ساتھ سونے کا بیان جس

وقت کہ عورت اپنے حیض والے کپڑوں میں ہو۔

۳۱۱ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَأَدْخَلَنِيْ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَآئِمٌ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَآءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۳۱۱۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حیض آ گیا اُس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی سو میں آہستہ سے سرک کر اُس چادر سے نکل گئی سو میں نے اپنے حیض کے کپڑے (جو خاص حیض کے دنوں کے لیے بنائے ہوئے تھے) لے کر پہن لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں حیض آ گیا ہے سو مجھ کو آپ نے بلایا اور اپنے ساتھ چادر میں داخل کیا اور دوسری حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو روزہ کی حالت میں چوما کرتے تھے اور میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے جنابت کے سبب سے۔

فائدہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک جوڑا کپڑے خاص حیض کے لیے بنا رکھے تھے جب حیض کے دن آتے تو ان کو پہن لیتیں اور گزر جاتے تو اُتار کر رکھ دیتیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس وقت عورت کو حیض آتا ہو اور اُس نے اپنے حیض والے کپڑے پہن لیے ہوں تو اس حالت میں مرد کو اس کے ساتھ سونا جائز ہے۔

بَابُ مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوٰى ثِيَابِ الطُّهْرِ.

حیض کے واسطے علیحدہ کپڑے بنا رکھنے کا بیان۔

۳۱۲ ۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِيْ خَمِيْلَةٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ أَنُفِسْتِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ.

۳۱۲۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکا یک مجھ کو حیض آ گیا سو میں آہستہ سے سرک کر نکل گئی اور اپنے حیض کے کپڑے لے کر پہن لیے سو آپ نے فرمایا کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے میں نے عرض کیا ہاں سو مجھ کو آپ نے بلایا سو میں آپ کے ساتھ مل کر چادر میں لیٹ گئی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض کے دنوں میں پہننے کے لیے ایک جوڑا علیحدہ کپڑے بنا رکھنا جائز ہے کسی قسم کا اس میں گناہ نہیں ہے۔

بَابُ شُهُوْدِ الْحَائِضِ الْعِيْدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى.

حیض والی عورتوں کے عید گاہ جانے اور مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شریک ہونے کا بیان اور عورتوں کے عید گاہ سے کنارے رہنے کا بیان۔

۳۱۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيْدَيْنِ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ أُخْتِيْ مَعَهُ فِيْ سِتٍّ قَالَتْ كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمٰى وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَأَلَتْ أُخْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلٰى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا أَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِأَبِيْ نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ بِأَبِيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ

۳۱۳۔ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم منع کیا کرتے تھے نوجوان عورتوں کو عیدوں میں نکلنے سے سو ایک عورت آئی بنی خلف کے محل (نام ہے ایک جگہ کا بصرہ میں) میں اتری سو اس نے حدیث بیان کی اپنی بہن سے اور اس کے بہنوئی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر (کافروں سے) بارہ لڑائیاں کی تھیں اس عورت نے کہا کہ چھ لڑائیوں میں میری بہن بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی (اس کی بہن کہتی ہے) سو ہم زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھیں اور بیماروں کے سر پر کھڑی رہتیں تھیں یعنی ان کی خبر گیری کیا کرتی تھیں سو میری بہن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا عید گاہ کی طرف نہ نکلنے میں اس کو کچھ گناہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ پہنا دے اس کو ساتھ والی اپنی چادر سے (یعنی اپنی چادر کا ایک کنارہ اس پر ڈال دے یا بطورِ عاریت کے کوئی دوسری فاضلہ چادر اس کو پہننے کے لیے دے دے اور چاہیے کہ حاضر ہونیکی کی مجلس میں اور مسلمانوں کی دعا میں (حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) سو جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا آئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ حدیث مذکور تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس نے کہا کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو ہاں میں نے یہ حدیث آپ سے سنی ہے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب حضرت کا نام لیتی تھیں تو یہ کلمہ کہتی تھیں کہ میرا

فَقَالَتْ أَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا.

باپ آپ پر قربان ہو میں نے آپ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (عید کے دن) باہر نکلیں نو جوان عورتیں اور پردہ نشین اور حیض والیاں اور چاہیے کہ حاضر ہوں نیکی کی مجلس میں اور مسلمانوں کی دعا میں اور حیض والی عورتیں عید گاہ سے کنارے اور دور رہیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے (ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو) کہا کہ کیا حیض والی عورتیں بھی عید کے دن باہر نکلیں یعنی ان کو نکلنا نہیں چاہیے اُس نے جواب دیا کہ کیا حج کے دن عرفات میں حاضر نہیں ہوتے ہیں اور ایسی جگہ اور ایسی جگہ یعنی منیٰ ومزدلفہ وغیرہ میں یعنی جب عرفات وغیرہ میں حیض والی عورتیں حاضر ہوتی ہیں تو پھر عید گاہ کی طرف نکلنے میں کیا گناہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورتوں اور نو جوان عورتوں کو عید گاہ کی طرف نکلنا جائز بلکہ مستحب ہے اور حفصہ رضی اللہ عنہا ان عورتوں کو عید گاہ کی طرف نکلنے سے منع کیا کرتی تھیں سو جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنی تو پھر منع کرنے سے باز آ گئیں اور شاید یہ حدیث پہلے ان کو نہیں پہنچی ہو گی اور یہی مذہب ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ عید گاہ کی طرف عورتوں کے نکلنے کو منع کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے اکثر علماء شافعیہ اور حنفیہ کا مگر یہ حدیث سب پر مقدم ہے اور منع کی کوئی دلیل نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکی کی مجلسوں میں جیسے علم اور ذکر اور وعظ وغیرہ کی مجلسوں میں حاضر ہونا بہت ضروری ہے اور حیض والی عورت بھی ان مجلسوں میں حاضر ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عورت کو چادر نہ ملے تو عید گاہ کی طرف نہ نکلے۔

بَابُ إِذَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَآءُ فِي الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ فِيمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾.

باب ہے بیان میں اس کے کہ جب عورتوں کو ایک مہینے میں تین حیض آ جائیں تو اس کا کیا حکم ہے اور عورتوں کی بات کو حیض اور حمل کے ظاہر کرنے کے باب میں سچا جاننا جہاں تک کہ ممکن ہو حیض سے ساتھ دلیل اس آیت کے اور نہیں حلال ہے واسطے طلاق والی عورتوں کے کہ چھپائیں اس چیز کو جو پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے

شکموں میں فرزند یا حیض سے۔

فائدہ: یعنی حمل کے وقت اس کو یہ کہنا جائز نہیں کہ مجھ کو حیض آ گیا ہے اور حیض کے وقت اس کو یہ کہنا جائز نہیں کہ مجھ کو پاکی حاصل ہوگئی ہے اس لیے کہ اس میں عدت معلوم نہیں ہوگی اور حق رجعت کا باطل ہو جائے گا اور جب کہ حمل اور حیض ان کو چھپانا جائز نہ ہوا تو جو وہ کہیں گی پس لامحالہ قول ان کا اس باب میں معتبر ہوگا پس یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ حیض اور حمل کے اظہار کرنے میں قول ان کا مقبول ہے والا ان کو منع کرنے میں کچھ فائدہ نہیں پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عورت ایک مہینے میں تین حیض آ جانے کا دعویٰ کرے تو قول اس کا معتبر ہوگا اس لیے کہ یہ ممکن ہے اور ایک مہینے میں تین حیض آ سکتے ہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت اس آیت کی ساتھ اس ترجمہ کے اور دوسری جزا ترجمہ کی آیت کے ساتھ مل کر بمنزلہ دلیل کے ہے پہلی خبر ترجمہ سے، واللہ اعلم۔

وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَشُرَيْحٍ إِنِ امْرَأَةٌ جَآءَتْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ بِطَانَةِ أَهْلِهَا مِمَّنْ يُرْضٰى دِينُهُ أَنَّهَا حَاضَتْ ثَلَاثًا فِي شَهْرٍ صُدِّقَتْ.

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شریح قاضی سے روایت ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے خاص لوگوں سے کئی گواہ دیندار اور عادل پیش کرے اس بات پر کہ مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ گئے ہیں تو اس کے اس قول میں تصدیق کی جائے گی اور اس قول کو قبول کیا جائے گا۔

فائدہ: مراد گواہوں سے عورتیں ہیں جو اس کے راز کی واقف ہوں پس اگر وہ عورتیں اس بات کی گواہی دیں کہ اس کو ایک مہینے میں تین حیض آ چکے ہیں تو ان کا قول مقبول ہوگا اور عدت گزر جائے گی اور پوری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ اور شریح کی یہ ہے جو دارمی میں شعبی سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے خاوند سے جھگڑتی ہوئی آئی کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دے دی تھی پس اس عورت نے آ کر کہا کہ مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ چکے ہیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح سے کہا کہ ان دونوں کا فیصلہ کر دے اُس نے جواب دیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے مجھ کو فتویٰ دینا اور فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُن کا فیصلہ کر دے پھر شریح نے یہ کلام کہی جس ابھی ترجمہ ہو چکا ہے لیکن دارمی میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ہر حیض کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے پس شریح نے کہا کہ جائز ہے اس عورت کا نکلنا عدت سے اور نکاح کرنا دوسرے خاوند سے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح کا یہ فیصلہ سن کر فرمایا کہ خوب کیا ہے تم نے خوب کیا ہے تم نے یہ فیصلہ۔

وَقَالَ عَطَآءٌ أَقْرَآؤُهَا مَا كَانَتْ.

یعنی عطاء نے کہا کہ حیض اس کا وہی معتبر ہے جو پہلے طلاق سے تھا۔

فائدہ: یعنی اگر کسی عورت کو طلاق ملے تو اس کی عدت میں وہ حیض معتبر ہوگا جو طلاق سے پہلے عدت تھی تو پس اگر

طلاق سے پہلے مثلاً اس کی ہمیشہ کی یہ عادت کہ ہر مہینے میں اس کو ایک حیض آیا کرتا تھا تو اب اس کی عدت میں بھی یہی حیض معتبر ہوگا پس جب تین مہینے گزر جائیں گے تو اس کی عدت تمام ہوگی اور اگر اب اس نے طلاق کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ مثلاً مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ چکے ہیں تو اس کا یہ دعویٰ ہرگز مقبول نہیں ہوگا یہ عطا کا قول ہے۔

وَبِهٖ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ. یعنی ابراہیم نخعی کا قول بھی عطاء کے قول کے موافق ہے

وَقَالَ عَطَآءٌ الْحَيْضُ يَوْمٌ إِلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ. یعنی عطاء نے کہا کہ اقل مدت حیض کی ایک دن رات ہے اور اکثر مدت اس کی پندرہ دن ہیں۔

فائدہ: امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور یہ قول ابوحنیفہ کے مذہب کے مخالف ہے۔

وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ سَأَلْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ أَيَّامٍ قَالَ النِّسَآءُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ. یعنی معتمر اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ میں نے ابن سیرین سے پوچھا اس عورت کا حکم جو حیض سے پانچ دن کے بعد جدید خون دیکھے (یعنی یہ خون حیض جدید ہوسکتا ہے اور یہ پانچ دن اقل طہر ہو سکتے ہیں یا نہیں) سو ابن سیرین نے کہا کہ عورتیں اس خون سے زیادہ تر واقف ہیں یعنی اگر عورتیں اس خون جدید کو حیض جدید ٹھہرا دیں تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔

فائدہ: ان سب معلقات حدیثوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حیض کی کوئی حد معین نہیں ہے بلکہ وہ عورت کے کہنے پر موقوف ہے بشرطیکہ ممکن ہو اور جب کہ حیض کی کوئی حد مقرر نہ ہوئی اور عورت کے قول پر موقوف ہوا تو اب جو عورت کہے گی اس کو قبول کیا جائے پس اگر عورت کہے کہ ایک ماہ میں مجھ کو تین حیض آ گئے ہیں تو اس کا یہ قول ضرور قبول ہوگا اور اس کی عدت گزر جائے گی اور یہی وجہ مناسبت ان اقوال کی ترجمہ سے ہے اور مدت عدت طلاق کی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ساٹھ دن ہیں اس لیے کہ طلاق شرعی ابتدائی طہر میں ہوتی ہے اور عدت تین حیض ہیں اور اقل طہر پندرہ دن ہیں اور اقل حیض تین دن ہیں اور جب طلاق ابتداء طہر میں واقع ہو اور اقل حیض کو اعتبار کیا جائے تو اقل حیض کا وہاں اعتبار نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ اقل طہر اور اقل حیض آپس میں جمع نہیں ہوتے ہیں بلکہ باعتبار غالب عادت کے نصف اکثر مدت حیض کا کہ پانچ دن میں لیے جائیں گے اسی طرح دو طہر اور لیے جائیں گے اور دو حیض پس جملہ ساٹھ دن ہوں گے اور صاحبین کے نزدیک انتالیس دن ہیں باعتبار اقل حیض کے اولاً اور اقل طہر کے پس تین حیض ہوں گے اور دو طہر ہوں گے اور یہی ہے مذہب امام نووی کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مدت عدت کی تین طہر ہیں اور اقل طہر پندرہ دن ہیں اور اقل حیض کے ایک دن رات ہے پس اگر ایسے طہر میں طلاق واقع ہو جس سے کہ

صرف ایک ہی لحظہ باقی رہتا ہو اس کو ایک طہر شمار کرتے ہیں اور ایک دن حیض لیتے ہیں اور پندرہ دن دوسرا طہر اور پھر ایک دن حیض اور پندرہ دن تیسرا طہر پس جملہ بتیس دن اور ایک لحظہ ہوئے اور یہ موافق ہے واسطے قصہ علی رضی اللہ عنہ اور شریح کے جب حمل کیا جائے ذکر شہر کا اس میں او پر لغو کرنے کسرہ کے اور اہل مدینہ کے نزدیک عدت اکثر عورتوں کی عرف پر موقوف ہے ایک دو عورتوں کے حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور امام مالک کے نزدیک اقل حیض اور اقل طہر کی کوئی حد معین نہیں مگر جو عورتیں بیان کریں۔

٣١٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِيْ حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنِّيْ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِيْ كُنْتِ تَحِيْضِيْنَ فِيْهَا ثُمَّ اغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ.

٣١٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس نے عرض کی کہ مجھ کو استحاضہ کا خون ہر وقت جاری رہتا ہے سو کیا میں چھوڑ دوں نماز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو نہ چھوڑ بے شک یہ خون ایک رگ کا ہے یعنی یہ حیض کا خون نہیں کہ نماز کو مانع ہو لیکن چھوڑ دے نماز کو مقدار ان دنوں کے جن میں تجھ کو حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ یعنی بعد گزر جانے دنوں حیض کے۔

فائدہ: اس حدیث میں مدت حیض کو اس کی امانت پر سپرد کیا اور اس کی عادت پر موقوف رکھا اور یہ مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاس اشخاص کے پس اگر وہ یہ کہے کہ مجھ کو ایک مہینے میں تین حیض آ گئے ہیں تو اس کو قبول کیا جائے گا۔

بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِيْ غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ.

عورت کے رحم سے غیر دنوں حیض میں زرد پانی اور سیاہ پانی آنے کا بیان۔

٣١٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا.

٣١٥۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم زرد پانی اور سیاہ پانی کو کوئی چیز نہیں گنا کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پس یہ حدیث حکما مرفوع ہے۔

فائدہ: یعنی حیض کے غیر دنوں میں عورت کے رحم سے زرد پانی اور سیاہ پانی آنا حیض نہیں ہے اور نماز روزہ کو منع نہیں کرتا ہے بلکہ اس میں نماز پڑھنی اور روزہ رکھنا جائز ہے اور غیر ایام حیض کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کے دنوں میں جو زرد اور سیاہ پانی رحم سے آئے وہ حیض ہے جب تک کہ خالص سفید پانی نہ آئے۔

بَابُ عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ.

خون استحاضہ کی رگ کا بیان۔

٣١٦ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

٣١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ام حبیبہ (زوجہ عبدالرحمٰن بن عوف) کو سات برس تک خون استحاضہ جاری رہا سو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یعنی ہمیں نماز روزے کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غسل کرنا فرمایا اور فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے (یعنی یہ خون اس سے آتا ہے) سو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھی۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو غسل کا حکم فرمایا تو اس سے ہر نماز کے لیے غسل کرنا ثابت نہیں ہوتا ہے اگر تسلیم کیا جائے تو اس کو استحباب پر حمل کیا جائے گا نہ وجوب پر اس لیے کہ فاطمہ بن قیس کو آپ نے ہر نماز کے لیے وضو کرنا فرمایا غسل کرنا نہیں فرمایا پس ام حبیبہ کی اس حدیث کو استحباب پر حمل کیا جائے گا تا کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جائے یا اس کی عادت تھی ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کی واسطے ستھرائی بدن کے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ.

یعنی طواف زیارت کر لینے کے بعد اگر عورت کو حیض آ جائے تو اس کا کیا حکم ہے طواف وداع سے منع کرتا ہے یا نہیں؟۔

فائدہ: طواف افاضہ کہتے ہیں طواف زیارت کو جو بعد تمام کرنے سب عبادتوں حج کے منیٰ سے پھر کر دسویں کے دن خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔

٣١٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا

٣١٧۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت بے شک صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا ہے آپ نے فرمایا شاید وہ روک رکھے گی ہم کو یعنی مکہ سے نکلنے سے کیا تمہارے ساتھ مل کر اس نے طواف زیارت نہیں کیا تھا سب نے عرض کی ہاں کیا تھا سو فرمایا پس نکل چل مکہ سے یعنی طواف زیارت کر لینے سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے۔

أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ فَقَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِيْ.

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے کہ جب آپ اور آپ کی سب بیویاں ارکان حج سے فارغ ہو چکے تو آپ کی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال حضرت ﷺ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ طواف زیارت کر لینے سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے اب اس کے کرنے نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ بغیر اس کے وطن کو چلے جانا جائز ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کو طواف وداع کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو حالت حیض میں طواف وداع کرنے سے منع فرمایا باوجودیکہ سنت ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس کی ترجمہ سے۔

۳۱۸ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا حَاضَتْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ فِيْ أَوَّلِ أَمْرِهِ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ تَنْفِرُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ.

۳۱۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حیض والی عورت کو وطن کی طرف چلے جانے کی اجازت دی گئی ہے اگر طواف زیارت کر لینے کے بعد عورت کو حیض آ جائے تو بے طواف وداع کے وطن کی طرف پھر کر چلے جائے اور اس حالت میں طواف وداع کے ترک کرنے سے کچھ گناہ لازم نہیں آتا۔ یعنی طاؤس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ بے طواف وداع کے عورت کو وطن کی طرف جانا جائز نہیں پھر میں نے اُس سے سنا کہتے تھے بے طواف کے چلی جائے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ان کو چلے جانے کی اجازت دے دی ہے۔

بَابُ إِذَا رَأَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ وَلَوْ سَاعَةً وَيَأْتِيْهَا زَوْجُهَا إِذَا صَلَّتِ الصَّلَاةُ أَعْظَمُ.

استحاضہ والی عورت جب پاکی کو دیکھے (یعنی خون استحاضہ کا بالکل بند ہو جائے یا حیض کے دن متعاد گزر جائیں اور جان لے کہ یہ استحاضہ کا خون ہے حیض کا خون نہیں ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ عورت (اس حالت میں) غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ پاکی ایک ہی ساعت حاصل ہو اور صحبت کرے اس سے خاوند اس کا جب نماز پڑھے اس لیے کہ نماز بڑی عظیم الشان ہے یعنی جب

نماز پڑھنی اس کو جائز ہے تو اس کے ساتھ جماع کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا

فائدہ: اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت کے ساتھ صحبت کرنی بعد دیکھنے طہر کے جائز ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ استحاضہ والی عورت سے صحبت کرنی جائز نہیں۔

۳۱۹ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ.

۳۱۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض کے دن آ جائیں تو نماز کو چھوڑ دے اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو خون کو دھو ڈال اور نماز پڑھ۔

فائدہ: ترجمہ باب میں استحاضہ کا حکم ہے اور حدیث میں حیض کا حکم ہے تو گویا اس حدیث کے لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ استحاضے کے بند ہو جانے کا حکم حیض کے بند ہو جانے کی طرح ہے یعنی جب حیض کے بند ہو جانے سے نماز پڑھنی اور جماع کرنا جائز ہے تو استحاضہ کے بند ہو جانے سے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اس لیے کہ استحاضہ مطلقاً نماز کو مانع نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَآءِ وَسُنَّتِهَا.

جو عورت جننی کے بعد نفاس کی حالت میں مر جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا کیا حکم ہے اور اس پر جنازہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے یعنی امام کہاں پر کھڑا ہو اس کی کمر کے برابر یا اس کے سر کے برابر۔

۳۲۰ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ سُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِيْ بَطْنٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسَطَهَا.

۳۲۰۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک عورت بچہ جن کر مر گئی یعنی حالت نفاس میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس کی کمر کے برابر کھڑے ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت بچہ جننے کے بعد نفاس کی حالت میں مر جائے تو اس پر نماز پڑھنی سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جنازہ عورت کا ہو تو امام کے لیے سنت ہے کہ اس کی کمر کے برابر کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے یہ ہے کہ نفاس والی عورت اگرچہ نماز نہیں پڑھتی لیکن اور عورتوں کی طرح اس کی وفات پاک ہے واسطے نماز پڑھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پر اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ

آدمی مرنے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے اس لیے کہ جب نفاس والی عورت مرنے کے بعد باوجود آلودہ ہونے کے خون سے ناپاک نہ ہوئی تو صرف موت سے بطریقِ اولیٰ ناپاک نہیں ہو گی اور بعضوں نے کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ اگرچہ نفاس کی حالت میں مر جانے کو حکم شہادت کا ہے لیکن شہیدوں کی طرح نماز پڑھنے میں نہیں ہے بلکہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور بعضوں نے کہا غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ جس کی طرف نماز پڑھی جائے وہ چیز پاک ہونی چاہیے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ متصل ہو کر اس کی طرف نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ نفاس والی کی ذات پاک ہے پلید نہیں اس لیے کہ اگر ذات اس کی پلید ہوتی تو نماز جائز نہ ہوتی خصوصًا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نفاس اور حیض والی عورت کا ایک حکم ہے پس دونوں کا بدن پاک ہے مثل اور سب عورتوں کے اقبال اور اتصال میں واللہ اعلم خلاصہ یہ کہ یہ سب مسئلے اس حدیث سے ثابت ہوتے ہیں خواہ غرض مؤلف کی کچھ ہو۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

۳۲۱ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ اسْمُهُ الْوَضَّاحُ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَكُوْنُ حَائِضًا لَا تُصَلِّيْ وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى خُمْرَتِهٖ إِذَا سَجَدَ أَصَابَنِيْ بَعْضُ ثَوْبِهٖ.

۳۲۱۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو حیض آیا کرتا تھا نماز نہیں پڑھتی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کے برابر پاؤں دراز کر کے لیٹی رہتی اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر نماز پڑھتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے کا کنارہ مجھ کو لگتا تھا یعنی آپ اُس کپڑے کو پلید نہ جانتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت کا بدن پاک ہے اگر ناپاک ہوتا تو اس کی طرف منہ کر کے اور اس کے متصل ہو کے نماز پڑھنی جائز نہ ہوتی اور اس کے ساتھ کپڑے کا لگ جانا نقصان کرتا اور اس باب کو پہلے باب سے یہ مناسبت ہے کہ جیسے حائض کا بدن پاک ہے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی جائز ہے ایسے ہی نفاس والی عورت کا بدن بھی پاک ہے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی بھی جائز ہے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّيَمُّمِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾.
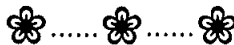
کتاب ہے تیمّم کے بیان میں

یعنی یہ کتاب ہے بیان میں تیمّم کے اور بیان میں سبب نزول اللہ بلند اور بزرگ شان والے کے کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی پائخانہ سے آئے یا عورتوں سے صحبت کرو اور پانی کو نہ پاؤ یا قدرت استعمال کرنے پانی کی نہ ہو تو قصد کرو زمین پاک کا یعنی اس سے تیمّم کر لو پس مسح کرو اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے۔

فائدہ: تیمّم کا معنی لغت میں قصد کرنے کا ہے اور شرع میں تیمّم کہتے ہیں پاک مٹی سے ہاتھ اور منہ کا مسح کرنا اور ملنا واسطے پاکی حاصل کرنے کی اس نیت سے کہ نماز جائز ہو جائے۔

۳۲۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ

۳۲۲۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یعنی غزوہ بنی مصطلق میں یہاں تک کہ جب بیداء یا ذات الجیش (یہ دو جگہوں کا نام ہے مکہ اور مدینہ کے راہ میں) میں پہنچے یعنی جنگ سے لوٹ کر آئے تو میرا گلے کا ہار ٹوٹ کر گر پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے لیے وہاں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے یعنی جو لوگ آپ کے ساتھ تھے حالانکہ وہاں پانی نہیں تھا یعنی جس سے وضو کریں سو لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی چغلی کرنے کے لیے) اور کہنے لگے دیکھ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو روک رکھا ہے حالانکہ پانی نہ تو ان کے ساتھ ہے اور نہ کہیں اس جگہ میں ہے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِىْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِىْ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِىْ بِيَدِهٖ فِىْ خَاصِرَتِىْ فَلَا يَمْنَعُنِىْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِىْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِىَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ أَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِىْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ.

اپنے سر کو میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ تو نے حضرت ﷺ اور سب لوگوں کو روک رکھا ہے حالانکہ پانی نہ تو کہیں اس جگہ میں ہے اور نہ اُن کے ساتھ ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ابو بکر نے مجھ کو سخت جھڑکا اور جو کچھ اللہ نے چاہا سو اُس نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے بدن میں ٹھوکر مارنے لگے سو مجھ کو ہلنے سے کوئی چیز منع نہیں کرتی تھی مگر ہونا حضرت ﷺ کا میری ران پر یعنی اگر حضرت ﷺ کا سر میری ران پر نہ ہوتا تو میں اپنی جگہ سے ہل جاتی سو حضرت ﷺ صبح کے وقت اٹھے حالانکہ وہاں پانی نہیں تھا سو اللہ نے تیمم کی آیت اُتاری سو لوگوں نے تیمم کیا اور نماز پڑھی پس اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو بکر کی اولاد یہ تمہاری پہلی برکت نہیں یعنی اس قسم کی تمہاری اور بھی برکتیں بہت ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے اونٹ کو اٹھایا سو ہار کو اس کے نیچے پایا یعنی وہ ہار گم شدہ اس کے نیچے سے مل گیا۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو یہ کہا ہے کہ اللہ نے آیت تیمم کی اتاری اُس آیت سے مراد آیت سورہ مائدہ کی ہے جو باب کی ابتداء میں اس حدیث سے پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ جہاں پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنا جائز ہے اور جس راہ میں پانی نہ ہو اس راہ میں چلنا جائز ہے۔ دوم یہ کہ امام کو رعیت کے حقوق کا لحاظ کرنا ضرور ہے اگرچہ تھوڑا ہو اور یہ کہ ضائع شدہ چیز کو تلاش کرنا چاہیے اور جو سفر میں پیچھے رہ جائے اس کے آنے تک انتظاری کرنی چاہیے اگر میت ہو تو اس کو دفن کرنا چاہیے۔ سوم یہ کہ کسی عورت کی شکایت اس کے باپ کی طرف کرنی جائز ہے۔ چہارم یہ کہ باپ کو اپنی بیٹی کے پاس جانا جائز ہے اگرچہ اس کا خاوند بھی اس کے پاس ہو بشرطیکہ صحبت کا وقت نہ ہو اور بیٹی بھی اس بات میں راضی ہو۔ پنجم یہ کہ باپ کا اپنی بیٹی کو ادب دینا جائز ہے اگرچہ اس کی شادی ہو چکی ہو اور اگرچہ بڑی ہو اور اپنے خاوند کے گھر میں چلی گئی ہو اور اسی طرح جو لوگ اپنے ہاتھ کے نیچے ہوں ان کو ادب سکھلانا جائز ہے بلا اذن امام کے۔ ششم یہ کہ جس بات میں سونے والے یا نماز پڑھنے والے یا قرآن پڑھنے والے یا علم کے ساتھ مشغول ہونے کو پریشانی حاصل ہو ایسی چیز اگر کسی کے سر پر آئے تو مستحب ہے کہ اس پر صبر کرے۔ ہفتم یہ کہ اس آیت سے پہلے وضو کرنا فرض تھا۔ ہشتم

یہ کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم میں نیت کرنی واجب ہے اس لیے کہ معنی تیمموا کا یہ ہے کہ قصد کرو اور یہی ہے مذہب تمام فقہاء کا سوائے اوزاعی کے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کو اٹھانا واجب ہے اور ہوا کا چلنا تیمم کے لیے کافی نہیں بخلاف وضو کے اس لیے کہ اگر مینہ برسا اور نیت وضو کی کر لے تو جائز ہے مگر اندھیرے میں اگر کوئی تیمم کی نیت کر لے تو تیمم جائز ہے اور یہ قصہ بعد قصہ افک کے واقع ہوا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا تھا اور آئندہ عروہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے وہ ہار اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً لیا ہوا تھا سو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ نسبت کرنا اس ہار کا طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی باعتبار اس کے ہے کہ وہ اس وقت اس کے قبضہ اور تصرف میں تھا اور نسبت کرنا طرف اسماء رضی اللہ عنہا کی باعتبار اس کے ہے کہ وہ اس کی ملک تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز ہے اور عورتوں کو زیور بنانا خاوندوں کی زینت کرنے کے لیے جائز ہے اور یہ کہ عاریت کی چیزوں کو سفر میں لے جانا جائز ہے جب کہ چیز والے کی رضامندی ہو۔

۳۲۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْعَوَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ الْفَقِيْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً.

۳۲۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ نعمتیں ملیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں مجھ کو فتح نصیب ہوئی وہاں سے مہینہ بھر کی راہ تک اور ساری زمین میرے واسطے مسجد گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی یعنی ہر جگہ نماز اور تیمم درست ہے سو جس مرد کو میری امت سے جہاں نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لے اور حلال ہوئے میرے واسطے غنیمت کے مال اور مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھے اور مجھ کو شفاعت کا رتبہ عنایت ہوا اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں تمام عالم کے لوگوں پر بھیجا گیا۔

فائدہ: یعنی ان پانچ چیزوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب تھا کہ بادشاہ روم خوف کھاتا تھا اور نصاریٰ کو سوائے عبادت خانے کے اور جگہ نماز پڑھنا درست نہ تھا اور تیمم کا حکم تھا امت محمدی کو

تمام زمین پر نماز اور تیمّم کا حکم ہوا اور غنیمت کا مال بھی اسی امت کو درست ہوا اور قیامت میں اول حضرت ﷺ کے سوا کوئی پیغمبر شفاعت نہ کر سکے گا اور ہفت اقلیم کی نبوت کا رتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا بجز حضرت ﷺ کے اور بعض حدیثوں میں چھ چیزوں کا ذکر ہے سو شاید حضرت ﷺ کو اس پر پیچھے اطلاع ہوئی ہو گی اور بعضوں نے کہا ہے کہ نوح علیہ السلام کی نبوت بھی عام تھی اس لیے کہ اگر عام نہ ہوتی تو ان کی دعا سے کل خلقت غرق کیوں ہوتی سو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ اُن کے زمانے میں تمام دنیا کی تمام قوموں میں پیغمبر بھیجے گئے ہوں اور نوح علیہ السلام کو بھی اس کا علم حاصل ہو گیا ہو کہ وہ ایمان نہیں لائے اس لیے سب مخلوق پر بد دعاء کی پس اس سے اُن کی نبوت کا عام ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے اور حضرت ﷺ کی نبوت کے عام ہونے کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کی شریعت قیامت تک قائم رہے گی بخلاف اور نبیوں کے کہ ان کی شریعت کو ایک دوسرے کی شریعت منسوخ کر دیتی تھی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی پیغمبری کے وقت سوائے نوح علیہ السلام کی قوم کے کوئی قوم دنیا میں نہ ہو اور یہ جو فرمایا کہ میرا مہینے کی راہ تک پہنچتا ہے یہ رتبہ آپ کو تنہا ہی حاصل تھا یعنی اگر تنہا بھی ہوتے لشکر نہ ہوتا تو جب بھی آپ سے دشمن خوف کھاتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ سب زمین میرے واسطے پاک کرنے والی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمّم ناپاکی کو دور کر دیتا ہے اور یہ کہ تیمّم زمین کی تمام جزوں سے جائز ہے اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو شفاعت دی گئی ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ آپ کی تمام دعائیں مقبول ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد اُن لوگوں کا نکالنا ہے آگ سے جن کے دل میں ذرے کے برابر ایمان ہو اس لیے کہ اس سے زیادہ میں تو اور نبی بھی شفاعت کریں گے اور بعضوں نے کہا کہ آپ کبیرہ گناہوں کی شفاعت کریں گے اور دوسرے نبیوں کو یہ رتبہ نہیں ملا ہے لیکن ٹھیک بات پہلے دونوں معنی میں ہیں واللہ اعلم اور ان خصلتوں کے سوا اور بھی بہت خصلتیں ہیں جو حضرت ﷺ کو عنایت ہوئی ہیں اور دوسرے نبیوں کو نہیں ملیں۔ ابوسعید نیساپوری نے اپنی کتاب شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ جو نعمتیں حضرت ﷺ کو خاص کر دی گئی ہیں اور دوسرے پیغمبروں کو نہیں دی گئی ہیں وہ ساٹھ خصلتیں ہیں۔ **فالحمد لله ماجعلنا من امة هذا النبی الکریم الرحیم ونسأله ان یدخلنا فی شفاعة برحمته وفضله العمیم۔**

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَآءً وَلَا تُرَابًا.

یعنی جب کہ آدمی کو نہ پانی ملے اور نہ خاک پاک میسر آئے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی بے وضو اور بے تیمّم کے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟۔

٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا

۳۲۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے اسماء رضی اللہ عنہا (اپنی بہن) سے ایک ہار مانگ کر لیا سو وہ کہیں گر پڑا اور گم ہو گیا سو حضرت ﷺ نے اس کی تلاش کے واسطے ایک مرد کو

اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهٗ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا.

بھیجا سو اس مرد نے اس کو پایا یعنی بعد تلاش کرنے کے سو لوگوں پر نماز کا وقت آیا اور حالانکہ اُن کے ساتھ پانی نہیں تھا سو لوگوں نے بے وضو نماز پڑھی اور اس بات کی حضرت ﷺ سے شکایت کی سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اُتاری سو اُسید نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ اللہ تجھ کو نیکی کا بدلہ دے سو قسم اللہ کی تجھ پر کوئی کام ناگوار نہیں اترا مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں تیرے لیے اور مسلمانوں کے لیے بہتری کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پانی اور مٹی کو نہ پائے وہ شخص بے وضو اور بے تیمّم کے نماز پڑھ لے اور اس پر اس کا دہرانا نہیں آتا ہے بلکہ وہ نماز واجب ہے اس لیے کہ جیسے تیمّم نا مشروع ہونے کے وقت بے وضو نماز پڑھ لینی جائز ہے ایسے ہی تیمّم مشروع ہونے کے بعد خاک پاک نہ ملنے سے بے تیمّم نماز پڑھ لینی بھی درست ہے اور جیسے کہ فقط پانی کے نہ ملنے سے ان کو بے وضو نماز پڑھ لینا درست ہوا ایسے ہی اگر دونوں نہ ملیں تو جب بھی بے وضو نماز پڑھ لینی جائز ہوگی اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے پس اس سے ثابت ہوا کہ جو پانی اور مٹی کو نہ پائے اس پر نماز فرض ہے اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے واجب جان کر نماز پڑھی تھی سو اگر ایسی حالت میں نماز پڑھنی منع ہوتی تو حضرت ﷺ ان پر انکار فرماتے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور جمہور محدثین کا۔

بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَآءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلَاةِ وَبِهٖ قَالَ عَطَآءٌ.

اگر وضو کے لیے پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت مقیم یعنی گھر میں رہنے والے کو بھی تیمّم کرنا جائز ہے اور یہی قول ہے عطاء تابعی کا۔

فائدہ: یعنی جو آدمی کہ اپنے گھر میں رہتا ہو یعنی سفر میں نہ ہو تو اگر اس کو کسی وقت گھر میں وضو کے لیے پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت اس کو اپنے گھر میں بھی تیمّم سے نماز پڑھنی جائز ہے اور اسی طرح جو شخص کہ پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو اس کو بھی گھر میں تیمّم کرنا جائز ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا لیکن اُن کے نزدیک قضاء کرنا واجب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک گھر میں تیمّم کرنا کسی وقت جائز نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيْضِ عِنْدَهُ الْمَآءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُّنَاوِلُهٗ يَتَيَمَّمُ وَأَقْبَلَ ابْنُ

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کسی بیمار کے پاس پانی ہو لیکن اس کو پانی پکڑانے والا وہاں کوئی موجود نہیں تو

عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمَرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ.

اس وقت اس بیمار کو تیمم کرنا جائز ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین سے جو صرف (ایک جگہ کا نام تین میل مدینہ سے) میں تھے آئے یعنی اپنی زمین کو دیکھ کر مدینہ کو آئے سو مربد (یہ بھی ایک جگہ کا نام ہے دو میل مدینہ سے یہاں چار پائے باندھنے جاتے تھے) میں نماز عصر کا وقت ہو گیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تیمم سے وہاں نماز پڑھی پھر مدینہ میں آئے حالانکہ آفتاب بلند تھا سو نماز کو نہ دہرایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما گھر میں تیمم کر لینے کو جائز جانتے تھے کیونکہ دو تین میل کو بالاتفاق سفر نہیں کہا جاتا ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وقت فوت ہو جانے کا کچھ لحاظ نہیں کیا ہے اس لیے کہ جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے اُس وقت آفتاب بہت بلند تھا لیکن شاید ان کو گمان ہوا ہو گا کہ مدینہ میں جانے تک وقت نہیں رہے گا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نماز نہ دہرانے سے قضاء کے ساقط کرنے پر استدلال نہیں ہو سکتا ہے اس لیے کہ بنا بر اس احتمال کے لازم آتا ہے کہ اس کی قضاء بالاتفاق ساقط ہو جائے حالانکہ علماء کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس پر دہرانا واجب کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ظہر کا وضو باقی ہو گا انہوں نے چاہا ہو گا کہ جدید وضو کر لیں سو جب پانی نہ پایا تو صرف تیمم ہی پر اکتفا کیا لیکن یہ توجیہہ ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ وضو کے ہوتے ہوئے تیمم کرنا محض لغو بات ہے، واللہ اعلم۔

۳۲۵ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَبِيْ جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ الْأَنْصَارِيُّ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۳۲۵۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن یسار ہم دونوں ابوجہیم بن حارث کے پاس آئے سو ابوجہیم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) بیر جمل (ایک کنواں ہے مشہور مدینہ میں) کی طرف سے تشریف لائے سو آپ کو ایک مرد راہ میں ملا سو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہی سو آپ نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ ایک دیوار کے پاس آئے اور تیمم کیا پھر اس کو سلام کا جواب دیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ مقیم کو اپنے گھر میں پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کر کے نماز پڑھ لینی جائز ہے اس لیے کہ جب باوجود بے وضو جائز ہونے جواب سلام کے آپ نے سلام رد کرنے کے لیے گھر میں تیمم کر لیا تو اب جو شخص کہ فوت ہو جانے نماز کا خوف کرتا ہو اس کو گھر میں تیمم کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اس لیے کہ باوجود قدرت کے بے وضو کے نماز جائز نہیں ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم کے وقت نہ آپ کو پانی ملا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اس تیمم سے ناپاکی دفع کرنا اور نماز کا جائز ہونا نہیں تھا بلکہ آپ کی غرض یہ تھی کہ آپ صرف وضو کرنے والوں سے مشابہت حاصل کریں تاکہ ناپاکی ہلکی ہو جائے جیسے کہ جنبی کے واسطے وضو کرنے سے ناپاکی ہلکی ہو جاتی ہے پس اس صورت میں حدیث ترجمہ سے موافق ہوگی۔

بَابُ الْمُتَيَمِّمِ هَلْ يَنْفُخُ فِيْهِمَا.

تیمم کے لیے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد پھونک لینا کیسا ہے؟۔

۳۲۶ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّيْ أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِيْ سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ.

۳۲۶ ۔ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اُس نے کہا کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہوگی ہے اور مجھ کو پانی نہیں ملا سو عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ ہم دونوں ایک سفر میں تھے سو ہم کو نہانے کی حاجت ہوگئی سو لیکن تو نے تو نماز نہیں پڑھی تھی اور لیکن میں تو زمین میں لیٹا جیسے کہ جانور لیٹتا ہے سو زمین پر لوٹ کر میں نے نماز پڑھ لی سو میں نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو تو بس یہی کفایت کرتا تھا کہ تو مارتا اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر اس طرح پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور اُن کو پھونکا اور پھر ملا اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم میں بھی واجب فقط ایک بار زمین پر ہاتھ مارنے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو

ملنا ہے چنانچہ اس حدیث میں مذکور ہے اور اس پر زیادہ کرنا یعنی دو بار زمین پر ہاتھ مارنے اور کہنیوں تک ہاتھوں کو ملنا اگر صریح امر سے ثابت ہوتا تو پہلی صورت منسوخ ہو جاتی اور اس کا قبول کرنا واجب ہو جاتا لیکن زمین پر دو بار ہاتھ مارنے فقط فعل سے ثابت ہوتا ہے پس اس سے وجوب ثابت نہیں ہو سکے گا پس اس کو افضلیت پر محمول کیا جائے گا اور یہی بات بہت ظاہر ہے دلیل کی اس سے (فتح) اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تیمم میں تکرار مستحب نہیں اس لیے کہ تکرار عدم تخفیف کو مستلزم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص وضو میں مسح سر کے بدلے سر کو دھو ڈالے تو کفایت کرتا ہے اس لیے کہ عمار رضی اللہ عنہ تیمم کے لیے مٹی میں لیٹے اور ان کو یہ کافی ہو گیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تیمم کے لیے ہاتھوں کو زمین پر مارے اور ہاتھوں کو بہت مٹی لگ جائے تو بعد مارنے کے مستحب ہے کہ ان کو پھونک لے تا کہ ہاتھوں سے مٹی کم ہو جائے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

یعنی تیمم میں فقط منہ اور دونوں ہتھیلیوں کا مسح کرنا کافی ہے اور کہنیوں تک مسح کرنا واجب نہیں۔

٣٢٧ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ أَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ.

٣٢٧۔ عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی یعنی جو ابھی پہلے باب میں گزر چکی ہے لیکن اس روایت میں حجاج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ مذکور نہیں ہے۔ حجاج نے لکھا کہ شعبہ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے یعنی تعلیم کے واسطے پھر ملا اُن سے اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو اور یہاں تعلیق بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ غرض ہے کہ جیسے حکم راوی نے اس حدیث کو اپنے استاد ذر سے سنا ہے ایسے ہی اس کو ذر کے استاد سے بھی سنا ہے یعنی استاد الاستاد سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم سے فقط اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو ملنا کافی ہے اس اس سے تیمم جائز ہو جاتا ہے کہنیوں تک مسح کرنا لازم نہیں کہ بے اُس کے تیمم جائز نہ ہو شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تیمم کے بیان میں جس قدر حدیثیں ہیں سب کی سب ضعیف ہیں سوائے حدیث عمار اور ابوجہیم کے کوئی حدیث اُن سے صحیح نہیں ہے اور عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں جو نصب بازو یا بغلوں یا کہنیوں تک مسح کرنے کا ذکر ہے اس میں سے نصف بازو اور کہنیوں کی روایت تو صحیح نہیں اور بغلوں تک کی روایت اگر حضرت کے حکم سے ہے تو یہ سب کی ناسخ ہو گی جس سے مخالف کا قول بھی باطل ہو جائے گا اور اگر اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں تو پھر حجت وہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا حکم ہے اور صرف منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کرنے کی روایت کو تائید کرتا ہے یہ کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیغمبر کے بعد بھی یہی فتویٰ دیتے رہے اور راوی حدیث کا غیر سے زیادہ واقف ہوتا ہے خاص کر صحابی ہو اور مجتہد بھی ہو۔ (فتح)

۳۲۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ كُنَّا فِيْ سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا وَقَالَ تفلَ فِيهِمَا.

۳۲۸۔عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ کو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہم دونوں ایک لشکر میں تھے سو ہم دونوں کو نہانے کی حاجت ہوگی (پھر تمام حدیث بیان کی جو اوپر گزر چکی ہے) اور اس روایت میں کے نَفَخَ کے بدلے تَفَلَ کا لفظ آیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے یعنی پھر ہاتھوں کو پھونکا۔

۳۲۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيْكَ الْوَجْهَ وَالْكَفَّيْنِ.

۳۲۹۔عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں زمین میں لیٹا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو مل لینا تجھ کو کفایت کرتا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

یہ بھی وہی حدیث ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

۳۳۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

۳۳۰۔ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ فقط منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو مل لینے سے تیمم جائز ہو جاتا ہے اس پر زیادہ کرنا واجب نہیں ہے اور یہی مذہب امام احمد اور اسحاق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور یہی منقول ہے امام

مالک اور اہل حدیث سے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے صورت زمین پر ہاتھ مارنے کی ہے واسطے تعلیم کے یعنی آپ نے اشارے سے سکھلا دیا کہ تیمم کی صورت یہ ہے تیمم کے تمام احکام بتلانے آپ کی مراد نہیں تھی سو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر سیاق اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کل تیمم اس کو بتلا دیا اگر تعلیم غرض ہوتی تو انما یکفیک نہ فرماتے اور بعض کہتے ہیں کہ وضو میں کہنیوں تک دھونا فرض ہے پس تیمم میں بھی اتنا ہی لازم ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قیاس ہے مقابلہ نص کے اور قیاس نص کے مقابلہ میں مردود ہے اور معارض اس کے وہ قیاس ہے جو آیت سرقہ کے اطلاق سے ثابت ہے پس نص کے ہوتے ہوئے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيهِ مِنَ الْمَآءِ وَقَالَ الْحَسَنُ يُجْزِئُهُ التَّيَمُّمُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَأَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ عَلَى السَّبَخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا.

یعنی جب مسلمان پانی پر قادر نہ ہو تو اس کو خاک پاک سے تیمم کر لینا جائز ہے اور اس وقت خاک کا حکم مثل پانی کے ہے۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ مسلمان کو تیمم کافی ہے جب تک کہ بے وضو نہ ہو یعنی جب تک اس کا تیمم نہ ٹوٹے تب تک جو نماز فرض و نفل وغیرہ چاہے پڑھے اور یہی ہے مذہب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تیمم سے جماعت کرائی غرض اس سے یہ ہے کہ تیمم وضو کے برابر ہے اس لیے کہ اگر طہارت تیمم کی ضعیف ہوتی تو امامت نہ کرواتے اور یہی مذہب ہے کوفہ والوں اور جمہور کا اور یحییٰ بن سعید نے کہا کہ شورہ زمین پر نماز پڑھنی اور اس سے تیمم کرنا جائز ہے یعنی اس لیے کہ وہ بھی زمین کی جنس سے ہے۔

۳۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتّٰى كُنَّا فِي اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ أَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ

۳۳۱۔ عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو ہم تمام رات چلتے رہے یہاں تک کہ جب رات کا اخیر آیا یعنی تھوڑی رات باقی رہ گئی تو یکایک ہم اتر پڑے اور سو گئے اور مسافر کو پچھلی رات کے سونے سے کوئی چیز زیادہ ترشیریں نہیں ہے اس لیے تمام رات چلنے سے تھک جاتا ہے اور نیز وہ وقت ٹھنڈک کا ہوتا ہے سو نہ جاگ آئی ہم کو مگر آفتاب کی گرمی سے یعنی جب آفتاب خوب بلند چڑھ آیا

فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُوْ رَجَآءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوْقَظْ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِأَنَّا لَا نَدْرِيْ مَا يَحْدُثُ لَهٗ فِيْ نَوْمِهٖ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَاٰى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيْدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِيْ أَصَابَهُمْ قَالَ لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيْرُ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلَ فَسَارَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَ وَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهٖ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهٗ يَكْفِيْكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكٰى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ أَبُوْ رَجَآءٍ نَسِيَهٗ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَآءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَآءٍ عَلٰى بَعِيْرٍ لَهَا فَقَالَا لَهَا أَيْنَ الْمَآءُ قَالَتْ عَهْدِيْ بِالْمَآءِ أَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوْفًا

اور اس کی گرمی معلوم ہوئی تو اس وقت جاگ آئی سو سب سے پہلے فلاں آدمی کو جاگ آئی پھر اس کے بعد فلاں آدمی کو پھر فلاں آدمی کو ابو رجاء (راوی) ان سب کے نام لیتا تھا لیکن عوف (جو اس کا شاگرد ہے) اُن کو بھول گیا پھر بعد ازاں چوتھے عمر رضی اللہ عنہ کو جاگ آئی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے تھے تو آپ کو کوئی نہ جگاتا تھا یہاں تک کہ آپ اپنے آپ سے جاگتے اس لیے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کو خواب میں کیا نظر آتا ہے یعنی اس لیے کہ اکثر اوقات آپ کو وحی خواب میں بھی آتی تھی پس شاید کہ کسی کے جگانے سے وحی میں کوئی خلل پیدا ہو سو جب عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور لوگوں نے حال دیکھا کہ سوئے ہوئے صبح کی نماز فوت ہوگئی ہے اور پانی اس جگہ میں نہیں ملتا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سخت کڑا آدمی تھا سو اُس نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا یعنی واسطے بڑے ہونے اس واقع کے اور واسطے جگانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریقہ ادب کے سو ہمیشہ بلند آواز سے تکبیر کہتے رہے اور اس کے ساتھ چلاتے رہے یہاں تک کہ اُن کی آواز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگ آگئی۔ (بعض لوگ یہاں یہ شبہ کرتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو جایا کرتے تھے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے تو ان دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہوا ہے سو جواب اس کا اول یہ ہے ہے کہ نہ سونے سے یہ ہے کہ جو محسوس چیزیں اس کے متعلق ہیں اُن کو وہ معلوم کر لیتا ہے جیسے کے بے وضو ہونا یا کسی درد الم کا پہنچنا یہ مراد نہیں کہ جو چیزیں آنکھ کے متعلق ہیں اُن کو بھی معلوم کر لیتا ہے بلکہ سونے کی حالت میں آنکھ کے متعلق

قَالَا لَهَا انْطَلِقِيْ إِذًا قَالَتْ إِلٰى أَيْنَ قَالَا إِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ
الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ قَالَا هُوَ الَّذِيْ تَعْنِيْنَ
فَانْطَلِقِيْ فَجَآءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيْثَ قَالَ
فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَآءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ أَفْوَاهِ
الْمَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيْحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا
وَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوْا
وَاسْتَقُوْا فَسَقٰى مَنْ شَآءَ وَاسْتَقٰى مَنْ شَآءَ
وَكَانَ اٰخِرُ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِيْ أَصَابَتْهُ
الْجَنَابَةُ إِنَآءً مِنْ مَآءٍ قَالَ اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ
عَلَيْكَ وَهِيَ قَآئِمَةٌ تَنْظُرُ إِلٰى مَا يُفْعَلُ
بِمَآئِهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ
لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِيْنَ ابْتَدَأَ
فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اجْمَعُوْا لَهَا فَجَمَعُوْا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ
وَدَقِيْقَةٍ وَسَوِيْقَةٍ حَتّٰى جَمَعُوْا لَهَا طَعَامًا
فَجَعَلُوْهَا فِيْ ثَوْبٍ وَحَمَلُوْهَا عَلٰى بَعِيْرِهَا
وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا قَالَ لَهَا تَعْلَمِيْنَ
مَا رَزِئْنَا مِنْ مَآئِكِ شَيْئًا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَ
الَّذِيْ أَسْقَانَا فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ
عَنْهُمْ قَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ قَالَتِ
الْعَجَبُ لَقِيَنِيْ رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِيْ إِلٰى هٰذَا
الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا

چیزوں کو سونے کی حالت میں وہ معلوم نہیں کر سکتا ہے دوسرا
جواب اس کا یہ ہے کہ دل کے نہ سونے سے یہ مراد ہے کہ وضو
کا ٹوٹ جانا مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتا ہے مگر یہ جواب ثانی ٹھیک
نہیں ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ طلوع وغروب آفتاب کو معلوم
کرنا آنکھ کا کام ہے نہ دل کا پس جب آنکھ خواب میں ہو تو
طلوع وغروب معلوم نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ دل بیدار ہو اور نیز
ہو سکتا ہے کہ باوجود بیداری دل کے آپ کو ایسا استغراق
حاصل ہوا ہو کہ سوائے اس کے کسی چیز کی طرف خیال نہ ہو
جیسے کہ وحی کے بعض وقتوں میں ایسا ہی ہوا پس اس سے دل کا
سونا لازم نہیں آتا ہے) سو جب حضرت ﷺ کو جاگ آئی تو
صحابہ نے اپنے حال کی آپ سے شکایت کی سو آپ نے فرمایا
کچھ نقصان نہیں یہاں سے کوچ کرو سو لوگوں نے وہاں سے
کوچ کیا سو تھوڑی دور چل کر اتر پڑے۔ (اس سے معلوم ہوا
کہ جو شخص سفر میں جائے اور سوتے سوتے اس کی نماز فوت ہو
جائے سو جب اس کو جاگ آئے تو اس کو مستحب ہے کہ اس
جگہ سے کوچ کر کے دوسری جگہ میں جا اترے اور اگر کوئی جنگل
ہو تو اس سے باہر نکل جائے اور حضرت ﷺ کے اس جگہ سے
کوچ کرنے کا یہ سبب تھا کہ آپ نے فرمایا یہ شیطان کی جگہ
ہے یا اس واسطے کہ وہاں پانی نہیں تھا) سو آپ نے پانی منگوایا
اور وضو کیا اور نماز کے لیے اذان کہی گئی سو آپ نے لوگوں کو
نماز پڑھائی۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت شدہ نمازوں
کے لیے بھی اذان کہنا سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فوت
شدہ نمازوں کی جماعت جائز ہے) سو جب حضرت ﷺ اپنی
نماز سے پھرے یعنی نماز ادا کر چکے تو یکا یک ایک مرد کو
کنارے کھڑے ہوئے دیکھا کہ اُس نے لوگوں کے ساتھ مل

فَوَاللّٰهِ إِنَّهٗ لَأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَقَالَتْ بِإِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَآءِ تَعْنِي السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ أَوْ إِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِيْ هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا أُرٰى أَنَّ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمَ يَدْعُوْنَكُمْ عَمْدًا فَهَلْ لَكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَأَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِي الْإِسْلَامِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ صَبَأَ خَرَجَ مِنْ دِيْنٍ إِلٰى غَيْرِهٖ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ الصَّابِئِيْنَ فِرْقَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ الزَّبُوْرَ.

کر نماز نہیں پڑھی تھی آپ نے اُس کو فرمایا کہ اے فلاں مرد تو نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز کیوں نہیں پڑھی اس نے عرض کی کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہوگئی تھی اور غسل کے لیے مجھ کو پانی نہیں ملا اس لیے میں نے نماز نہیں پڑھی آپ نے فرمایا کہ خاک پاک سے تیمّم کر کہ بے شک وہ تجھ کو کفایت کرتا ہے۔(اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو نہانے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو غسل اور وضو دونوں کے لیے تیمّم کافی ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو کسی شخص کا حال دیکھ کر مسئلہ بتلانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اور یہ کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے جماعت کو ترک کرے اُس کو ملامت کرنی جائز ہے اور یہ کہ انکار میں بھی نرمی سے پیش آنا چاہیے) پھر حضرت ﷺ وہاں سے چلے سو لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی سو آپ اُتر پڑے اور ایک مرد کو بلایا (ابو رجاء راوی اس شخص کا نام لیتا تھا لیکن عوف کو یاد نہیں رہا) اور علی رضی اللہ عنہ کو بلایا سو دونوں کو کہا کہ جاؤ اور پانی تلاش کرو سو وہ دونوں چلے اور چلتے چلتے راہ میں ایک عورت کو ملے جو دو مشکیں پانی کی اپنے اونٹ پر لادے ہوئے اُن کے درمیان پاؤں لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی سو دونوں نے اُس عورت سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے جہاں سے تو لائی ہے اُس نے کہا کہ گزرنا میرا پانی پر کل اس وقت تھا یعنی پانی یہاں سے آٹھ پہر کی راہ پر ہے اور مرد ہمارے پیچھے ہیں یعنی وہ بھی پانی لانے کے واسطے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں اور غائب ہیں۔ سو اُن دونوں نے اُس عورت سے کہا کہ اب ہمارے ساتھ چل اُس نے کہا کہاں چلوں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چل اُس نے کہا وہ شخص جو کو صابی کہتے ہیں ۔

(صابی اُس کو کہتے ہیں جو ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرے اور حضرت ﷺ کو کافر اس لیے صابی کہتے ہیں کہ آپ نے قریش کا دین چھوڑ کر دین ابراہیمی اختیار کر لیا تھا) سو ان دونوں نے کہا کہ وہ وہی شخص ہے جو تیرے خیال میں ہے پس اس کے پاس چل سو وہ دونوں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ کو سب قصہ بیان کر دیا سو حضرت ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور مشکوں کے منہ سے اس میں پانی گرانے کا حکم فرمایا اور آپ نے اوپر کے دونوں مونہوں کو بند کر دیا اور نیچے کے دونوں مونہوں کو کھول دیا اور لوگوں میں بلند آواز سے پکار دیا گیا کہ اپنے چار پایوں کو پانی پلا لو اور خود بھی پیو اور مشکیں بھر لو سو جس نے چاہا پانی پلا لیا اور جس نے چاہا خود پی لیا۔(اس سے معلوم ہوا کہ مسافر پیاسا ہو یا اس کا چار پایہ پیاسا ہو تو ایسی حالت میں آپ پانی پینا اور اپنے چار پایہ کو پلانا مقدم ہے غسل جنابت وغیرہ پر اگر پینے سے کچھ پانی بچ جائے تو اس کے ساتھ غسل کر لے) اور سب کے بعد حضرت ﷺ نے اُس شخص کو پانی دیا جس کو نہانے کی حاجت ہوگئی تھی سو فرمایا اس کو لے جا اور اپنے سر پر گرا دے اور غسل کر اور وہ عورت اپنے پانی کے اس سب معاملہ کو کھڑی دیکھ رہی تھی۔(اگر کہا جائے کہ اس کا پانی لینا بلا اجازت کیسے جائز ہوگا جواب اس کا یہ ہے کہ وہ عورت کافرہ حربیہ تھی پس اس سے جبراً پانی لینا جائز ہے اور اگر بالفرض ذمیہ بھی ہو تو کہا جائے گا کہ ضرورت پیاس کی وجہ سے مسلمانوں کو اس کا پانی لینا مباح ہوگیا۔) سو قسم اللہ کی بے شک سب لوگ اس مشک سے پانی پی کر چلے گئے اور حالانکہ ہم کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگے سے زیادہ تر بھرا ہوا ہے۔(اتنے آدمیوں کا پانی پینا اور

چار پایوں کو پلانا اور وضو کرنا اور مشکوں میں پانی بھر لینا اور پھر اس مشک کا ویسا ہی بھرا رہنا ایک بڑا معجزہ ہے اور دلیل قطعی ہے اوپر سچی ہونے نبوت آنحضرت ﷺ کے) سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پانی کے بدلے اس کو کچھ کھانا جمع کردو سو صحابہ نے اس کے لیے کھجور اور آٹا اور ستو کو جمع کرنا شروع کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کے لیے بہت سا طعام جمع کیا اور اس کو ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اس عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کر دیا اور اس کپڑے طعام والے کو اس کے آگے رکھا اور اس کو کہا کہ تجھ کو معلوم ہے کہ تیرا پانی ہم نے کچھ نقصان نہیں کیا لیکن ہم کو اللہ نے پانی پلایا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کے برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے جب تک کہ پلیدی کا یقین نہ ہو جائے) سو وہ عورت اپنی گھر والوں کے پاس آئی اور حالانکہ روکی گئی تھی اُن سے سو انہوں نے کہا کہ اے فلانی تجھ کو کس چیز نے روک رکھا تھا اُس نے جواب دیا کہ آج مجھ کو ایک عجیب معاملہ پیش آ گیا تھا جس کے سبب سے میں رک گئی وہ عجیب معاملہ یہ ہے کہ مجھ کو دو مرد ملے سو وہ دونوں مجھ کو اس پیغمبر (جس کو لوگ صابی کہتے ہیں) کے پاس لے گئے سو اُس نے ایسا ایسا کام کیا یعنی میری مشک سے اپنے سب لشکر کو پانی پلایا اور حالانکہ مشک میری ویسی کی ویسی ہی بھری رہی سو قسم اللہ کی! البتہ وہ سب آدمیوں سے زیادہ تر جادو گر ہے درمیان زمین اور آسمان کے اور اُس نے سبابہ اور وسطے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور یا وہ اللہ کا سچا رسول ہے سو مسلمان لوگ بعد ازاں اس کے گرد گرد مشرکین پر لوٹ مار کیا کرتے تھے لیکن جس جماعت سے وہ عورت تھی اس کو کچھ نہ کہتے تھے یعنی واسطے امید اسلام کے سو اس عورت نے

ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ یعنی صحابہ تم کو عمدًا چھوڑتے ہیں یعنی تمہارے گرد اگرد مشرکین پر جو یہ لوگ لوٹ مار کرتے ہیں اور تم کو دیدہ دانستہ کچھ نہیں کہتے ہیں تو یہ بوجہ سہو اور غفلت کی نہیں ہے اور نہ بوجہ خوف تمہارے کے بلکہ بوجہ امید اسلام تمہارے کے ہے سو کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو انہوں نے اس عورت کا حکم مان لیا اور مسلمان ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ صابی کا معنی ہے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرنا اور ابو العالیہ نے کہا کہ صابئین (یہ لفظ قرآن میں واقع ہوا ہے) اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پر عمل کرتے ہیں اور اَصب (یہ لفظ بھی قرآن کا ہے) کا معنی ایک طرف میل کرنا اور جھک جانا۔

فائدہ: غرض اس حدیث کے لانے سے اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ جب پانی نہ ملے تو اس وقت مٹی کے لیے پانی کا حکم ہے سو جب مٹی سے تیمم کر لے تو اس کے ساتھ فرض ونفل وغیرہ جو نماز چاہے سب کچھ پڑھنا جائز ہے جب تک کہ اس کا تیمم نہ ٹوٹے اور دلیل اس پر حضرت ﷺ کا وہ قول ہے کہ آپ نے اس شخص جنبی کو فرمایا کہ تجھ کو مٹی سے تیمم کر لینا کفایت کرتا تھا اس لیے کہ ظاہرًا کفایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کا حکم پانی کا ہے اور نہ کفایت ناقص ہوتی باوجودیکہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے پس کفایت سے مراد کفایت کاملہ ہوگی نہ ناقصہ واللہ اعلم اور چونکہ اس حدیث میں صابی کا لفظ واقع ہوا ہے اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مطابقت کے لیے یہ تینوں لفظ قرآن سے نکال کران کا معنی بیان کر دیا کہ سب کا ایک ہی مادہ ہے۔

بَابٌ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلٰى نَفْسِهِ الْمَرَضَ أَوِ الْمَوْتَ أَوْ خَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ وَيُذْكَرُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَجْنَبَ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ.

یعنی جب کسی کو نہانے کی حاجت ہو جائے اور وہ پانی کے ساتھ غسل کرنے سے بیماری کے زیادہ ہو جانے کا خوف کرے یا مرجانے کا خوف ہو یا اس سے خوف کرے کہ اگر پانی خرچ کر ڈالا تو پیاس سے مروں گا تو اس حالت میں اس کو تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی بھی موجود ہو۔ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جاڑے کی رات میں اس کو نہانے کی حاجت ہوگئی سو

اس نے تیمم کر لیا واسطے خوف ہلاک کے اور یہ آیت پڑھی یعنی اپنے اس کام کی تائید کے لیے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ یعنی مت قتل کرو جانوں اپنی کو تحقیق اللہ تعالیٰ ہے ساتھ تمہارے رحم کرنے والا سو کسی نے اس قصہ کو حضرت ﷺ سے بیان کیا سو آپ نے اس کو کچھ ملامت نہ کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پانی کے استعمال کرنے سے خوف ہلاک کا ہو بہ سبب سردی وغیرہ کے تو اس حالت میں تیمم کر لینا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت کی ساتھ ترجمہ کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تیمم والے کو وضو والوں کی امامت کرانا جائز ہے اس لیے کہ اس حدیث میں یہ لفظ بھی ہے کہ عمرو نے تیمم سے اپنے یاروں کو امامت کروائی اور حضرت ﷺ کا عمرو کو اس فعل پر ملامت نہ کرنا تقریر ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنا ساتھ اس کے اور وجہ استدلال عمرو کی اس آیت سے اس طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے سو جب پانی کی استعمال کرنے سے بوجہ سردی کے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت تیمم کر لینا جائز ہوگا۔

۳۳۲ ۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَآءَ لَا يُصَلِّيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِيْ هٰذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هٰكَذَا يَعْنِيْ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ إِنِّيْ لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ.

۳۳۲۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب جنبی کو پانی نہ ملے تو کیا نماز کو چھوڑ دے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر مجھ کو ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو جب بھی میں نماز نہ پڑھوں (اس لیے کہ) اگر میں سردی کی حالت میں تیمم کر کے نماز گزارنے کی لوگوں کو اجازت دے دوں تو جب کسی کو سردی لگے گی وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا پس عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کہاں گئی جو اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھی (یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے) یعنی عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تو پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کرنا جائز معلوم ہوتا ہے پس تو اس کو کیوں جائز نہیں رکھتا ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نہیں مانا۔

۳۳۳ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۳۳۳۔ شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن

أَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ مُوْسٰى أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَآءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يُصَلِّيْ حَتّٰى يَجِدَ الْمَآءَ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِيْنَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيْكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذٰلِكَ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ فَمَا دَرٰى عَبْدُ اللّٰهِ مَا يَقُوْلُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِيْ هٰذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلٰى أَحَدِهِمُ الْمَآءُ أَنْ يَّدَعَهٗ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيْقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللّٰهِ لِهٰذَا قَالَ نَعَمْ.

مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو اے ابوعبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی) اگر کسی کو نہانے کی حاجت ہو جائے اور پانی نہ پائے تو کیا کرے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ شخص نماز نہ پڑھے جب تک کہ پانی نہ پائے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا تو حدیث عمار رضی اللہ عنہ کو کس طرح کرے گا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تجھ کو تیمم کر لینا کفایت کرتا تھا یعنی وہ حدیث تیرے فتویٰ کے مخالف ہے پس تو اس کا کیا جواب دے گا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تجھ کو معلوم نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نہیں مانا سوابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ کے قول کو چھوڑ دے یعنی اس سے ہم نے قطع نظر کی ہمارے پاس دوسری دلیل موجود ہے وہ یہ کہ تو آیت تیمم کا کیا جواب دے گا جو تیمم میں نص صریح ہے پس عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت اس آیت کا کچھ جواب نہ آیا صرف اپنی رائے بیان کی سو کہا کہ اگر ہم لوگوں کو اس امر کی اجازت دے دیں کہ جنبی پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کر لیا کرے تو جب کسی کو پانی سرد لگے گا وہ اس کو چھوڑ کر تیمم کر لے گا سو میں نے شقیق سے کہا (یہ اعمش کا قول ہے) کہ کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صرف اسی واسطے تیمم کو نا جائز رکھا ہے اُس نے کہا ہاں صرف اسی لحاظ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب جنبی کو پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور پیاس اور بیماری کی صورت میں بھی پانی نہ ملنے میں داخل ہے اس لیے کہ جب بخوف بیماری اور پیاس کے اس کے استعمال کرنے پر قادر نہ ہوا تو گویا کہ اس نے پانی کو نہ پایا پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب کے، واللہ اعلم۔

اور مذہب عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جب کسی کو نہانے کی حاجت ہو جائے اور غسل کے لیے پانی نہ پائے تو اس کو تیمم کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ یہ مذہب ان کا نص قرآن وحدیث کے مخالف ہے سو بعض علماء نے اس کی

یہ تاویل کی ہے کہ اُن کے نزدیک آیت ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ میں ملامست سے جماع مراد نہیں ہے بلکہ مباشرت فاحشہ مراد ہے جس سے وضو لازم آتا ہے یعنی آلت اور فرج کو ملانا پس اُن کے نزدیک تیمم وضو کا بدلہ ہے غسل کا بدلہ نہیں ہے مگر یہ جواب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مخالف ہے جو اُس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب میں کہا اس لیے کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیت مذکورہ میں ملامست سے مراد جماع ہے اس لیے اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی دلیل کا کچھ جواب نہ دیا ورنہ وہ کہہ سکتا تھا کہ مراد ملامست سے جماع نہیں بلکہ دونوں ختنوں کا ملنا ہے اور نیز جنبی کے لیے تیمم جائز ہونے پر بہت حدیثیں ناطق ہیں پس یہ تاویل اُن میں نہیں چل سکتی ہے بلکہ اس تاویل کو وہ حدیثیں باطل کرتی ہیں پس یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی محض رائے ہے اور ہم کسی رائے کے ساتھ مکلف نہیں ہیں بلکہ ہم پر لازم فقط اطاعت اللہ و رسول کی ہے وبس خواہ کوئی موافق ہو یا مخالف کسی سے سروکار نہیں اور یہ فتویٰ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بڑی پکی دلیل ہے اس پر کہ قول صحابی کا حجت نہیں ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نہیں مانا اس میں بھی کلام ہے اس لیے کہ عمار رضی اللہ عنہ صحابی عادل اور ثقہ ہے اور اُس نے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے پس کیسے ممکن ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کو قبول نہ کرے حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی لفظ اس کے انکار میں منقول نہیں ہے بلکہ مسلم کی روایت میں صاف آچکا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو کہا ڈر اللہ سے تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو ناراض ہوتا ہے تو میں اس حدیث کو کبھی بیان نہیں کروں گا سو عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تجھ کو حدیث بیان کرنے سے منع نہیں کر سکتا ہوں اس لیے کہ میرے بھول جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حدیث نفس الامر میں بھی حق نہ ہو۔

بَابُ التَّيَمُّمِ ضَرْبَةٌ.

یعنی تیمم میں فقط ایک ہی بار ہاتھوں کو زمین پر مار کر ہاتھ اور منہ کو مل لینا کافی ہے دو بار ہاتھوں کو زمین پر مارنے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔

٣٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ فَكَيْفَ تَصْنَعُوْنَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِيْ سُوْرَةِ الْمَآئِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

٣٣٤۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی جو اُس نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کی تھی وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک کام کے لیے بھیجا سو مجھ کو نہانے کی حاجت ہوگئی اور میں نے پانی نہ پایا سو میں زمین پر لیٹا جیسے چارپایہ لیٹتا ہے یعنی عمار رضی اللہ عنہ یہ سمجھے کہ جیسے غسل میں پانی سب جگہ پہنچانا ضروری ہے ویسے ہی مٹی بھی

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِيْ هٰذَا لَأَوْشَكُوْا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَآءُ أَنْ يَّتَيَمَّمُوا الصَّعِيْدَ قُلْتُ وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هٰذَا لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَآءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّآبَّةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ أَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا فَضَرَبَ بِكَفِّهٖ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا ظَهْرَ كَفِّهٖ بِشِمَالِهٖ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهٖ بِكَفِّهٖ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيْدِ فَأَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً.

ضروری ہوگی عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ میں نے حضرت ﷺ سے عرض کیا سو آپ نے فرمایا کہ تجھ کو فقط یہی کفایت کرتا تھا کہ تو مارتا اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح پر پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ایک بار زمین پر مارا پھر اس کو جھاڑا پھر اس سے ملا اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی داہنی ہتھیلی پر یا ملا داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھر اُس سے ملا اپنے منہ کو اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر ملا اپنے منہ اور دونوں ہتھیلیوں کو ایک بار۔

فائدہ: اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ تیمّم میں فقط ایک بار زمین پر ہاتھ مارنا کفایت کرتا ہے ابن منذر نے کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور یہ کہ ہاتھوں کا مسح کرنا منہ پر مقدم ہے اور یہ کہ کہنیوں تک مسح کرنا واجب نہیں ہے اور یہ کہ ہاتھ کی مستعمل مٹی منہ کے لیے کفایت کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہاں حقیقت تیمّم کی بیان کرنی مقصود

نہیں بلکہ صرف تعلیم مقصود ہے سو جواب اس کا اوپر گزر چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واحدۃ صفت مسح کی ہے ضربۃ کی صفت نہیں ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ تاویل ظاہر حدیث کی سراسر مخالف ہے اور بغرض تسلیم ہم کہتے ہیں کہ جب بقول تمہارے تیمّم دو ضربیں ہیں تو پھر مسح بھی دو بار بیان کرنا لازم تھا پس مسح کو ایک بار کے ساتھ مقید کرنا محض لغو ہے اور نیز مسح کو ایک بار کے ساتھ مقید کرنے سے ظاہرا یہی لازم آتا ہے کہ زمین پر صرف ایک ہی بار ہاتھ مارے ہوں گے اور مراد امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی دو بار کو اصح منصوص کہنے سے باعتبار نقل مذہب کے ہے نہ باعتبار دلائل کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تیمّم میں ترتیب شرط نہیں ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٣٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِيْ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهٗ يَكْفِيْكَ.

٣٣٥۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کنارے ہوئے دیکھا کہ اُس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی سو آپ نے فرمایا اے مرد تو نے ہمارے ساتھ مل کر نماز کیوں نہیں پڑھی اُس نے عرض کیا کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہو گئی تھی اور پانی نہیں ملا کہ اُس سے غسل کرتا آپ نے فرمایا کہ مٹی سے تیمّم کر کہ بے شک وہ تجھ کو کفایت کرے گا۔

فائدہ: اس باب کا کوئی ترجمہ نہیں اور بعض نسخوں میں باب بھی نہیں ہے سو اس باب کو بلا ترجمہ لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس باب کو پہلے باب سے تعلق ہے اور وہ تعلق اس طور سے ہے کہ جیسے علیك بالصعید کا لفظ عام ہے مٹی کی سب قسموں کو شامل ہے ویسے ہی وہ باعتبار کیفیت تیمّم کے بھی عام ہے شامل دو ضربوں کو بھی اور ایک ضرب کو بھی پس یہی ہے وجہ مناسبت اس باب کی پہلے باب سے، واللہ اعلم۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصَّلٰوةِ کتاب ہے بیان میں احکام نماز کے

فائدہ: لغت میں صلوۃ کا معنی دعا اور رحمت اور استغفار کا ہے اور شرع میں نماز کہتے ہیں ہیئت مخصوصہ کو جس میں قرأت اور رکوع اور سجود وغیرہ پایا جائے اور معنی لغوی نماز شرعی میں موجود ہیں اس لیے کہ دعا اور استغفار وغیرہ سب نماز میں پایا جاتا ہے اور بعد ایمان کے نماز سب عبادتوں سے افضل ہے اور تمام بندگیوں سے اشرف ہے اور کتاب الطہارت سے اس کو اس واسطے مؤخر کیا گیا کہ طہارت نماز کی شرط ہے اور شرط مقدم ہوتی ہے مشروط پر اور وسیلہ مقدم ہوتا ہے مقصود پر۔

بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ فِي الْإِسْرَآءِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ فِيْ حَدِيْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ.

یعنی معراج کی رات میں نماز کس طرح فرض ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابوسفیان نے مجھ سے ہرقل کی حدیث بیان کی سو اس میں یہ بھی بیان کیا کہ وہ پیغمبر ہم کو نماز اور سچ بولنا اور حرام سے بچنا سکھلاتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باب بدء الوحی میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مکہ میں ہجرت سے پہلے فرض ہوئی اس لیے کہ ابوسفیان نے ہجرت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات نہیں کی ہے اس وقت تک کہ ہرقل سے ملا اور اسراء بالاجماع مکہ میں واقع ہوا ہے اور یہ بیان کرنا وقت نماز کا اگرچہ حقیقتاً کیفیت نہیں ہے لیکن فی الجملہ اس کے مقدمات سے ہے پس یہی ہے وجہ مناسبت کی ساتھ ترجمہ باب کے۔

٣٣٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَجَ

٣٣٦۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی اس حالت میں کہ میں مکہ میں تھا یعنی ام ہانی کے گھر میں تھا (چھت پھاڑ کر آنے سے یہ غرض کمال مبالغہ ہے جلدی پہنچنے میں اور تنبیہ ہے اس پر کہ کوئی چیز غیر معتاد طلب کی گئی ہے یا چھت پھاڑنے سے اور اس کے مل جانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سینہ بھی ویسے پھاڑ

صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِیٍٔ حِكْمَةً وَّإِيْمَانًا فَأَفْرَغَهٗ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ أَطْبَقَهٗ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِیْ فَعَرَجَ بِیْ إِلَی السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَلَمَّا جِئْتُ إِلَی السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِیَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰی يَمِيْنِهٖ أَسْوِدَةٌ وَعَلٰی يَسَارِهٖ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهٖ بَكٰی فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَأَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِیْ عَنْ شِمَالِهٖ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰی حَتّٰی عَرَجَ بِیْ إِلَی السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ أَنَسٌ فَذَكَرَ أَنَّهٗ وَجَدَ فِی السَّمٰوَاتِ اٰدَمَ وَإِدْرِيْسَ وَمُوْسٰی وَعِيْسٰی وَإِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهٗ ذَكَرَ أَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِی السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيْمَ فِی السَّمَآءِ

کر ملایا جائے گا) سو جبرائیل علیہ السلام اترا یعنی آسمان سے سو اس نے میرا سینہ پھاڑا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر وہ ایک سونے کا طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا پھر اس کو میرے سینے میں گرایا پھر اس کو ملایا اور جوڑ دیا اور اس پر مہر کر دی تا کہ وسوسہ شیطان سے محفوظ رہے۔ (مراد حکمت سے کمال علم اور معرفت الٰہی ہے اور تہذیب نفس کی اور تحقیق حق واسطے عمل کرنے کے اور اس کی ضد سے باز رہنا اور مراد طشت سے حقیقی معنی ہے پس معنی یہ ہے کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز ڈالی گئی تھی جس سے کہ ایمان اور حکمت کا کمال حاصل ہو پس اس کو مجازاً حکمت اور ایمان کہا گیا اس صورت میں حکمت اور ایمان سے حقیقت محسوسہ مراد ہو گی اور یا ایمان اور حکمت کو صورت محسوسہ میں مشکل کر دیا گیا ہو گا جیسے کہ اعمال کو قیامت کے دن شکل دی جائے گی وزن کے لیے یا موت کو مینڈھے کی شکل دی جائے گی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چار دفعہ پھاڑا گیا ہے اول شق صدر لڑکپن میں واقع ہوا ہے جب آپ حلیمہ دایہ کے پاس تھے اس وقت آپ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور آپ کے سینہ کو پھاڑا اور اس سے خون جما ہوا نکالا جو مادہ فساد اور گناہ کا تھا۔ دوم شق صدر دسویں سال ہوا۔ سوم شق صدر رسالت نازل ہونے کے وقت ہوا۔ چہارم شق صدر معراج کی رات میں ہوا کذا ذکرہ الشیخ ابن حجر نے الفتح۔) پھر جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا سو مجھ کو لے چڑھا پہلے آسمان تک (اس حدیث میں سواری براق اور سیر مسجد اقصیٰ تک مذکور نہیں ہے سو شاید کہ راوی نے بوجہ اختصار کے اس کو ذکر نہیں کیا چنانچہ لفظ ثم کا تراخی پر دلالت کرتا ہے) سو جب میں پہلے آسمان کے

السَّادِسَةِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا عِيْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْإِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى أُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ

پاس پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے چوکیدار سے کہا کہ آسمان کا دروازہ کھول چوکیدار فرشتے نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرائیل ہوں اُس نے کہا کہ کیا تیرے ساتھ بھی کوئی ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس چوکیدار نے کہا کیا بلایا گیا ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی امیر یا رئیس وغیرہ کے دروازے پر چوکیدار ہو اس کو لازم ہے کہ اگر کوئی اجنبی آدمی اندر جانا چاہے تو اس سے خوب اچھی طرح تحقیق کر لے کہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور اندر کیا کام ہے اور بلایا گیا ہے یا بن بلائے آیا ہے اگر بن بلائے آیا ہے تو بلا اجازت صاحب خانہ کے اس کو اندر نہ جانے دے اور اذن لینے والے کو لازم ہے کہ اپنا نام لے تاکہ دوسرے کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے۔) سو جب دروازہ کھولا گیا تو ہم پہلے آسمان کے اوپر چڑھ گئے سو ناگہاں دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے اس کی داہنی طرف بہت سے آدمی ہیں اور اس کی بائیں طرف بھی بہت سے آدمی ہیں سو جب وہ مرد اپنی داہنی طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب اپنی بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے سو اس نے (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر) کہا کہ کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون مرد ہے جو داہنی طرف دیکھ کر ہنستا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہے سب آدمیوں کا باپ ہے اور یہ آدمی جو اس کی داہنی طرف اور بائیں طرف ہیں یہ اس کی اولاد کی روح ہیں۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کافروں اور مسلمانوں کے پہلے آسمان میں ہیں لیکن اس پر سخت اعتراض آتا ہے وہ

شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ إِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيْهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ.

یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ ارواح کافروں کے سجین میں ہیں اور ارواح مومنوں کے بہشت میں ہیں نعمتیں کھاتے ہیں پھر پہلے آسمان پر ان کا ایک جگہ جمع ہونا کیسے صحیح ہوسکتا ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید گاہ گاہ سب کے ارواح حضرت ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں سو ارواح کا آدم پر پیش ہونا اور حضرت ﷺ کا آدم علیہ السلام سے ملاقات کرنا اتفاقا ایک ہی وقت میں واقع ہوا ہوگا اور اسی پر دلالت کرتی ہے یہ آیت ﴿النار يعرضون عليها غدوا وعشيا﴾ یعنی کفار آگ پر پیش کیے جاتے ہیں صبح اور شام پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح کا بہشت اور دوزخ میں جانا گاہ ہوتا ہے گاہ نہیں ہوتا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ جنت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف اور جہنم بائیں طرف ہو اور اس کے لیے دونوں سے پردہ اٹھایا گیا ہو اور تیسرا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے داہنے اور بائیں وہ ارواح ہوں جو پیدا کیے گئے ہیں اور ابھی تک بدنوں میں داخل ہوکر دنیا میں نہیں آئے ہیں اور آدم علیہ السلام کو ان کی عاقبت کی خبر ہوگئی ہوگی کہ یہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں نہ وہ ارواح جو گزر چکے ہیں یا بدنوں میں داخل ہیں اور قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے لیے آسمان کے دروازے کھولے نہیں جاتے ہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے نہ کھولنا بطور تکریم اور رحمت کے ہے نہ مطلق) سو جو آدمی اس کی داہنی طرف ہیں وہ بہشت کے رہنے والے ہیں اور جو آدمی اس کی بائیں طرف ہیں وہ دوزخ کے رہنے والے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے چڑھا دوسرے آسمان تک سو جبرائیل علیہ السلام نے اس کے چوکیدار سے کہا کہ آسمان کا

دروازہ کھول سو اس چوکیدار فرشتے نے جبرئیل علیہ السلام سے وہی بات کہی جو پہلے آسمان والے نے کہی تھی سو اس کا دروازہ کھولا گیا انس (راوی) نے کہا کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں آدم علیہ السلام اور ادریس اور موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہوں کو باترتیب ذکر نہیں کیا یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف مجمل طور سے ذکر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبروں سے ملاقات کی لیکن اس میں یہ تفصیل نہیں کہ کون پیغمبر کو کون کون آسمان میں دیکھا فقط اس میں ذکر ہے کہ آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان میں دیکھا یعنی سوائے ان دونوں پیغمبروں کے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کسی کا مقام بیان نہیں کیا ہے۔ (شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح میں لکھا ہے کہ سوائے روایت شریک کے سب روایتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں دیکھا سو اگر معراج کو کئی بار قرار دیا جائے تو اس میں کچھ تعارض نہیں اور اگر معراض صرف ایک ہی بار قرار دیا جائے تو کہا جائے گا کہ روایت جماعت کثیرہ کی راجح ہے روایت شریک پر اس لیے کہ جماعت کی روایت میں صاف آچکا ہے کہ آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے دیکھا اور بیت المعمور بالاتفاق ساتویں آسمان میں ہے اور درحقیقت معراج کی حدیثیں پیغمبروں کی جگہوں میں مختلف اور متعارض ہیں سو یہ تعارض یا تو بعض راویوں کے اشتباہ پر حمل کرنے سے دفع ہوسکتا ہے اور یا یہ کہ دونوں آسمانوں میں دیکھا ہوگا) انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ادریس علیہ السلام پر گزرے تو اس نے مرحبا کہا یعنی کیا اچھا

نبی اور نیک پیغمبر آیا سو میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام پیغمبر ہے (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پھر میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بھائی آیا میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں عیسیٰ علیہ السلام پر گزرا سو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بھائی آیا ہے میں نے کہا یہ کون ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہے۔ (لفظ ثم کا یہاں ترتیب کے واسطے نہیں ہے اس لیے کہ سب حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے اگر تعدد معراج پر حمل کیا جائے تو ترتیب صحیح ہوسکتی ہے) پھر میں ابراہیم علیہ السلام پر گزرا سو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا اچھا نیک پیغمبر اور نیک بیٹا آیا ہے میں نے کہا یہ کون ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ابن شہاب نے کہا کہ ابن حزم نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوحبہ انصاری کہا کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھ کو اوپر چڑھایا گیا یہاں تک کہ میں ایک بلند جگہ پر پہنچا وہاں میں نے قلموں کے لکھنے کی آواز سنی یعنی جو احکام الٰہی وقضاء کہ فرشتے لکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو اللہ نے میری امت پر نماز فرض کی ہر ایک دن میں پچاس وقت کی پھر میں وہاں سے پلٹ آیا سو موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے تیری امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا اللہ نے میری امت پر ہر روز پچاس وقت کی نماز فرض کی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا پس پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی طلب کر سو بے شک تیری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز ادا نہ ہو سکے گی۔

(موسیٰ علیہ السلام نے یہ اس واسطے فرمایا کہ وہ اس بات کا تجربہ کر چکے ہوئے تھے اور بنی اسرائیل کو احکام الٰہی کے ساتھ امتحان کر چکے ہوئے تھے) سو میں اللہ کی طرف پھر گیا اور اس سے آسانی طلب کی اپنی امت کے واسطے سو اللہ نے میری امت سے بعض نمازیں اتار ڈالی پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا سو میں نے کہا کہ اللہ نے میری امت سے کچھ نمازیں اتار ڈالی ہیں سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس اس لیے کہ بے شک امت تیری سے ہر روز اتنی نمازیں ادا نہیں ہو سکیں گی سو میں اللہ کے پاس پلٹ گیا سو اللہ نے کچھ نمازیں اور اتار ڈالی پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا سو اس نے کہا کہ پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو بے شک امت تیری اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے کہ میں اللہ کے پاس پلٹ گیا سو اللہ نے فرمایا یعنی آخر بار میں بعد قبول کرنے غرض تخفیف نماز کے کہ ہر روز پانچ نمازیں ہیں لیکن اُن کا ثواب پچاس نمازوں کا ہے اس لیے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے پس ایک نماز کے بدلے دس نمازوں کا ثواب ہوگا نہیں بدلا یا جاتا قول نزدیک میری یعنی وعدہ اور وعید میں خلاف نہیں ہوتا ہے سو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پلٹ آیا سو اُس نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس اور پانچ سے بھی تخفیف مانگ میں نے کہا میں اپنے رب سے شرما گیا ہوں یعنی اب عرض نہیں کر سکتا ہوں۔ (یہ حدیث مجمل ہے اس لیے کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پلٹ گئے اور ہر بار کتنی کتنی نمازیں تخفیف ہو گئیں لیکن دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بار میں پانچ پانچ نمازیں تخفیف ہوئیں اور یہ زیادتی معتمد علیہ ہے پس جن حدیثوں میں دس دس کا ذکر ہے یا شطر کا ذکر ہے

ان سب سے یہی مراد ہو گی شاید راوی نے اختصار کے واسطے پانچ پانچ کو دس دس کر دیا ہو گا یا یہ کہ دو بار دس دس کی تخفیف ہوئی ہو گی اور پانچ پانچ کی تخفیف ہوئی ہو گی پس اس سے بھی سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے واللہ اعلم) حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھ کو جبرئیل علیہ السلام نے چلایا یہاں تک کہ مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ یعنی سرے کی بیری کے درخت بلند کو لے پہنچا اور چھپایا ہوا تھا اس کو طرح طرح کے رنگوں نے میں نہیں جانتا کہ کیا تھی حقیقت اُن رنگوں کی یعنی عجب طرح کے خوبصورت رنگ اس پر چھائے ہوئے تھے کہ حقیقت اُن کے سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ (یہ بیری کا درخت ساتویں آسمان میں ہے اور جڑ اس کی چھٹے آسمان میں ہے اور وہ ایک مقام ہے اور اس کو منتہیٰ اس واسطے کہتے ہیں کہ مخلوقات کے علوم اور اعمال اس جگہ تمام ہو جاتے ہیں اس سے آگے کسی کا علم نہیں بڑھتا ہے یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام کا بھی مگر پیغمبر ﷺ اس سے بھی آگے بڑھ گئے) پھر میں بہشت میں داخل کیا گیا سو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں موتیوں کے گنبد ہیں اور ناگہاں اس کی خاک مشک ہے یعنی اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح تھی اگرچہ وہ اعلیٰ قسم کی خوشبودار مٹی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ معراج کی رات اپنے گھر میں تھے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ معراج کے وقت حطیم میں تھے اور حطیم اس مکان کا نام ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تھا تو کعبہ میں داخل تھا جب قریش نے حضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اُتر کی طرف علیحدہ کر دیا سو مطلب یہ ہے کہ اول حضرت ﷺ گھر میں تھے پھر جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کو حطیم میں لے گئے پھر وہاں سے آسمان کو چڑھ گئے تو اس وجہ سے کبھی حضرت ﷺ نے گھر کا ذکر کیا اور کبھی حطیم کا دونوں درست ہیں اور بعض روایتوں میں ام ہانی کا گھر مذکور ہے ام ہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن کا نام ہے حضرت ﷺ اور اس کا گھر ملا ہوا تھا گویا کہ ایک ہی تھا اس وجہ سے کبھی اس کا ذکر کر دیا اور معراج حضرت ﷺ کو مکے میں ہجرت سے

اول ایک برس ہوئی اور اس میں اختلاف ہے کہ معراج بدن سے ہوئی یا روح سے سوتے ہوئی یا جاگتے صحیح مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ بیداری میں روح اور بدن دونوں سے ہوئی چنانچہ صحیح حدیثوں سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج اُسی رات میں ہوا ہے جس رات میں آپ نے مسجد اقصیٰ تک سیر کیا یا دوسری رات میں بعض کہتے ہیں کہ دونوں ایک ہی رات میں واقع ہوئے ہیں خواب میں اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں دو راتوں میں واقع ہوئے ہیں ایک بیداری میں اور دوسرا خواب میں لیکن صحیح جمہور اہل علم کے نزدیک یہ ہے کہ اسراء اور معراج دونوں ایک ہی رات میں واقع ہوئے ہیں بیداری میں اور یہی مذہب ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس بات میں اختلاف کرنا جائز نہیں کہ بیت المقدس تک آپ کا ایک رات میں سیر کرنا بیداری میں تھا اس لیے کہ اس پر ظاہر قرآن ناطق ہے اور اس لیے کہ قریش نے اس کا انکار کیا پس اگر بیت المقدس تک سیر کرنا خواب میں ہوتا تو قریش انکار نہ کرتے اور معراج ہجرت سے ایک سال پہلے مکہ میں واقع ہوا ہے ربیع الآخر کی ستائیسویں رات میں اور بعض اور وقت میں کہتے ہیں واللہ اعلم اور جو مکے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس لیے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں کے چڑھنے کا جو انکار کرے تو وہ بدعتی ہے اور معراج کی رات میں نماز فرض ہونے کی یہ حکمت ہے کہ جب معراج کی رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اور باطن سے پاک کیے گئے اور زمزم کے پانی سے آپ کا سینہ دھویا گیا تو مناسب ہوا کہ ایسی حالت میں نماز فرض کی جائے اس لیے کہ نماز چاہتی ہے کہ آدمی پاک ہو اور اس واسطے کہ فرشتوں میں آپ کی بزرگی ظاہر ہو جائے اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج کی رات میں پہلے پچاس نمازوں کا حکم ہوا پھر اُن سے تخفیف کی گئی اور آخر پانچ نمازوں پر امر قرار پایا سو یہ ایک کیفیت ہے نماز فرض ہونے کی کیفیتوں سے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے واللہ اعلم۔

۳۳۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلَاةِ الْحَضَرِ.

۳۳۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ نے پہلے نماز کو فرض کیا سو دو دو رکعتیں فرض کیں حضر میں بھی اور سفر میں بھی یعنی سوائے نماز مغرب کے ہر وقت دو دو رکعت فرض پڑھنے کا حکم دیا سو سفر کی نماز تو اسی پہلے حال پر برقرار رکھی گئی یعنی دو ہی رکعت باقی رہی اور حضر کی نماز زیادہ کی گئی یعنی ہجرت کے بعد دو رکعتیں اُس میں زیادہ کر دی گئیں مگر مغرب اور فجر۔

فائدہ: اس حدیث سے حنفیہ دلیل پکڑتے ہیں کہ سفر میں دوگانہ رخصت نہیں پیچھے جائز ہونے چار رکعت کے بلکہ سفر

میں اصل اسی قدر نماز مشروع ہوئی ہے پس دوگانہ پڑھنا واجب ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ پہلے سفر اور حضر میں دو دو رکعتیں نماز فرض ہوئی پھر جب حضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو حضر کی نماز میں دو دو رکعت اور زیادہ کی گئی مگر صبح کی نماز طول ہونے قراءۃ کے سبب سے پہلے حال پر چھوڑی گئی اور مغرب کی نماز بھی اپنے پہلے حال پر رہی اس لیے کہ وہ دن کے وتر ہیں اور جب حضر کی نماز چار رکعتیں قرار پاچکی تو سفر کی نماز میں تخفیف ہوگئی وقت نازل ہونے آیت ﴿فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ﴾ کے اور تائید کرتا ہے اسی کی جو ابن کثیر نے شرح مسند میں ذکر کیا ہے کہ قصر کرنا نماز کا ہجرت سے بعد چوتھے سال میں واقع ہوا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول (کہ نماز سفر کی پہلے حال پر برقرار رکھی گئی) کا یہ معنی ہے کہ باعتبار ما آل الیہ الامر من التخفیف پر برقرار رکھی گئی نہ یہ معنی کہ جب سے فرض ہوئی تو اسی حال پر ہمیشہ رکھی گئی پس اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز سفر کا قصر کرنا واجب ہے اور اس مقام میں بہت طویل طویل بحث ہے حنفیہ قصر کو سفر میں واجب کہتے ہیں اور شافعیہ وغیرہ واجب نہیں کہتے ہیں بلکہ مستحب جانتے ہیں اور دونوں کے پاس دلیلیں ہیں لیکن اگر حنفیہ کی دلیلوں کو استحباب پر حمل کیا جائے اور قصر کو مستحب قرار دیا جائے مع جواز چہار گانہ کے تو سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور کوئی شے بیکار نہیں رہتی ہے بخلاف وجوب کے کہ اُس میں کئی حدیثیں متروک العمل رہ جاتی ہیں اور اس حدیث سے کیفیت فرض ہونے نماز کی معلوم ہوتی کہ پہلے دودو رکعتیں فرض ہوئی پھر چار چار رکعتیں فرض ہوئی پھر سفر میں تخفیف ہوگئی پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے۔

بَابُ وُجُوْبِ الصَّلَاةِ فِي الثِّيَابِ.

یعنی نماز میں کپڑے پہننا اور اپنی شرمگاہ کو ڈھانکنا واجب ہے ننگے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ ستر کا ڈھانکنا نماز کی شرط ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰي ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾

اور بیان میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکڑو زینت اپنی کو یا اپنی زینت کے کپڑوں کو یا اپنے کپڑوں کو نزدیک آنے ہر مسجد کے واسطے نماز کے یا طواف کے۔

فائدہ: یعنی طواف اور نماز ننگے ہو کر مت کرو بلکہ کپڑے پہن کر کرو پس یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ نماز میں اپنی شرمگاہ کو کپڑے سے چھپانا واجب ہے بدون اس کے نماز درست نہیں۔

وَمَنْ صَلّٰى مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ.

یعنی اور صرف ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان

فائدہ: مقصود ایک کپڑے میں پیچیدہ ہو کر نماز پڑھنے سے اس بات پر شہادت ہے کہ نماز میں ستر عورت کرنا واجب ہے اس لیے کہ کپڑے کو بدن پر لپیٹنا اسی وجہ سے تھا کہ رکوع اور سجود میں شرمگاہ کھل نہ جائے۔

وَيُذْكَرُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ.

یعنی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا (جب کہ اُس نے آپ سے ایک کرتہ میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا) کہ بند کر اس کو اور تکمہ لگا اگرچہ کانٹے سے ہو یعنی جو چیز میسر ہو اس کے ساتھ اس کرتہ کو آگے سے بند کر لے تا کہ شرمگاہ نہ کھل جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے لانے میں اشارہ ہے اس طرف کہ آیت مذکورہ میں زینت سے مراد مطلق کپڑا ہے بڑی بیش قیمت کپڑوں سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا مراد نہیں ہے اور یہ اشارۃً اس میں ہے کہ اگر مقصود زینت ہوتی تو کانٹے سے کپڑے نہ بند کیے جاتے۔

وَمَنْ صَلَّى فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُ فِيْهِ مَا لَمْ يَرَ أَذًى.

یعنی جس کپڑے میں جماع کرے اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے جب تک کہ اس میں پلیدی نہ دیکھ لے۔

فائدہ: یہ باب اصل میں حدیث ہے جس جو ابو داؤد ونسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت جماع والے کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اُس نے کہا ہاں جب اس میں پلیدی نہ ہوتی مقصود اس باب سے یہ ہے کہ ایسے کپڑے سے بھی نماز میں شرمگاہ کو چھونا جائز ہے۔

وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ طواف کرے اور نہ گھومے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: یہ بھی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ستر عورت واجب ہے اس لیے کہ خانہ کعبہ کا طواف نماز کا حکم رکھتا ہے اور جب کہ طواف ننگے ہو کر جائز نہ ہوا تو نماز ننگے پڑھنی بطریق اولیٰ جائز نہیں ہو گی اس لیے کہ جو طواف میں شرط ہے وہ نماز میں بھی شرط ہے۔

۳۳۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ

۳۳۸۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو حکم ہوا یہ کہ باہر نکالیں ہم دن عید کے حیض والی عورتوں کو اور پردہ نشین عورتوں کو سو مسلمانوں کی جماعت میں حاضر ہوں اور ان کی دعاء میں

الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

شریک ہوں اور حیض والی عورتیں عید گاہ سے کنارے رہیں ایک عورت نے عرض کی کہ یا حضرت اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا کرے یعنی باہر جائے یا نہ جائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر پہنائے یعنی اگر اس کے پاس کوئی دوسری چادر ہو تو اس کو پہننے کے لیے عاریتاً دے دے یا اپنی چادر کا ایک کنارہ اس پر ڈال دے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارت میں مفصل طور سے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ستر عورت واجب ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے کپڑا پہننے میں نہایت تاکید کی یہاں تک کہ عید کی نماز کے واسطے کپڑا مانگ کر پہننے کا حکم فرمایا پس فرض نماز کے واسطے کپڑا پہننا بطریق اولیٰ واجب ہوگا۔

بَابُ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلَاةِ.

یعنی تہ بند کو گردن میں باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ تہ بند کے نیچے کے دونوں کونے چھوڑ دے اور اوپر کے دونوں کونوں میں سے داہنے کونے کو بائیں موہنڈے پر لاکر گردن کے پیچھے لے جائے اور بائیں کونے کو داہنے موہنڈے پر لاکر گردن کے پیچھے لے جائے اور پھر دونوں کو جمع کر کے گردن کے پیچھے گرہ دے دے۔

وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ أُزُرِهِمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اپنے تہ بندوں کو گردن میں باندھ کر یعنی تاکہ رکوع و سجود میں شرمگاہ نہ کھل جائے اس لیے کہ صحابہ کے تہ بند اکثر سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے اور یہ حال اہل صفہ کا تھا جن کا کوئی گھر بار مدینہ میں نہیں تھا۔

۳۳۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى

۳۳۹۔ محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے صرف تہ بند میں نماز پڑھی اور حالانکہ اُس کو اپنی گردن میں باندھا ہوا تھا اس حالت میں کہ اس کے کپڑے سہ پائے پر

جَابِرٌ فِيْ إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ قَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّيْ فِيْ إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِيْ أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رکھے تھے سو کسی شخص نے اس کو کہا یعنی بطریق انکار کے کہ تو صرف ایک تہ بند میں نماز پڑھتا ہے باوجود یکہ کپڑے تیرے پاس موجود ہیں سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے صرف اسی واسطے ایک تہ بند میں نماز پڑھی ہے کہ تجھ جیسا بے وقوف مجھ کو دیکھے اور جانے کے فقط ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے یعنی میرا مقصود تعلیم کرنا ہے اور بندوں پر آسانی کرنا ہے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے اگرچہ افضل دو کپڑوں میں نماز پڑھنا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہم میں سے کس کے دو کپڑے ہوتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو کسی کے پاس دو کپڑے نہیں ہوتے تھے صرف ایک ہی کپڑا ہوتا تھا اسی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نماز پڑھا کرتے تھے پھر تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو کیوں جائز نہیں رکھتا ہے اور مطابقت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے بیان کیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ فعل جواز کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تاکہ جواز خوب دل میں جم جائے۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے واسطے کثرت کپڑوں اس وقت میں سو جابر رضی اللہ عنہ نے ان کے اس اعتقاد کو رد کر دیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے اور یہی ہے مذہب اکثر علماء کا۔

٣٤٠ ۔ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَبُوْ مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ.

٣٤٠۔ محمد سے روایت ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

فائدہ: یہ وہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو ابھی گزر چکی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تہ بند کو اپنی گردن میں باندھا ہوا تھا پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ.

یعنی بدن کو صرف ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: پہلے باب کی حدیثوں سے مطلق ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز معلوم ہوتی تھی اب یہ باب امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لیے باندھا ہے کہ مراد اس سے خاص وہ وقت ہے جس میں تنگی ہو اور دوسرا کپڑا نہ ملے یا مراد اس سے جواز ثابت کرنا ہے ہر حال میں۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ حَدِيْثِهِ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ وَهُوَ الْاِشْتِمَالُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ.

یعنی زہری نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ ملتحف کا معنی متوشح ہے اور متوشح اس کو کہتے ہیں جس نے اپنے کپڑے کے دونوں کناروں میں اپنے دونوں مونڈھوں پر مخالفت کی ہو یعنی کپڑے کی داہنی طرف کو جو داہنے مونڈھے پر ہو بائیں ہاتھ کے نیچے سے پکڑ کر بائیں مونڈھے پر ڈالے اور اس کی بائیں طرف کو جو بائیں مونڈھے پر ہو داہنے ہاتھ کے نیچے سے پکڑ کر داہنے مونڈھے پر ڈالے پھر اگر کنارے دراز ہوں تو دونوں طرفوں کو سینہ پر باندھ لے اور یہی معنی ہے اشتمال کا جو حدیثوں میں آیا ہے۔

قَالَ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ اِلْتَحَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

یعنی ام ہانی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹا سو اس کی دونوں طرفوں میں اپنے مونڈھوں پر مخالفت کی یعنی دونوں کناروں کو جدا جدا کیا۔

۳۴۱ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ.

۳۴۱۔ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس کی دونوں طرفوں میں مخالفت کی۔

۳۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ أَبِىْ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِىْ سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِىْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْقٰى طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

۳۴۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

۳۴۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِىْ سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِىْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

۳۴۳۔ ترجمہ اس کا بھی وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

۳۴۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِىْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِى النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِىْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِىْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِىْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِىَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّىْ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ

۳۴۴۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن حضرت ﷺ کے پاس گئی سو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں سو میں نے آپ کو سلام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون عورت ہے میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی ہوں بیٹی ابو طالب کی سو حضرت ﷺ نے فرمایا خوشا بحال ام ہانی سو جب آپ نہانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے سو آپ نے آٹھ رکعتیں نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ بدن کو ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے سو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے فلاں بن ہبیرہ کو قتل سے پناہ اور امان دی ہے اور میرا بھائی علی رضی اللہ عنہ اس کو قتل کرنا چاہتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی ہے اس کو ہم نے بھی پناہ دی یعنی اب اس کو کوئی قتل نہیں کرے گا ام ہانی نے کہا کہ

فُلَانَ ابْنَ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ وَذَاكَ ضُحًى.

یہ آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز تھی۔

فائدہ: اس حدیث میں بدن کو کپڑے میں لپیٹنے سے یہ مراد ہے کہ آپ نے اس کی دونوں طرفوں میں مخالفت کی ہوئی تھی پس مناسبت ترجمہ سے ظاہر ہے اور ہبیرہ ام ہانی کے خاوند کا نام ہے فتح مکہ کے دن وہ بھاگ گیا تھا اور کفر کی حالت میں مر گیا تھا اور مراد فلاں بن ہبیرہ سے ام ہانی کا بیٹا ہے ہبیرہ کے نطفہ سے یا کوئی دوسرا فرزند اس کا ہو گا دوسری عورت سے۔

٣٤٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَآئِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ.

۳۴۵۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا کہ جائز ہے یا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو دو کپڑے ہیں۔

فائدہ: یعنی تم سب کے پاس دو دو کپڑے تو نہیں پس اگر ایک کپڑے میں نماز جائز نہ ہوتی تو تمہارے سے فرض نماز کیسے ادا ہوتی اور میں تم کو کس واسطے منع نہ کرتا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے پس تم کو کس واسطے معلوم نہیں کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے اور مذہب جمہور صحابہ اور تابعین ومن سواھم کا یہی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے بشرطیکہ شرمگاہ کو چھپالے لیکن اگر دوسرا کپڑا موجود ہو تو مستحب ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے اور ان سب حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کپڑے میں بدن کو لپیٹ کر نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ وجہ ہے مناسبت ان حدیثوں کی ساتھ ترجمہ کے۔

بَابٌ اِذَا صَلّٰى فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

یعنی جب کوئی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنے لگے تو مستحب ہے کہ اس کے کسی کنارے کو اپنے مونڈھوں پر ڈال لے اُن کو ننگا نہ رکھے۔

٣٤٦ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۴۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں کا نماز نہ پڑھا کرے ایک کپڑے میں اس طرح کہ کندھے پر اس کپڑے سے کچھ بھی نہ ہو۔

وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھنی چاہے تو اس کا کوئی کنارہ کندھے پر ڈال لے کندھے کھلے نہ چھوڑے آدھے کا لنگ باندھے اور آدھے سے کندھے چھپائے اور اس حدیث میں نہی سے مراد نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ کا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا صرف ایک ہی کپڑے میں کھلے کندھے نماز پڑھنا اوپر ثابت ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ کندھے پر کپڑا ڈالنا نماز میں مستحب ہے واجب نہیں۔

٣٤٧ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ اَوْ كُنْتُ سَاَلْتُهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ.

٣٤٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنی چاہے تو چاہیے کہ کپڑے کی دونوں طرفوں میں مخالفت کرے اور دونوں کناروں کو جدا جدا کرے۔

فائدہ: کپڑے کے دونوں طرفوں کی مخالفت کرنے کا طریقہ اوپر معلوم ہو چکا ہے لیکن پھر عام ہے خواہ التحاف کی صورت ہو خواہ کسی دوسری طرح سے مخالفت کرے سب طرح جائز ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ کپڑے کی دونوں طرفوں میں مخالفت کرنی نہیں حاصل ہوتی مگر جب کہ کندھے پر کپڑا ڈالا جائے اور یہ امر واسطے استحباب کے ہے جیسے کہ مذہب جمہور کا ہے پس معلوم ہوا کہ کندھے پر نماز میں کپڑا ڈالنا مستحب ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابٌ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا.

یعنی جب کپڑا تنگ ہو تو اس وقت نمازی کیا کرے۔

٣٤٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ اَمْرِيْ فَوَجَدْتُهٗ يُصَلِّيْ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهٖ وَصَلَّيْتُ

٣٤٨۔ سعید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا یعنی حضرت ﷺ کو کوئی سفر پیش آ گیا تھا سو میں بھی حضرت ﷺ کے ساتھ گیا سو میں ایک رات حضرت ﷺ کے پاس کسی کام کو آیا سو میں نے آپ کو نماز پڑھتے پایا اور مجھ پر صرف ایک ہی کپڑا تھا سو میں نے اس کو بدن پر لپیٹ لیا اور

إِلٰى جَانِبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرَى يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِحَاجَتِيْ فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْاِشْتِمَالُ الَّذِيْ رَأَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبٌ يَعْنِيْ ضَاقَ قَالَ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهٖ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهٖ.

آپ کے پہلو میں نماز پڑھی سو جب آپ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ اے جابر تو اس وقت رات میں کیوں آیا ہے سو میں نے آپ کو اپنے کام سے خبر دی کہ فلاں کام کے لیے آیا ہوں سو جب میں اپنے کام کو آپ سے عرض کر چکا تو فرمایا کہ یہ کپڑا لپیٹنا کیسا ہے جس کو میں نے دیکھا ہے میں نے کہا کہ میرے پاس صرف یہی کپڑا تھا سو آپ نے فرمایا کہ اگر کپڑا فراخ ہو تو اس کو نماز میں بدن پر لپیٹ لے اور اگر کپڑا تنگ ہو تو اس کا تہ بند باندھ لے کہ وہ ستر عورت کے لیے کافی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کپڑا تنگ ہو تو اس وقت مناسب ہے کہ اس کا تہ بند باندھ لے اور التحاف نہ کرے کہ وہ شرمگاہ کے کھل جانے کا سبب ہے اور حضرت ﷺ نے انکار اس واسطے کیا تھا کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور اس کی دونوں طرفوں میں اس نے مخالفت کی ہوئی تھی لیکن اُس سے ستر عورت نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اس پر جھک گیا تھا تا شرمگاہ نہ کھلے سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کپڑا فراخ ہو اور جب تنگ ہو تو اس کا تہ بند باندھ لے کہ وہ کافی ہے اس لیے کہ مقصود اصلی شرمگاہ کو چھپانا ہے سو وہ اس کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے۔

٣٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ أُزْرِهِمْ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَيُقَالُ لِلنِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا.

۳۴۹۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض لوگ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اس حالت میں کہ لڑکوں کی طرح اپنے تہ بندوں کو گردن پر باندھنے والے تھے اور عورتوں کو کہا جاتا تھا یعنی جو عورتیں کہ مردوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتیں کہ اپنے سروں کو سجدہ سے مت اٹھاؤ یہاں تک کہ مرد سیدھا ہو کر بیٹھ جائیں۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے عورتوں کو مردوں سے پہلے سر اٹھانا اس واسطے منع کیا کہ عورتوں کی نظر مردوں کی شرمگاہ پر نہ پڑے اس لیے کہ جب بعض مرد تہ بند کو گردن میں باندھتے تھے تو نیچے سے ستر کھل جانے کا احتمال تھا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر التحاف ممکن ہو تو تہ بند سے بہتر ہے اس لیے کہ اس میں ستر عورت اچھی طرح سے ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ تمام ستر عورت مردوں واجب نہیں تھا بلکہ ان کی شرمگاہ کے کھل جانے کا احتمال تھا اس لیے عورتوں کو ہمیشہ کے لیے منع کر دیا گیا، واللہ اعلم۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ. یعنی شام کے کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: مقصود اس باب کے باندھنے سے یہ ہے کہ جو کپڑا کافروں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے جب تک کہ اس میں پلیدی کا یقین نہ ہو جائے اور شام کی تخصیص اس واسطے کی کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں شام کے لوگ سب کافر تھے اور دار الاسلام میں اکثر کپڑا وہیں سے آتا تھا یا واسطے رعایت لفظ حدیث کے شام کی تخصیص کی ورنہ سب کافروں کا حکم ایک ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسُجُهَا الْمَجُوسِيُّ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا. یعنی حسن بصری نے کہا کہ جس کپڑے کو مجوسی لوگ بنتے ہیں اس میں نماز پڑھ لینی جائز ہے یعنی اگرچہ دھلا ہوا بھی نہ ہو۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ. یعنی معمر نے کہا کہ میں نے زہری کو یمن کے کپڑے پہنتے دیکھا جو حیوانوں کے پیشاب سے رنگے گئے تھے یعنی اُن حیوانوں کے پیشاب سے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اس لیے کہ زہری کے نزدیک اُن کا پیشاب پاک ہے اور یہ کہنا کہ زہری بقدر امکان اس کو دھولیا کرتے تھے غلط ہے اس لیے کہ پھر اس میں زہری کی کیا تخصیص ہے۔

وَصَلَّى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُورٍ. یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نئے بنے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھی جو دھلا ہوا نہیں تھا۔

فائدہ: ان تینوں اثروں سے معلوم ہوا کہ جو کپڑا کافروں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہو اس میں نماز پڑھ لینی جائز ہے جس تک اس میں پلیدی کا یقین نہ ہو جائے۔

٣٥٠ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى

٣٥٠۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا یعنی جنگ تبوک میں سو آپ نے فرمایا کہ اے مغیرہ پانی کا برتن پکڑ لے سو میں نے اس کو پکڑ لیا سو حضرت ﷺ چلے گئے یہاں تک کہ میری نظر سے چھپ گئے یعنی پاخانہ کے لیے بہت دور چلے گئے سو آپ جائے ضرور سے فارغ ہوئے اور اس وقت آپ شام کا جبہ پہنے ہوئے

حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى.

تھے سو آپ اپنے ہاتھ کو آستین سے نکالنے لگے یعنی وضو کے لیے سو آستین تنگ ہو گئی یعنی اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکا سو آپ نے ہاتھ کو جبے کے نیچے کی طرف سے نکالا سو میں نے آپ پر پانی گرایا سو آپ نے اپنی نماز کے وضو کی مانند وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کے بنے ہوئے کپڑوں میں بدون دھوئے نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے شام کا جبہ پہنا اور اس کی پاکی پلیدی کا کچھ حال دریافت نہ کیا۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّيْ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا.

یعنی نماز وغیرہ میں ننگا ہونا منع ہے۔

۳۵۱ ۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِيْ لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۵۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ قریشیوں کے ساتھ پتھر کو اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے واسطے بناء کرنے خانہ کعبہ کے (یہ حضرت ﷺ کے رسول ہونے سے پندرہ سال پہلے کا ذکر ہے تب حضرت ﷺ کی عمر پینتیس برس کی تھی اس وقت قریش نے کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کیا تھا سو حضرت ﷺ بھی اس کی تعمیر کے لیے قریش کے ساتھ پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے) اور آپ پر اس وقت تہ بند بندھا تھا (یعنی آپ اس وقت صرف تہ بند باندھے ہوئے تھے آپ کے سر اور کندھوں پر کوئی کپڑا نہیں تھا) سو عباس رضی اللہ عنہما (حضرت ﷺ کے چچا تھے) نے آپ کو کہا کہ اے بھتیجے اگر تو اپنی تہ بند کو کھول کر اپنے کندھوں پر ڈال لے اور اس پر پتھر کو اٹھا اٹھا کر لے جایا کرے تو بہت خوب ہو یعنی اس لیے کہ اس میں بدن کو تکلیف نہیں پہنچتی ہے سو حضرت ﷺ نے تہ بند کو کھول کر اپنے کندھے پر ڈال لیا سو اسی وقت آپ بیہوش ہو کر گر پڑے یعنی ننگے ہونے کے سبب سے ایسے پریشان ہوئے کہ بے ہوش ہو گئے سو بعد اس کے کبھی کسی نے حضرت ﷺ کو ننگا نہیں دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد اس وقت کے حضرت ﷺ کبھی ننگے نہیں ہوئے یہاں تک کہ بعد نبوت کے بھی پس اس عموم احوال سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کو ننگا ہونا منع ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو پس یہ یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمیوں کے روبرو ننگا ہونا جائز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ قبیح باتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے ہیں پہلے نبوت سے اور پیچھے بھی اور عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ کو ننگا ہونا اس واسطے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے میں ننگے ہونے کو عیب نہیں جانتے تھے بلکہ ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے لیکن حضرت ﷺ کو فطرتی حیا تھا اسی واسطے آپ ننگے ہونے سے بیہوش ہو گئے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْقَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ.

یعنی کرتہ اور پائجامے اور جھانگی اور قبا میں نماز پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ان کپڑوں میں سے اگر ایک کپڑے میں نماز پڑھ لے تو جائز ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ ان کپڑوں میں سے دو کو پہن کر نماز پڑھے ورنہ ایک میں بھی جائز ہے۔

٣٥٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَرِدَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَمِيصٍ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ فِي تُبَّانٍ وَرِدَاءٍ.

٣٥٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا سو آپ نے فرمایا کیا تم سب دو دو کپڑوں کو پاتے ہو یعنی تم سب کے پاس دو دو کپڑے تو نہیں ہوتے اگر نماز ایک کپڑے میں جائز نہ ہوتی تو تمام لوگ بے نماز رہتے۔ پھر ایک مرد نے یہ مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اللہ رزق میں فراخی کرے تو تم بھی کپڑوں میں فراخی کرو اور تنگی اختیار نہ کرو اور مرد کو چاہیے کہ اپنے اوپر کپڑے جمع نہ کرے یعنی ایک کپڑے میں اگرچہ نماز جائز ہے لیکن صاحب وسعت کے لیے مستحب ہے کہ کپڑے میں وسعت کرے اور دو یا زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھے۔ پس بہتر ہے کہ یا تو چادر اور تہ بند میں نماز پڑھے یا تہ بند اور کرتہ میں یا تہ بند اور قبا میں پڑھے یا پائجامہ اور تہ بند میں پڑھے یا پائجامہ اور کرتہ میں پڑھے یا پائجامہ اور قبا میں پڑھے اور یا جھانگی اور قبا میں پڑے یا جھانگی اور کرتہ

میں پڑھے یا جانگی اور تہ بند میں پڑھے یعنی وسعت کے وقت مستحب ہے کہ دو دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد ان قسموں کے بیان کرنے سے حصر نہیں ہے بلکہ جس قسم کے دو کپڑے ہوں جائز ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تنگی کے وقت ان کپڑوں میں سے ایک ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

٣٥٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو احرام کی حالت میں کیا کیا کپڑا پہننا جائز ہے سو آپ نے فرمایا کہ نہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا کرتہ اور نہ پائجامہ اور نہ بران کوٹ یا کن ٹوپ اور نہ وہ کپڑا جس میں ورس ہو یعنی زرد خوشبو دار گھاس یا زعفران لگی ہو سو جو شخص جوتا نہ پائے تو موزے پہن لے اور موزوں کو وہاں تک کاٹ لے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث پر سب اماموں کا عمل ہے کہ احرام والے کو یہ چیزیں درست نہیں اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ اس حدیث سے بے سلے ہوئے کپڑے میں بھی نماز پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اور مناسبت اس حدیث کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت کے سوا اور وقت میں پائجامہ اور کرتہ وغیرہ میں نماز پڑھنی جائز معلوم ہوتی ہے اور یہی مطلب ہے ترجمہ سے لیکن اس وجہ کو شارحین سے کسی نے نہیں لکھا ہے۔

بَابُ مَا يَسْتُرُ مِنَ الْعَوْرَةِ.

یعنی شرم گاہ کے ڈھانکنے کا بیان یعنی نماز سے باہر کس کس جگہ کو پردہ کرنا واجب ہے۔

فائدہ: ظاہر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ نماز سے باہر ناف کے نیچے کے تمام بدن کو پردہ کرنا واجب نہیں بلکہ صرف قبل اور دبر یعنی آگے کی شرمگاہ اور پیچھے کی شرمگاہ کو پردہ کرنا واجب ہے۔

٣٥٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

٣٥٣۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ.

نے منع فرمایا ہے نماز میں کپڑا لپیٹنے سے اس طرح کہ اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکیں اور منع فرمایا ہے ایک کپڑے میں زانو اٹھا کر بیٹھنے سے کہ اُس کی شرمگاہ پر کوئی چیز نہ ہو۔

فائدہ: اشتمال کہتے ہیں اس کو کہ تمام بدن پر کپڑا لپیٹ لے اس طرح پر کہ نماز یا کسی اور کام کے واسطے ہاتھ باہر نہ نکال سکے اور اس سے منع اس واسطے فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی حاجت یا عارضہ پیش آ جائے تو اس کے دفع کے واسطے ہاتھ باہر نہ نکال سکے گا پس اس کو اس میں نقصان پہنچے گا پس یہ نہی تنزیہی ہے اور صماء اس پتھر کو کہتے ہیں جس میں کوئی سوراخ نہ ہو اور اس طرح کپڑا لپیٹنے کو اس واسطے صماء نام رکھا ہے کہ اس میں بھی کوئی راہ باقی نہیں رہتی ہے جس میں سے آدمی ہاتھ باہر نکال سکے اور اِحتبا کہتے ہیں اس کو کہ آدمی اپنے دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے اپنے چوتڑوں پر بیٹھے اور اپنی پیٹھ اور دونوں زانوں پر حلقہ کرے اپنے ہاتھوں سے یا چادر سے یا کسی اور چیز سے اور شرمگاہ کو کھلی چھوڑ دے پس اس طرح کا بیٹھنا ناجائز ہے لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اپنی شرمگاہ کو پردہ کر رکھے تو اس شکل سے بیٹھنا منع نہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ سوائے دونوں شرمگاہوں کے اور بدن کو پردہ کرنا واجب نہیں ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے لیکن نماز کے اندر ناف سے نیچے سب بدن کو پردہ کرنا واجب ہے جیسے کہ مفصل طور سے اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

٣٥٥ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَأَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ وَأَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

٣٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے دو طرح کی خرید وفروخت سے یعنی بیع کے ہاتھ لگانے سے اور اس کو ایک دوسرے کی طرف پھینک دینے سے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نماز میں کپڑا لپیٹنے سے اس طرح پر کہ اس سے ہاتھ باہر نہ نکل سکے اور منع فرمایا گھٹنے کھڑے کر کے چوتڑ زمین پر رکھ کر ایک کپڑے میں حلقہ کر کے بیٹھنے سے اس طرح پر کہ شرمگاہ کھلی رہے۔

فائدہ: جاہلیت کے زمانے میں یہ دونوں طرح بیع ہوا کرتی تھی پہلی صورت اس طور سے کہ بیچنے والا خریدار کو کہتا تھا کہ مثلاً یہ کپڑے کا تھان اور یہ اس کی قیمت ہے خواہ خرید خواہ نہ خرید لیکن اگر تو اس تھان کو ہاتھ لگائے گا تو بیع لازم ہو جائے گی فسخ بیع کا اختیار باقی نہیں رہے گا مثلاً ایک تھان ہے اور خریدار نے اس کو کھول کر نہیں دیکھا ہے تو صرف

ہاتھ لگانے سے بیع لازم ہو جاتی تھی اور دوسری صورت پھینک دینے کی یہ ہے کہ بائع خریدار کو کہتا کہ اگر میں تیری طرف اس چیز کو پھینک دوں تو بس لازم ہو چکی خیار فسخ باقی نہیں رہے گا سو ان دونوں طرح کی بیع میں خریدار کو بہت دھوکا ہوتا تھا اس لیے حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمادیا تھا۔

۳۵۶ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَآءَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۳۵۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اس حج میں یعنی جس حج میں کہ حجۃ الوداع سے پہلے ایک سال حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا کر کے مکے میں بھیجا تھا اور آپ خود تشریف نہیں لائے تھے۔ مؤذنوں کی جماعت میں بھیجا کہ ہم دسویں کے دن سب خلقت میں پکار کر کہہ دیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ طواف کرے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی پھر حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور اس کو فرمایا کہ بلند آواز سے سورہ براءت خلقت کو پڑھ کر سناؤ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ مل کر دسویں کے دن لوگوں میں پکار دیا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ طواف کرے گرد کعبہ کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: نویں سال ہجری میں حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار کر کے مکے میں حج کو بھیجا اور فرمایا کہ سب کو یہ حکم پہنچاؤ کہ دوسرے سال کوئی کافر حج کو نہ آئے کافروں کا دستور تھا کہ طواف ننگے کرتے تھے اُن کا گمان یہ تھا کہ کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں ان سے کیا طواف کریں اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو سورہ براءۃ پڑھ کر سنانے کو اس واسطے بھیجا تھا کہ اس سورۃ میں عہد توڑنے کا ذکر ہے اور عرب میں یہ بات مقرر تھی کہ عہد کو وہی شخص توڑے جس نے عہد کیا ہے یا کوئی اس کا قرابتی ہو اور اہل بیت سے ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ننگا ہونا حرام ہے اور ننگے ہو کر طواف کرنا منع ہے پس معلوم ہوا کہ ناف سے نیچے گھٹنوں تک سب بدن کو ستر کرنا صرف نماز میں ہے نماز سے بعد شرمگاہ کو اور بدن کو پردہ کرنا واجب نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ رِدَآءٍ.

بے چادر کے نماز پڑھنے کا بیان یعنی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے اگرچہ چادر بھی پاس موجود ہو۔

۳۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ وَرِدَآؤُهٗ مَوْضُوْعٌ فَلَمَّا نَصَرَفَ قُلْنَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تُصَلِّي وَرِدَاؤُكَ مَوْضُوْعٌ قَالَ نَعَمْ أَحْبَبْتُ أَنْ يَّرَانِيَ الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي هٰكَذَا.

۳۵۷۔ محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور حالانکہ وہ بدن کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھ رہے تھے اور اُن کی چادر پاس رکھی تھی سو جب نماز سے پھرے تو ہم نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تو نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے حالانکہ تیرے پاس چادر موجود تھی یعنی باوجود چادر کے صرف تہ بند میں تو نے نماز کیوں پڑھی ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے یہ کام عمدا کیا ہے میں نے اس بات کو درست جانا کہ تم جیسے بے وقوف مجھ کو دیکھیں (یعنی میں نے یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ ناواقف لوگوں کو مسئلہ معلوم ہو جائے کہ صرف ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھنی جائز ہے۔) اس لیے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے چادر کے نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ.

باب ہے ران کے بیان میں کہ اُس کا پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ وَحَدِيْثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتّٰى يُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ.

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جرہد اور محمد بن جحش سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ران عورت ہے اس کو پردہ کرنا واجب ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران کو کھول دیا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی زیادہ تر صحیح ہے اور زیادہ تر قوی ہے از روئے سند کے اور جرہد کی حدیث پر عمل کرنے میں بہت احتیاط ہے یعنی جرہد کی حدیث پر عمل کرنے سے آدمی صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف سے نکل جاتا ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ ران کو کھولنا واجب ہے جو نہ کھولے وہ گنہگار

ہے پس جرہد کی حدیث پر عمل کرنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مخالف نہیں ہے۔

فائدہ: اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کہا جائے کہ یہاں قول اور فعل میں تعارض واقع ہوا ہے پس قول کو ترجیح ہوگی اس لیے کہ فعل خصوصیت کا احتمال رکھتا ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى غَطَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ عُثْمَانُ.

یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے دونوں گھٹنوں کو چھپا لیا۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے جانے سے پہلے اپنے گھٹنوں کو کھولا ہوا تھا اور کئی صحابہ بھی وہاں آپ کے پاس اس وقت موجود تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ گھٹنے عورت کا حکم نہیں رکھتے ہیں اس لیے کہ عورت کا سب کے نزدیک کھولنا حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کام سے معصوم ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ سے شاید اس واسطے زانو چھپا لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حیا کمال غالب تھا ان کے حیا کے لحاظ سے آپ نے زانو چھپا لیے اگرچہ وہ عورت نہیں تھے۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ.

یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتاری اور حالانکہ آپ کی ران میری ران پر تھی سو مجھ پر اتنا بوجھ پڑ گیا کہ مجھ کو خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ران عورت نہیں ہے اس لیے کہ اصل یہی ہے کہ درمیان میں کوئی پردہ نہیں ہوگا۔

۳۵۸ ۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيْفُ أَبِيْ طَلْحَةَ فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ

۳۵۸۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کے لیے خیبر پر چڑھائی کی سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم نے صبح کی نماز خیبر کے پاس جا کر اندھیرے میں پڑھی یعنی اول شروع صبح صادق کے وقت۔ (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی اس واسطے کہ بے خبر خیبر والوں پر سر پر جا پڑیں) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے اور آپ کے پیچھے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سوار ہوا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے میں سوار ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو خیبر کے کوچوں میں دوڑایا او بے شک میری ران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے لگ رہی تھی پھر آپ نے اپنی ران کو تہ بند سے کھول دیا یہاں تک کہ میں

الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهٖ حَتّٰى إِنِّىْ أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ يَعْنِى الْجَيْشَ قَالَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْىُ فَجَآءَ دِحْيَةُ الْكَلْبِىُّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ أَعْطِنِىْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْىِ قَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَىٍّ فَجَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَىٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوْهُ بِهَا فَجَآءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْىِ غَيْرَهَا قَالَ فَأَعْتَقَهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهٗ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهٗ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ شَىْءٌ فَلْيَجِئْ بِهٖ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ

آپ کی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں سو جب آپ خیبر میں داخل ہوئے تو فرمایا اللہ سب سے بڑا ہے خیبر خراب ہوا یعنی یہ غیب کی خبر دی یا اُن پر بد دعا کی کہ اللہ ان کو خراب کرے اس واسطے کہ جب ہم کسی قوم کی ڈانڈ میں اتریں تو بری ہوتی ہیں صبح ڈرائے گیے لوگوں کی یعنی وہ لوگ مغلوب اور ذلیل ہو جاتے ہیں اور ہماری فتح ہو جاتی ہے یہ کلمہ آپ نے تین بار فرمایا یعنی اللہ اکبر الخ سو خیبر کے لوگ اپنے کاموں کے لیے نکلے اس لیے کہ وہ حضرت ﷺ کے آنے سے بے خبر تھے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ محمد ﷺ اور اس کا لشکر پہنچا یعنی وہ لوگ حضرت ﷺ کو اور آپ کے لشکر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور کچھ بن نہ آئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے خیبر کو قہر اور زبردستی سے فتح کیا یا صلح اور نرمی سے۔ (علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ خیبر زبردستی سے فتح ہوا یا صلح سے سو بعضوں نے کہا کہ کچھ تو زبردستی سے فتح ہوا تھا اور کچھ صلح سے فتح ہوا تھا) سو قیدیوں کو جمع کیا گیا یعنی ان کی عورتوں اور بال بچوں سب کو گرفتار کیا گیا سو دحیہ کلبی آیا اور عرض کی کہ یا حضرت ان قیدیوں سے مجھ کو ایک لونڈی عطا فرمایئے سو آپ نے اس کو فرمایا جا اور ایک لونڈی کو لے لے سو اُس نے جا کر صفیہ بیٹی حیی کو پکڑ لیا سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اُس نے عرض کی یا حضرت آپ نے دحیہ کو صفیہ بخش دی ہے جو قبیلے قریظہ اور نضیر کی سردار ہے۔ (خیبر میں یہود کے دو قبیلے رہتے تھے ایک کا نام قریظہ تھا اور ایک نام نضیر تھا سو یہ صفیہ جو بندی میں پکڑی آئی ان دونوں قبیلوں کے سردار کی بیٹی تھی اور حسن اور جمال میں بے نظیر تھی) سو وہ آپ کے سوا کسی کے لائق نہیں ہے سو آپ نے

بِالسَّمْنِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ قَالَ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا دحیہ اور اس عورت کو میرے سامنے لاؤ سو دحیہ اس کو لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا سو جب حضرت ﷺ نے اس عورت کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اور اس کے بدلے نبدیوں سے اور لونڈی پکڑ لو۔ (حضرت ﷺ نے دحیہ سے صفیہ کو اس واسطے واپس لیا کہ تا کہ دوسرے لوگ جو اس سے افضل ہیں اس پر رشک اور غیرت نہ کریں) سو حضرت ﷺ نے صفیہ کو آزاد کر دیا پھر اس سے نکاح کر لیا سو ثابت نے انس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ یا ابا حمزہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر کیا دیا تھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اس کی جان کو آزاد کر دیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا یعنی اس کا آزاد کرنا ہی مہر تھا۔ (بعض کہتے ہیں یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا مگر یہ بات محض بے دلیل ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور اکثر اماموں کا اس حدیث پر عمل ہے۔) یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ مدینہ کو واپس آتے ہوئے ایک جگہ میں پہنچے یعنی شدا روحا میں کہ چالیس میل مدینہ سے ہے تو ام سلیم (یعنی انس رضی اللہ عنہ کی ماں) نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا اور دلہن بنایا اور اسی رات میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس بھیج دیا پس آپ نے صبح کی اُس دن حالت عروسی میں یعنی اس صبح کو آپ دولہا بنے سو فرمایا کہ جس کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہو تو اس کو میرے پاس لے آئے اور آپ نے ایک چمڑے کو بچھا دیا سو کوئی مرد تو کھجور لے آیا اور کوئی گھی لایا اور کوئی ستو لے آیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سب چیزوں کو ملا کر حلوا بنایا اور لوگوں کو کھلایا سو یہ حضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔

فائدہ: ولیمہ اس طعام کو کہتے ہیں کہ زفاف یعنی مرد اور عورت کے جمع ہونے کے وقت کرتے ہیں۔

فائدہ: اس باب کی بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ران کا پردہ کرنا واجب نہیں جیسے کہ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی

ہے اس لیے کہ اس سے ظاہرًا یہی معلوم ہوتا ہے کہ درمیان کوئی پردہ نہیں تھا پس اگر ران کو شرمگاہ کا حکم ہوتا تو بدون پردے کے اس کو چھونا جائز نہ ہوتا اور مسلم کی روایت میں جو بے قصد کھل جانے کا ذکر ہے تو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ران کو پردہ کرنا واجب نہیں اس لیے کہ آپ اس پر قائم رہے پس اگر یہ امر ناجائز ہوتا تو اس پر قائم نہ رہتے واسطے معصوم ہونے کے بلکہ اسی وقت اس کو بند کر لیتے اور بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رانوں کا پردہ کرنا واجب ہے سو ظاہران حدیثوں میں تعارض ہے سو وجہ تطبیق کی ان حدیثوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے اوپر مذکور ہو چکی ہے کہ پردہ کرنے میں کچھ تعارض باقی نہیں رہتا ہے اور ایک وجہ تطبیق کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جن لوگوں کی بہت کثرت سے آمد ورفت ہو ان کی نسبت سے ران کو عورت کا حکم نہیں اور جو لوگ کبھی کبھی اتفاقًا آتے ہوں اُن کی نسبت سے ران کو شرمگاہ کا حکم ہے پس اس طور سے عثمان رضی اللہ عنہ کے داخل ہونے کے وقت آپ کا ران کو پردہ کر لینا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے نزدیک پردہ نہ کرنا سب ایک جگہ متفق ہو جائے گا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مزدور لوگ اور اونٹ چرانے والے اور جو اس قسم کے لوگ ہیں ان کو ران کھول کر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کہ قبل اور دبر کو پردہ کیا ہوا ہو اس بات کے صحیح ہونے میں کچھ شک نہیں ہے اس لیے کہ اس بات کا علم یقینی حاصل ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کام کرنے والوں اور اونٹ چرانے والوں وغیرہ کو نماز میں ران ڈھانکنے کی تکلیف نہیں دی اور یہاں ایک قاعدہ یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دو قسم بنایا ہے ایک نماز خاص لوگوں کی جو زیادہ پرہیز گار ہیں اور ایک نماز عام لوگوں کی سو آپ نے بہت چیزوں کو عام لوگوں کی نماز میں جائز رکھا ہے اور خاصوں کی نماز میں جائز نہیں رکھا ہے سو اس قاعدہ سے نماز کے باب میں اکثر متناقض جگہوں سے تناقض دفع ہو جاتا ہے۔ (شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

بَابٌ فِيْ كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي الثِّيَابِ. عورت کو کتنے کپڑوں میں نماز پڑھنی جائز ہے؟۔

فائدہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو دو کپڑے پیراہن اور اوڑھنی کفایت کرتی ہے اس سے کم جائز نہیں اور عطاء کے نزدیک تین کپڑے کافی ہیں تیسرا تہ بند اور ابن سیرین کے نزدیک چار کپڑے لازم ہیں چوتھی چادر کہ اپنے بدن کو اس میں لپیٹ لے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِيْ ثَوْبٍ لَأَجْزَتْهُ.

یعنی عکرمہ نے کہا کہ اگر عورت اپنے بدن کو ایک کپڑے میں چھپا لے تو اس کی نماز جائز ہے۔

٣٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

٣٥٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے سو مسلمان عورتیں آپ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتیں درحالیکہ اپنی چادروں سے بدنوں کو لپیٹنے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْفَجْرَ فَیَشْهَدُ مَعَهٗ نِسَآءٌ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِیْ مُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ یَرْجِعْنَ اِلٰی بُیُوْتِهِنَّ مَا یَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ.

والی ہوتیں تھیں پھر وہ عورتیں اپنے گھروں کو پلٹ جاتیں اس حالت میں کہ اُن کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا یعنی اندھیرے کی وجہ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں صرف ایک ہی چادر میں نماز پڑھا کرتی تھیں اس لیے کہ اصل عدم زیادۃ ہے مذکور پر جیسے کہ عکرمہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے پس اگر کوئی عورت ایک چادر میں سر سے پاؤں تک اپنے بدن کو لپیٹ لیتی ہے تو اس میں اس کی نماز جائز ہے اس لیے کہ مقصود اصلی تمام بدن کو چھپانا ہے سوائے منہ اور پاؤں کے ایک کپڑے سے ہو یا دو سے ہو چنانچہ عکرمہ کے قول نقل کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو کہا کہ عورت ایک پیراہن اور سر بند میں نماز پڑھے تو وہ فقط اسی غرض سے کہا ہے کہ اس میں تمام بدن کا ستر ہو جاتا ہے نہ اس لحاظ سے کہ دو کپڑوں سے کم میں نماز جائز نہیں سو اگر ایک چادر سے تمام بدن کا ستر حاصل ہو جائے تو عورت کو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ اِذَا صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ لَهٗ اَعْلَامٌ وَنَظَرَ اِلٰی عَلَمِهَا.

یعنی جب کوئی شخص نقشدار کپڑے میں نماز پڑھے اور نماز میں اس کے نشانوں کو دیکھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

۳۶۰ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ خَمِیْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ هٰذِهٖ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ وَاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةِ اَبِیْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ صَلَاتِیْ.

۳۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقش دار چادر میں نماز پڑھی سو آپ نے اس کے نقشوں کو ایک نظر سے دیکھا سو جب آپ نماز سے پھرے تو فرمایا کہ میری اس چادر دھاری دار کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ یعنی اس لیے کہ یہ چادر اسی نے آپ کو بطورِ ہدیہ کے دی تھی اور اس کی موٹی کملی میرے پاس لے آؤ کہ اُس میں نشان نہیں ہیں۔ اس لیے کہ اس نے مجھ کو ابھی نماز سے غافل کر دیا تھا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ نزدیک تھا کہ مجھ کو نماز سے باز رکھے جیسے کہ آئندہ ہشام کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ عالی ہے اس سے کہ آپ کو کوئی چیز نماز میں حضور سے باز رکھے اس وجہ سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور حق کے درجے غیر متناہی ہوں سو جو مرتبہ خاص آپ کو حاصل تھا اگر اس سے تنزل بھی ہو جائے تو جب بھی آپ کو وہ مرتبہ باقی رہے کہ اگر دوسرے مقرب تمام عمر عبادت کریں تو جب بھی اس مرتبہ کو نہ پہنچ سکیں اور باوجود اس

کے حضرت ﷺ نے اس سے بھی تنزل روا نہ کیا اور اگر کوئی سوال کرے کہ جب آپ نے اُس چادر کو نہ پہنا تو دوسرے کے واسطے دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ چادر ابوجہم نے آپ کو ہدیہ دی ہوئی تھی تو آپ نے اسی کو واپس کردی کہ اس کو بیچ ڈالے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوجہم نابینا تھا اس کو حضور سے مانع نہ ہوگی اور دوسری چادر اس سے اس واسطے طلب کی کہ ہدیہ کا رد کرنا لازم نہ آئے۔

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلٰى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِيْ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اُس کے نقشوں کو دیکھ رہا تھا سو میں ڈر گیا اس سے کہ مجھ کو فتنہ میں ڈالے اور کمال حضور سے باز رکھے یعنی پس اسی وجہ سے میں نے اس کو واپس کردیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نقشدار چادر کو پہن کر نماز پڑھے اور نماز کے اندر اُس کے نقشوں اور علموں کو دیکھ لے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے لیکن ایسے کپڑوں کو بدن سے اتار ڈالے اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے دوستوں وغیرہ سے ہدیہ قبول کرنا اور ان کی طرف ہدیہ بھیجنا جائز بلکہ سنت ہے۔

بَابُ إِنْ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيْرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلَاتُهٗ وَمَا يُنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ.

یعنی جس کپڑے میں صلیب کی شکل نقش کی ہوئی ہو یا تصویریں کھینچی ہوئی ہوں اگر اس کو پہن کر کوئی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں اور حکم اُن تصویروں کا جن سے منع کیا گیا ہے۔

٣٦١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهٗ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ فِيْ صَلَاتِيْ.

٣٦١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک نقش دار اور مصور پردہ تھا کہ اس نے اس سے اپنے گھر کی ایک طرف کو پردہ کیا تھا یعنی زینت کے واسطے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور کر اپنے اس نقش دار پردے کو ہمارے آگے سے اس لیے کہ بے شک اس کی تصویریں مجھ کو نماز میں ہمیشہ پیش ہوتی ہیں یعنی اس کی تصویریں مجھ کو نماز میں نظر آتی رہتی ہیں۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ جب ایسے کپڑے کو نماز میں صرف دیکھنا منع ہے تو اس کو نماز میں پہننا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور صلیب والے کپڑے کا بھی یہی حکم ہے اس لیے کہ اللہ کے سوا معبود ہونے میں

دونوں شریک ہیں اور اس کے دور کرنے کے حکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ اس کے استعمال مطلق منع ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے فاسد نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اپنی نماز کو نہ درمیان سے توڑا اور نہ اس کو نئے سرے سے دوہرایا لیکن ایسی صورت میں نماز کے مکروہ ہونے میں کچھ شک نہیں پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى فِيْ فَرُّوْجِ حَرِيْرٍ ثُمَّ نَزَعَهٗ.

یعنی جو شخص کہ ریشمی قبا میں نماز پڑھے پھر اس کو اتار ڈالے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟۔

۳۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهٗ فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهٗ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ.

۳۶۲۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ایک ریشمی قبا ہدیہ بھیجا سو آپ نے اس کو پہن لیا اور اس میں نماز پڑھی پھر نماز سے پھرے پھر اس کو جلدی سے اتار ڈالا جیسے کہ کسی کو برا معلوم ہوتا ہے اور فرمایا کہ پرہیز گاروں کو اس کا پہننا لائق نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کا ریشمی قبا میں نماز پڑھنا حرام ہونے سے پہلے تھا اس لیے کہ مسلم کی حدیث میں صاف موجود ہے کہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو اس سے منع کر دیا ہے اور یہی بات معلوم ہوتی ہے پرہیز گاروں کی قید لگانے سے اس لیے کہ حرمت میں پرہیز گار وغیرہ سب برابر ہیں پس آپ کا یہ فرمانا تحریم سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ مراد پرہیز گاروں سے عام مسلمان ہوں یعنی کفر سے پرہیز کرنے والے اور یہی سبب اتارنے کا ہوگا پس یہ ابتداء تحریم کی ہوگی پس اس حدیث سے ریشم میں نماز کا جائز ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ آپ کا نماز کو نہ دوہرانا حرمت سے پہلے تھا۔ (فتح) اگر اب کوئی شخص ریشمی کپڑے میں نماز پڑھے تو جمہور علماء کے نزدیک کافی ہے مگر حرام ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وقت باقی ہو تو نماز کو دوہرائے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ.

سرخ کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

۳۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ زَآئِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ

۳۶۳۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو ایک سرخ چمڑے کے قبہ میں بیٹھے دیکھا اور بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے وضو کے لیے پانی پکڑے کھڑا ہے اور آپ وضو کر رہے ہیں اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ آپ کے وضو

أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذَاكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعَنَزَةِ.

کے پانی پر جلدی کر رہے ہیں یعنی ایک دوسرے پر گر گر پڑتے ہیں اور پیشدستی کرتے ہیں تا کہ حضرت ﷺ کے وضو سے کوئی قطرہ پانی کا ہاتھ آ جائے۔ سو جس کو کوئی قطرہ اُس پانی سے مل جاتا یعنی جو پانی کہ حضرت ﷺ کے ہاتھوں سے وضو کرتے ہوئے گرتا تھا وہ اس کو اپنی منہ اور بدن پر مل لیتا اور جس کو اس سے کوئی قطرہ ہاتھ نہ آتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے کچھ تراوٹ لے کر اپنے منہ پر مل لیتا پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُس نے ایک برچھی پکڑی سو اس کو زمین میں گاڑ دیا اور حضرت ﷺ دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے باہر نکلے یعنی چادر اور تہ بند در حالیکہ آپ تہ بند کو پنڈلیوں سے چڑھائے ہوئے تھے اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی برچھی کی طرف دو رکعتیں اور میں نے لوگوں اور چارپایوں کو دیکھا کہ برچھی کے آگے سے آتے جاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرخ کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے بلا کراہت بشرطیکہ کسنب سے نہ رنگا ہوا ہو مگر حنفیہ کے نزدیک سرخ کپڑے میں نماز پڑھنی مکروہ ہے وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ چادر تمام سرخ نہیں تھی بلکہ اس میں خط سرخ تھے باقی سوت اور رنگ کا تھا اور وہ ترمذی کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے ایک سرخ کپڑے والے کو سلام کا جواب نہ دیا سو اول تو وہ حدیث ضعیف ہے دوم اس کے معارض اس سے بڑھ کر قوی موجود ہے سوم وہ ایک واقعہ کا ذکر ہے احتمال ہے کہ کسی اور سبب سے اس کو سلام کا جواب نہ دیا ہو اور بیہقی نے کہا کہ وہ کپڑا بننے کے بعد رنگا گیا تھا اور جو بننے سے پہلے رنگا جائے اس کا پہننا جائز ہے بلا کراہت۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ جو چادر سرخ حضرت ﷺ نے پہنی تھی وہ تمام سرخ نہیں تھی بلکہ اس میں خطوط سرخ تھے اور جس میں خطوط سرخ ہوں وہ دور سے تمام سرخ معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کو راوی نے سرخ بیان کیا درحقیقت وہ تمام سرخ نہیں تھے۔ (مولانا)

بَابُ الصَّلَاةِ فِي السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخَشَبِ

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُّصَلّٰى عَلَى الْجُمْدِ

یعنی چھت اور منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حسن بصری نے کہا کہ جمی ہوئی برف پر اور پلوں پر نماز پڑھنی جائز ہے اگرچہ

وَالْقَنَاطِرِ وَإِنْ جَرٰى تَحْتَهَا بَوْلٌ أَوْ فَوْقَهَا أَوْ أَمَامَهَا إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ.

اُن کے نیچے بول جاری ہو یا ان کے اوپر جاری ہو یا اُن کے آگے بول جاری ہو بشرطیکہ نمازی اور بول کے درمیان یا پل اور بول کے درمیان کوئی پردہ ہو جو پلیدی لگنے سے مانع ہو۔

فائدہ: غرض اس سے یہ ہے کہ پلیدی کا دور کرنا اسی وقت لازم ہے جب کہ نمازی کو لگ جائے اور جب کہ درمیان کوئی پردہ ہوتو اس وقت دور کرنا لازم نہیں ہے۔

وَصَلّٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى سَقْفِ الْمَسْجِدِ بِصَلَاةِ الْإِمَامِ.

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے مسجد کی چھت پر نماز پڑھی امام کے ساتھ مل کر یعنی امام نیچے تھا اور وہ تنہا اوپر تھے۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک اگر امام تنہا بلندی پر ہو یا مقتدی تنہا بلندی پر ہو اور امام نیچے ہو تو دونوں صورتوں میں نماز مکروہ ہے مگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقتدی تنہا بلندی پر ہو تو نماز جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ.

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمی ہوئی برف پر نماز پڑھی۔

فائدہ: غرض ان آثار سے یہ ہے کہ جیسے جمی ہوئی برف پر اور پلوں پر نماز پڑھنی جائز ہے ویسے ہی چھت اور لکڑی وغیرہ پر بھی نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ نیچے سے خالی ہونے میں آپس میں سب شریک ہیں۔

٣٦٤ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّيْ هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ

٣٦٤۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس لکڑی سے بنایا گیا تھا سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منبر کا حال جیسے مجھ کو معلوم ہے ویسے اب کسی کو معلوم نہیں وہ غابہ جنگل کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ (غابہ ایک جنگل کا نام ہے مدینہ کی بلندیوں سے وہاں ایک درخت ہوتا ہے پلچھی کی طرح اس کو کانٹا نہیں ہوتا اس کو گز کہتے ہیں اس کی لکڑی بہت عمدہ ہوتی ہے اس سے پیالے اور برتن بناتے ہیں) فلاں مرد فلاں عورت کے غلام یعنی میمون عائشہ انصاریہ کے غلام نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا سو جب تیار ہو گیا تو اُٹھا کر مسجد میں رکھا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے سو آپ نے قبلے کی طرف

رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْأَرْضِ فَهٰذَا شَأْنُهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ سَأَلَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلٰى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّكُوْنَ الْإِمَامُ أَعْلٰى مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ عَنْ هٰذَا كَثِيْرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ لَا.

منہ کیا اور تکبیر کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے سو آپ نے قرأۃ پڑھی اور رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا پھر آپ پیچھے کو پلٹ آئے یعنی منبر سے نیچے اتر آئے سو آپ نے زمین پر سجدہ کیا پھر آپ منبر پر چڑھ گئے پھر قرأۃ پڑھی اور رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر پیچھے کو پلٹ گئے یہاں تک کہ آپ نے زمین پر سجدہ کیا پس (سہل رضی اللہ عنہ نے کہا) کہ یہ ہے حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یا حال منبر کا جو لوگوں نے پوچھا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ علی بن عبداللہ مدینی (امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں) نے بیان کیا کہ احمد بن حنبل نے مجھ سے اس حدیث کا حال پوچھا یعنی اس حدیث سے تمہارا کیا مطلب ہے (علی بن عبداللہ نے) کہا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بلند جگہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی سو اگر امام مقتدیوں سے بلند جگہ میں کھڑا ہو اور مقتدی اس سے نیچے کھڑے ہوں تو اس میں کوئی خوف نہیں بلکہ جائز ہے اس حدیث کی دلیل سے علی بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے امام احمد کو کہا کہ سفیان بن عیینہ سے لوگ یہ حدیث بہت پوچھا کرتے تھے سو کیا تم نے یہ حدیث اس سے کبھی نہیں سنی اُس نے کہا کہ میں نے اس سے یہ حدیث کبھی نہیں سنی۔

فائدہ: حسن بصری وغیرہ سے روایت ہے کہ لکڑی پر نماز پڑھنی مکروہ ہے اور مسروق جب کشتی میں سوار ہوا کرتے تو سجدہ کے لیے اپنے ساتھ ایک اینٹ اٹھا لیا کرتے تھے سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنی جائز ہے بلا کراہت (اور یہی قول معتمد ہے اور یہی مذہب امام احمد وغیرہ کا ہے) اور یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ امام کا مقتدیوں سے بلند ہو کر کھڑے ہونا جائز ہے دوم یہ کہ نماز میں کئی قدم چلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے یا دوسرے درجہ پر کھڑا ہونا فرض کیا جائے تو جب بھی تمام نماز میں بہت قدموں کا جمع ہونا لازم آئے گا سو حنفیہ کے پاس اس حدیث کا کوئی جواب

معقول نہیں ہے۔

۳۶۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهِ فَجُحِشَتْ سَاقُهُ أَوْ كَتِفُهُ وَآلَى مِنْ نِسَآءِهِ شَهْرًا فَجَلَسَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوعٍ فَأَتَاهُ أَصْحَابُهُ يَعُودُونَهُ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا وَهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ.

۳۶۵۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار گھوڑے سے گر پڑے سو آپ کی پنڈلی یا مونڈھے کا گوشت چھل گیا (یہ راوی کا شک ہے) سو آپ نے اپنی بیویوں کے پاس جانے سے ایک مہینہ کی قسم کھائی اور ایک بالا خانے میں جا بیٹھے جس کی سیڑھیاں کھجور کی شاخوں سے تھیں سو اصحاب آپ کا حال پوچھنے کو آئے سو آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور اصحاب سب کھڑے نماز پڑھ رہے تھے سو جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام تو صرف اسی واسطے مقرر ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور آپ انتیسویں دن بالا خانے سے اُتر آئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی اور ابھی مہینے سے ایک دن باقی ہے سو آپ نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے یا یہ مہینہ اتفاقا انتیس روز کا ہو گیا اور میں نے اسی مہینے کی قسم کھائی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ اس بالا خانہ میں نماز پڑھی حالانکہ وہ چھت تھی پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام کسی عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہوں تو جائز ہے لیکن مقتدیوں کو سوائے عجز کے امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنی جائز نہیں ہے اور اس بات میں امام کی پیروی جائز نہیں اور یہ حکم پہلے تھا پیچھے منسوخ ہو گیا اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

بَابٌ إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّي امْرَأَتَهُ إِذَا سَجَدَ.

جب نمازی کا کپڑا اپنی بیوی کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٣٦٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا حِذَآءَهٗ وَأَنَا حَآئِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ إِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَكَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ.

٣٦٦۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے پہلو میں حیض سے ہوتی سو جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا بہت دفعہ مجھ کو لگ جایا کرتا اور آپ کھجور کے بوریئے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر نماز میں نمازی کا کپڑا اس کی عورت کو لگ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور اس سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حیض والی کا بدن پاک ہے اور یہ کہ پاک بدن والی سے چھونا اور اس کے کپڑے سے چھونا نماز کو فاسد نہیں کرتا ہے اگرچہ اس میں نجاست حکمیہ ہو اور یہ عورت کا پہلو میں ہونا نماز کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ فِي السَّفِيْنَةِ قَآئِمًا وَّقَالَ الْحَسَنُ قَآئِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى أَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَإِلَّا فَقَاعِدًا.

بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ اور جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی کشتی میں کھڑے ہو کر۔ اور حسن بصری نے کہا (جب کہ لوگوں نے ان سے کشتی میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا کہ بیٹھ کر پڑھنی چاہیے یا کھڑے ہو کر) کہ اگر ساتھیوں کو رنج نہ پہنچے تو کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے جس طرف وہ گھومے اس کے ساتھ نمازی بھی گھومتا جائے یعنی اگر کشتی غیر قبلہ کی طرف گھوم جائے تو یہ بھی غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھتا رہے اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں ساتھیوں کو رنج پہنچے تو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے اور مناسبت ان دونوں اثروں کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ بوریے پر نماز پڑھنی اور کشتی میں نماز پڑھنی دونوں غیر زمین ہونے میں شریک ہیں یعنی وہ نماز بھی زمین پر نہیں اور یہ نماز بھی زمین پر نہیں بلکہ ایک بوریے پر ہے اور دوسری کشتی پر۔

فائدہ: حدیث جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا اور حدیث ترب وجھک سے وہم پیدا ہوتا تھا کہ زمین پر نماز پڑھنی

شرط ہے سو مقصود اس حدیث اور اثروں کے لانے سے یہ ہے کہ زمین پر نماز پڑھنی شرط نہیں اور ابن ابی شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوریے پر کبھی نماز نہیں پڑھی سو یہ حدیث ضعیف ہے اور معارض ہے اس حدیث صحیح کے پس اُس سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

٣٦٧ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّ لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْيَتِيْمَ وَرَآءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَرَآئِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

٣٦٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی دادی (ملیکہ) نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپ کو کھانے کے لیے بلایا سو آپ نے اس سے کھانا کھایا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں تم کو نماز پڑھاؤں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں ایک بوریا لایا جو بہت استعمال سے سیاہ ہو گیا ہوا تھا سو میں نے اس کو پانی سے دھویا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں نے اور ایک یتیم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور بڑھیا ہم سے پیچھے کھڑی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی دو رکعتیں پھر نماز سے فارغ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوریے پر نماز پڑھنی جائز ہے اور اس باب میں علماء سے کسی کو اختلاف نہیں مگر جو عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ زمین کے سوا اور چیز پر نماز پڑھنے کو مکروہ جانتا تھا اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک دعوت قبول کرنی ثابت ہوتی ہے اگرچہ کوئی عورت ہی دعوت کرے لیکن فتنہ سے امن ہو اور یہ کہ دعوت کے طعام کھانا مستحب ہے اور یہ کہ گھروں میں جماعت کے ساتھ نفل پڑھنے جائز ہیں اور یہ کہ نماز پڑھنے کی جگہ کو پاک صاف رکھنا چاہیے اور یہ کہ لڑکے کو مردوں کی صف میں کھڑے ہونا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونا چاہیے اور یہ کہ عورت کو تنہا صف کے پیچھے کھڑے ہونا جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ دوسری عورت نہ ہو اور یہ کہ دن کے نفل دو رکعت پڑھنے جائز ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ.

بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان۔

٣٦٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ

٣٦٨۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ.

فائدہ: یہ باب مکرر ہے اس اس کا مطلب پہلے باب میں گزر چکا ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو یہاں اس واسطے نقل کیا ہے کہ اس کی اسناد دوسری ہے اور اس میں راوی بھی اور ہیں پس گویا کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کئی طریقوں سے پہنچی ہے اور پہلی حدیثیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہیں تو وہ اور سندوں سے نقل کی ہیں اس حدیث کے راوی اُن کی سندوں میں نہیں ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْفِرَاشِ وَصَلّٰى أَنَسٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ أَحَدُنَا عَلٰى ثَوْبِهٖ.

فرش اور بچھونے پر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے بچھونے پر نماز پڑھی اور کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو ایک ہم میں سے اپنے بچھونے پر سجدہ کرتا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بچھونے پر نماز پڑھنی جائز ہے۔

۳۶۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ.

۳۶۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سوئے رہتی اور میرے پاؤں آپ کے سجدہ کی جگہ میں ہوتے سو جب آپ سجدہ میں جاتے تو مجھ کو ٹھوکر مارتے سو میں اپنے پاؤں کو کھینچ لیتی اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو میں پاؤں کو دراز کر لیتی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے یعنی اگر چراغ ہوتا تو میں ایسا نہ کرتی بلکہ ٹھوکر مارنے سے پہلے اپنے پاؤں کو کھینچ لیا کرتی۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچھونے پر نماز پڑھی اور اس پر دلیل یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو سوتی تھیں تو ضرور ہے کہ کسی بچھونے پر سوتی ہوں گی اور آپ اس کے سونے کی جگہ میں نماز پڑھتے پس معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرش پر نماز پڑھتے تھے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۳۷۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ

۳۷۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے بچھونے پر نماز پڑھا کرتے تھے اور وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان سوئے رہتی جیسے کہ نمازی کے آگے جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهِيَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ أَهْلِهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ.

فائدہ: حضرت ﷺ کی یہ نماز بھی اسی بچھونے پر تھی جس پر آپ سویا کرتے تھے چنانچہ دوسری روایت میں ہے صریح موجود ہے۔

۳۷۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَنَامَانِ عَلَيْهِ.

۳۷۱۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جس فرش پر رات کو سویا کرتے تھے اُسی پر نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان سوئی رہتی۔

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ جس بچھونے پر بیوی کے ساتھ مل کر سویا کرتے اسی پر نماز پڑھتے پس ثابت ہوا کہ بچھونے پر نماز پڑھنی جائز ہے اور مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے اس وہم کو دفع کرنا ہے جو حدیث جعلت لی الارض الخ سے پیدا ہوتا تھا کہ زمین کے سوا اور کسی چیز پر نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الثَّوْبِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُوْنَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِيْ كُمِّهٖ.

سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ اور حسن بصری نے کہا کہ صحابہ پگڑیوں پر سجدہ کیا کرتے تھے اور ہاتھ ہر ایک کے آستین میں ہوتے یعنی سخت گرمی کی وجہ سے اپنی پیشانی کو زمین پر نہ رکھ سکتے تھے بلکہ اپنی پگڑیوں اور ٹوپیوں پر سجدہ کرتے اور ہاتھوں کو اپنی آستینوں میں رکھتے پس یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۷۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ

۳۷۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے سو ایک ہم میں سے گرمی کے سبب سے کپڑے کا کنارہ سجدہ کی جگہ میں رکھ لیتا تھا یعنی تاکہ گرمی سے پیشانی بچ جائے۔

الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِیْ مَكَانِ السُّجُوْدِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سخت گرمی ہو اور گرمی کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو اس حالت میں اگر کپڑے کے کنارے کو سجدے کی جگہ میں رکھ کر اس پر سجدہ کر لے تو جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور کا اور شافعیہ کے نزدیک جس کپڑے کو پہنے ہو اس کے کنارہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ اس کپڑے کا ذکر ہے جو بدن سے علیحدہ پہنے ہو مگر اس قدر فراخ ہو کہ نمازی کے ملنے سے وہ نہ ہل سکے مگر یہ تاویل بالکل غلط ہے اس لیے کہ حدیث میں صریح موجود ہے کہ اُسی کپڑے کے کنارے کو سجدہ کی جگہ میں رکھتے تھے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوتے اور یہ بات ظاہر ہے کہ صحابہ کے پاس علیحدہ جائے نماز موجود نہیں تھے اور نہ اُن کے پاس ایسے کپڑے فراخ تھے کہ ملنے سے نہ ہل سکیں اور اگر سخت سردی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے بلکہ بعضوں کے نزدیک بلا ضرورت بھی کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے اور جو حدیثیں کہ ظہر کی نماز سرد کر کے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں وہ اس کے معارض ہیں سو اگر ابراد کو رخصت پر حمل کیا جائے تو اس میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا ہے اور جو شخص ابراد کو سنت کہتا ہے سو وہ یا تو تقدیم کو رخصت کہے گا اور یا اس کو منسوخ کہے گا ساتھ حکم ابراد کے اور بہت خوب بات ان دونوں سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ سخت گرمی کبھی سردی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے پس اس وقت کپڑے پر سجدہ کرنے کی حاجت پڑے گی اس لیے کہ کبھی گرمی ابراد کے بعد بھی بہت دیر تک باقی رہتی ہے اور اس وقت فائدہ ابراد کا یہ ہوگا کہ دیواروں کا کچھ سایہ ہو جائے تا کہ نمازی اس سایہ میں چل کر مسجد کی طرف جائے یا مسجد میں جا کر سایہ میں نماز پڑھ سکے پس تعارض کے دعویٰ کرنے سے یہ تطبیق بہت خوب ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِی النِّعَالِ.

جوتا پہن کر نماز پڑھنے کا بیان۔

۳۷۳ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِیْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مَسْلَمَةَ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَزْدِیُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.

۳۷۳۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتوں میں نماز پڑھا کرتے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: جوتوں میں نماز پڑھنا اس وقت جائز ہے جب کہ اُس میں کوئی پلیدی نہ ہو اور پھر جب اُس میں پلیدی نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے کہ آیا اُس میں نماز پڑھنی رخصت ہے یا مستحب ہے سو بعض کے نزدیک تو رخصت ہے مستحب نہیں اور صحیح بات یہی ہے کہ مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ یہودیوں سے مخالفت کرو وہ جوتوں میں نماز

نہیں پڑھتے تم جوتوں میں نماز پڑھو لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں مخالفت کی نیت ہو اور اگر اس میں پلیدی لگ جائے تو شافعیوں کے نزدیک سوائے پانی کے پاک نہیں ہوتی ہے خواہ خشک ہو یا تر اور حنفیہ کے نزدیک اگر پلیدی خشک ہو تو کھرچ ڈالنا کافی ہے اور اگر تر ہو تو دھوڈالنا چاہیے لیکن شافعیہ کا قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْخِفَافِ.

موزوں کو پہن کر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٣٧٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَأَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِأَنَّ جَرِيْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ أَسْلَمَ.

٣٧٤۔ ہمام سے روایت ہے کہ میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے بول کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پھر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی سو کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے سو اُس نے جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے سو ابراہیم نے کہا کہ یہ حدیث اُن کو بہت پسند آئی تھی اس لیے کہ جریر اخیر میں اسلام لایا ہے۔

فائدہ: جس سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسی سال میں جریر رضی اللہ عنہ اسلام لایا تھا تو گویا کہ اسلام اس کا سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد واقع ہوا ہے پس ثابت ہوا کہ موزوں پر مسح کرنے کا حکم باقی ہے غسل رجلین کی آیت سے منسوخ نہیں ہوا بلکہ یہ حدیث اس آیت کی مخصص ہے یعنی حکم غسل کا موزوں کی غیر صورت میں ہے اور یہی معنی سبب خوش ہونے یاروں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا اور سبب اُن کے خوش ہونے کا یہ تھا کہ بعض گمان کرتے تھے کہ مسح موزوں کا منسوخ ہو گیا ہے ساتھ اس آیت کے جس میں وضو میں پاؤں کے دھونے کا ذکر ہے سو جب جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہوا ہے اور نیز یہ آیت غسل رجلین کی فرضیت وضو میں نازل ہوئی ہے پس اس کو ناسخ ٹھہرانا مسح خفین کی سبق فرضیت کو مقتضی ہے حالانکہ اس باب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی۔

٣٧٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَصَلّٰى.

٣٧٥۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا سو آپ نے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ موزوں میں نماز پڑھنی جائز ہے اور عرب کے لوگوں کو موزے جوتوں کی طرح ہوتے تھے اُنہی سے وہ لوگ بازاروں وغیرہ میں چلتے پھرتے تھے سو اُن کو پہنے نماز پڑھنے میں شبہ پیدا ہوتا تھا اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب باندھا اس غرض سے کہ اُن میں نماز پڑھنی جائز ہے اُس میں کچھ ڈر نہیں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُوْدَ.

جب نمازی سجدہ کو پورا نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

٣٧٦ ـ أَخْبَرَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَأٰى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٧٦۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا کہ نہ رکوع پورا کرتا ہے اور نہ سجدہ پورا کرتا ہے سو جب وہ مرد اپنی نماز کو تمام کر چکا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اگر تو اسی حال میں مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں مرے گا یعنی مسلمانی کے طریقہ سے باہر ہو کر مرے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجود میں ٹھہرنا واجب ہے اگر نہ ٹھہرے تو نماز نہیں ہوتی ہے۔

بَابُ يُبْدِيْ ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِيْ فِي السُّجُوْدِ.

باب ہے اس بیان میں کہ نمازی سجدے میں بازوں کو ظاہر کرے یعنی بازوؤں کو بغلوں سے دور رکھے اور رانوں کو پیٹ سے دور رکھے کہ سنت ہے۔

فائدہ: ضبع درمیان بازوؤں کو کہتے ہیں یا اس گوشت کو کہتے ہیں جو بغلوں سے نیچے ہے۔

٣٧٧ ـ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهٗ.

٣٧٧۔ عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے تو اپنے دونوں بازوؤں کو کشادہ کرتے تھے یعنی دونوں بازوؤں کو دونوں پہلوؤں سے دور کرتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدہ ظاہر ہوتی۔

فائدہ: یہ دونوں باب صحیح بخاری میں مکرر ہیں ایک بار یہاں ہیں اور ایک بار باب صفۃ الصلوۃ میں آئیں گے سو یہ کسی ناقل کی غلطی ہے اُس سے دو بار سہواً لکھی گئی ہیں۔

بَابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ عَنِ

قبلے کی طرف منہ کرنے کی فضیلت کا بیان نمازی اپنے پاؤں کی انگلیوں کے سر کو قبلے کی طرف کرے اس

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث کو حضرت ﷺ سے ابو حمید نے روایت کیا ہے۔

۳۷۸ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَهْدِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ سِیَاهٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ.

۳۷۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کھائے سو وہ ایسا مسلمان ہے کہ جس کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ہے سو اللہ کا قول واقرار نہ توڑو اس کی دی امان میں یعنی اُس کو کچھ تکلیف نہ دو اللہ کا قول نہ توڑو اس کی پناہ دی ہوئی کو نہ چھیڑو۔

فائدہ: جب مسلمانوں کا قبلہ مکے کی طرف ہوا تو یہودی ان کو برا کہتے تھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے سے منع کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے کام ظاہر پر محمول ہیں سو جس نے ظاہر میں احکام شرع کو قائم کیا اس پر شرع کا حکم جاری ہوگا یعنی اس کے ساتھ مسلمانوں کی طرح سب معاملہ کیا جائے گا جب تک کہ اُس سے کوئی کام اُس کے برخلاف وقوع میں نہ آئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اس لیے کہ آپ نے اس کو ان خصلتوں سے بیان فرمایا جن سے اسلام اور کفر میں جدائی ہوتی ہے۔

۳۷۹ - حَدَّثَنَا نُعَیْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوْهَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَذَبَحُوْا ذَبِیْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَیْنَا دِمَآؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ.

۳۷۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی کلمہ پڑھیں سو جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور نماز کے وقت ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کھایا ہماری طرح حلال کیا یعنی اللہ کے نام سے تو اُن کے مال اور جانیں ہم پر حرام ہوگئیں مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اُس کا حساب اللہ کے ذمہ پر ہے۔

فائدہ: یعنی جب آدمی مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا تو اس کا جان اور مال لینا حرام ہے لیکن اگر ناحق خون کرے گا تو اس کے بدلے مارا جائے گا یا مال ضامن ہوگا تو اُس سے مال دلایا جائے گا اور اگر وہ خوف سے ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں کافر رہا تو اُس سے اللہ حساب کرے گا دلوں کے حال معلوم کرنے کا حاکم اور قاضی کو حکم نہیں ہے۔

قَالَ ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ أَیُّوْبَ

میمون سے روایت ہے کہ اُس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلَ مَيْمُوْنُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ.

پوچھا کہ اے ابوحمزہ (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کہ آدمی کی جان اور مال لینے کو کیا چیز حرام کر دیتی ہے سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص گواہی دے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور نماز کے وقت ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا حلال کیا ہوا جانور کھائے تو وہ مسلمان ہے اور واسطے اُس کے وہ چیز ہے جو مسلمان کے لیے ہے اور اس پر وہ چیز ہے جو مسلمان پر ہے یعنی اگر اُس نے ایسا کام کیا جس میں کہ مسلمان کو فائدہ ہوتا ہے تو اس کو بھی اس میں پہنچے گا اور اگر اُس نے ایسا کام کیا جس میں مسلمان کو نقصان ہے جیسے مثلاً چوری کی تو اس کو بھی اس میں نقصان پہنچے گا یعنی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے آدمی کا مال اور جان بچ جاتا ہے اور آخرت کا فائدہ علاوہ ہے۔

بَابُ قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا.

یعنی مدینہ والوں اور شام والوں اور مشرق والوں کے قبلہ کا بیان اور قبلہ نہ مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ قبلے کی طرف منہ نہ کیا کرو نہ جائے ضرور کے وقت نہ پیشاب کے وقت بلکہ پورب یا پچھّم بیٹھا کرو یعنی جب جائے ضرور اور پیشاب کے وقت مدینہ والوں کے قبلے کی طرف منہ کرنا منع فرما کر پورب اور پچھّم کی طرف منہ کرنا فرمایا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اس کا پورب اور پچھّم میں نہیں ہے بلکہ دکھن میں ہے۔

فائدہ: یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص مدینہ اور شام والوں کے لیے ہے اس لیے کہ مدینہ والوں اور شام والوں کا قبلہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے بلکہ جنوب کی طرف ہے یعنی دکھن میں اور جو لوگ مشرق کے ملکوں میں رہتے ہیں جیسے ہندوستان وغیرہ تو اس کا قبلہ مغرب میں ہے اور جو مغرب میں رہتے ہیں ان کا قبلہ مشرق کی طرف ہے تو یہاں جائے ضرور اتر یا دکھن بیٹھنا چاہیے اور جب کہ مدینہ اور شام والوں کا قبلہ دکھن میں ہے تو معلوم

ہوا کہ مشرق والوں کا قبلہ مغرب میں ہے اور برعکس اس کے۔

۳۸۰ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَآئِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا قَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۸۰۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جائے ضرور کو جایا کرو تو قبلے کے سامنے نہ بیٹھا کرو اور نہ اس کو پیٹھ دیا کرو بلکہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرو۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شام کے ملک میں گئے سو ہم نے پاخانوں کو قبلے کی طرف بنے ہوئے پایا یعنی ان میں پاخانہ بیٹھنے سے منہ قبلے کی طرف ہو جاتا تھا سو ہم اُس سے منہ پھیر لیتے تھے اور اللہ سے استغفار کرتے تھے یعنی پاخانے بنانے والے کے واسطے یا اس بات سے کہ ہم قبلے کی طرف منہ کریں۔

فائدہ: ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا منہ پھیرنا اور اس سے استغفار کرنا یہ اُن کا اپنا اجتہاد ہے ورنہ عمارتوں میں قبلے کی طرف منہ کر کے جائے ضرور بیٹھنا جائز ہے جیسے کہ بہت حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾.

باب ہے بیان میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکڑو مقام ابراہیم کو جائے نماز یا جائے دعاء یعنی اس جگہ سے قبلے کی طرف منہ کرو۔

فائدہ: مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو بنایا تو اس پتھر پر کھڑے ہو کر بنایا تھا سو اُس پر آپ کے دونوں قدموں کا نشان پڑ گیا ہے اور وہ پتھر اب تک موجود ہے اور مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے یہ ہے کہ اس آیت میں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے اس لیے کہ کعبہ کی تمام طرفوں میں نماز پڑھنی بالاجماع جائز ہے۔

۳۸۱ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعُمْرَةَ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۳۸۱۔ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کسی شخص نے عمرہ کا احرام باندھ کر صرف خانہ کعبہ کا طواف کیا ہو اور صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑا ہو تو اس کو احرام سے باہر آنا اور اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز ہے یا

امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

نہیں؟ (عمرہ میں صفا اور مروہ کی سعی کرنی فرض ہے اور رکن ہے اگر اس کو نہ کرے تو عمرہ جائز نہیں ہوتا ہے) سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ مکے میں تشریف لائے سو آپ نے خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور تحقیق ہے واسطے تمہارے حضرت ﷺ میں پیروی نیک اور عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ وہ عورت کے پاس نہ جائے یہاں تک کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب کہا ہے مگر اس سے لازم آتا ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھنا بھی واجب ہے لیکن اس کے بہت لوگ قائل ہیں اور مقام ابراہیم کے پیچھے آپ کا نماز پڑھنا یہی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے ہے۔

۳۸۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَيْفٍ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيْلَ لَهُ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلٰى يَسَارِهِ إِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِيْ وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ.

۳۸۲- مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کسی نے آ کر کہا کہ یہ دیکھ حضرت ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہیں یعنی جا کر دیکھ تو حضرت ﷺ کعبہ کے اندر کیا کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو میں کعبہ کی طرف آیا اور حضرت ﷺ میرے آنے سے پہلے ہی کعبہ سے باہر نکل آئے تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کی دونوں طرفوں میں کھڑے ہوئے پایا سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ اُس نے کہا ہاں آپ نے دو رکعت نماز پڑھی ہے درمیان دونوں ستونوں کے جو داخل ہونے کے وقت بائیں طرف رہتے ہیں پھر حضرت ﷺ کعبہ سے باہر نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کا استقبال کرنا واجب نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی سو اگر مقام کی طرف منہ کرنا واجب ہوتا تو حضرت ﷺ کی نماز صحیح نہ ہوتی اس لیے کہ کعبہ کے اندر

آپ کا منہ مقام کی طرف نہیں تھا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۸۳ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ.

۳۸۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے اس کی تمام طرفوں میں دعا کی اور اس کے اندر نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ باہر نکل آئے سو جب آپ باہر آئے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ کعبہ ہے۔

فائدہ: یعنی اب بیت المقدس کا قبلہ ہونا موقوف ہوا یا یہ معنی ہے کہ جو کعبہ کو آنکھ سے دیکھے اس پر واجب ہے کہ اس کو ٹھیک اپنے منہ کے سامنے کرے بخلاف غائب لوگوں کے اور یا یہ معنی ہے کہ جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے وہ نہ مکہ ہے اور نہ حرم اور نہ مسجد حرام ہے جو گرد کعبہ کے ہے بلکہ وہ فقط کعبہ کا گھر ہے اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی سو یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل ہے اس لیے کہ وہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھا بلکہ حدیث بلال رضی اللہ عنہ کی راجح ہوگی اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہو سکتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دو رکعت نماز پڑھنا مقام ابراہیم میں نہیں تھا پس معلوم ہوا کہ مقام کے سامنے نماز پڑھنی واجب نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ. نمازی کے قبلے کی طرف منہ کرنے کا بیان جس جگہ میں ہو۔

فائدہ: یعنی نمازی خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں ہو سفر میں ہو یا حضر میں ہو جب نماز پڑھنے لگے تو قبلے کی طرف منہ کرنا واجب ہے اور مراد نماز سے فرضی نماز ہے نہ نفلی جیسے کہ دوسرے باب میں حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَكَبِّرْ.

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے وقت قبلے کی طرف منہ کر اور تکبیر تحریمہ کہہ۔

۳۸۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۸۴۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہے بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک اور آپ کو پسند آتا تھا یہ کہ آپ کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ

صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ.

وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ یعنی تحقیق دیکھتے ہیں ہم پھرنا منہ تیرے کا طرف آسمان کی یعنی واسطے انتظار وحی کے کہ قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے۔ (یہ اس لیے تھا کہ کعبہ افضل ہے بیت المقدس سے اور نیز وہ آپ کے دادے ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ تھا) سو آپ نے کعبہ کی طرف منہ پھیرا اور اس کی طرف نماز پڑھنے لگے سو بے وقوف لوگوں (کہ یہودیوں میں) نے کہا کہ کس چیز نے پھیرا ہے ان کو اس قبلہ سے جو تھے وہ اُس پر اے پیغمبر تو کہہ دے کہ واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب یعنی ذاتی خصوصیت کسی جگہ کو نہیں ہے بلکہ حکم الٰہی کے سب تابع ہیں ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے طرف راہ سیدھی کی سو ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی یعنی کعبہ کی طرف منہ کر کے پھر وہ شخص نماز پڑھ کر نکلا اور انصار کی ایک جماعت پر گزرا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے سو اُس نے کہا میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے یعنی آپ کا قبلہ مکے کی طرف ہو گیا ہے سو وہ لوگ اُسی حالت میں پھر گئے اور مکے کی طرف منہ کر لیا۔

فائدہ: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینہ میں گئے تو وہاں اکثر یہودی رہتے تھے اور ان کا قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا پس اس سے یہودیوں کو بہت خوشی ہوئی سو آپ نے سترہ مہینے تک اس طرف نماز پڑھی پھر آپ کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور کعبہ کی طرف نماز پڑھنا اس واسطے پسند آتا تھا کہ یہودی کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین میں مخالف ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے سو یہ آیت اتری جو مذکور ہو چکی ہے اور بعض حدیثوں سے صبح کی نماز معلوم ہوتی ہے لیکن صحیحین میں یہی عصر کی نماز آئی ہے پس اسی کو ترجیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس مدینہ سے اتر کی طرف واقع ہے اور کعبہ دکھن کی طرف واقع ہے پس نماز کے اندر کعبہ کی طرف پھر جانے سے یہ لازم ہے کہ امام اور مقتدیوں کی صفیں کئی قدم نماز میں چلی ہوں اس لیے کہ اگر سب لوگ اپنی اپنی جگہ میں کھڑے ہوئے

پھر جاتے تو امام مقتدیوں کی صف کے پیچھے ہو جاتا اور عورتوں کی صف مردوں کی صف کے آگے ہو جاتی پس ثابت ہوا کہ کئی قدم متواتر نماز میں چلے ہوں گے اور حنفیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور نہ تاخر ناسخ کا منسوخ سے ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی اور صحابہ نے بھی جس جگہ تھے اُس جگہ سے مکے کی طرف منہ پھیر لیا پس اسی طرح سے ہر شخص پر لازم ہے کہ جس جگہ ہو نماز کے وقت مکے کی طرف منہ کر لے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۸۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

۳۸۵۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھا کرتے تھے جس طرف کو وہ جاتی یعنی جس طرف سواری جاتی اُسی طرف منہ کر کے آپ بھی نفلی نماز اس کے اوپر پڑھتے چلے جاتے سو جب آپ فرض پڑھنے چاہتے تو سواری سے نیچے اتر آتے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ جب کوئی فرض نماز پڑھنے لگے تو اس کو لازم ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرے خواہ کسی ملک میں ہو مگر سخت خوف کے وقت استقبال ترک کرنا جائز ہے۔

۳۸۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لَا أَدْرِيْ زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ إِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ

۳۸۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور آپ کو اس میں سہو ہو گیا ابراہیم (راوی) نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ آپ اُس میں کوئی رکعت زیادہ پڑھ گئے یا کم پڑھی سو جب آپ نے سلام کہی تو کسی نے عرض کی کہ یا حضرت کیا نماز میں کوئی نیا حکم پیدا ہوا ہے آپ نے فرمایا نئی کیا چیز ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ نے ایسی ایسی نماز پڑھی ہے یعنی نماز میں کچھ زیادہ پڑھا گیا ہے یا کم پڑھا گیا ہے سو آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو پھیرا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیری سو جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو البتہ میں تم کو اس کی خبر دیتا لیکن میں تو آدمی ہوں مثل

وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

تمہاری بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو سو جب میں بھول جاؤں تو مجھ کو یاد کراؤ یعنی سبحان اللہ وغیرہ سے سو جب کوئی شک کرے اپنی نماز میں تو چاہیے کہ تلاش کرے ٹھیک بات کو تا تردد اور شک دفع ہو جائے اور یقین حاصل ہو پھر اسی پر نماز تمام کرے پھر سلام کہے پھر دو سجدے کرے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے پاؤں کو پھیر کر قبلے کی طرف کیا پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں استقبال قبلہ کو ترک کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیوں سے احکام میں بھول ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو مقتدیوں کے قول کی پیروی کرنی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بھول کر نماز میں قبلہ سے منہ پھیر لینا یا بھول کر نماز میں کلام کر لینا نماز کو نہیں توڑتا اور باقی بحث اس حدیث کی اپنے موقع پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَنْ لَّمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلٰى مَنْ سَهَا فَصَلّٰى إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ.

قبلے کی حدیثوں اور اس کی طرف منہ کرنے کا بیان یعنی سوائے اس کے جو مذکور ہوا ہے اور جو بھول کر قبلے کے سوا دوسری طرف نماز پڑھ لے تو اس کے نماز کے نہ دوہرانے کا بیان۔

فائدہ: یعنی اندھیری رات میں اگر کسی کو قبلہ معلوم نہ ہو اور خوب کوشش اور فکر کر کے اُس نے ایک طرف کو قبلہ ٹھہرا کر نماز پڑھ لی اور نماز پڑھنے سے بعد ظاہر ہوا کہ اس نے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی بلکہ قبلہ کے سوا دوسری طرف نماز پڑھی ہے تو اس صورت میں اس پر نماز کا دوہرانا لازم نہیں ہے بلکہ وہ نماز اس کی جائز ہے اور یہ ہے مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر نماز دوہرانا لازم ہے۔

وَقَدْ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ أَتَمَّ مَا بَقِيَ.

یعنی تحقیق حضرت ﷺ نے ظہر کی دو رکعت پڑھ کر سلام کہا یعنی بھول کر چار کی جگہ دو پڑھیں پھر لوگوں کی طرف منہ کیا یعنی قبلے کی طرف پیٹھ کی پھر باقی دو رکعت پڑھیں۔

فائدہ: یہ حدیث ذوالیدین کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس سے غرض یہ ہے کہ بعد ظاہر ہونے خطاء کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے کے آپ نے نماز کو نہ دوہرایا بلکہ باقی ماندہ کو پڑھ لیا اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ آپ کا پہلی نماز پر بنا کرنا اس پر دلالت کرتا

ہے کہ آپ قبلے کی طرف پیٹھ کرنے کے وقت نماز میں تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو بھول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑھ جائے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی ہے اور یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

۳۸۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ وَاٰيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمَرْتَ نِسَآئَكَ أَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا بِهٰذَا.

۳۸۷۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب سے موافق ہو گیا یعنی اللہ نے میری رائے کے موافق حکم اتارا ایک یہ کہ میں نے کہا یا حضرت اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز ٹھہرادیں تو بہتر ہو سو اس وقت یہ آیت اتری ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ یعنی پکڑو مقام ابراہیم کو جائے نماز اور دوسرا یہ کہ موافقت کی میں اللہ کو آیت پردہ میں وہ یہ کہ میں نے کہا یا حضرت اگر آپ اپنی عورتوں کو پردہ کراؤ تو بہت بہتر ہو اس لیے کہ بھلا اور برا آدمی اُن سے کلام کرتا ہے یعنی ہر قسم کا آدمی اُن سے کلام کرتا ہے سو یہ بات لائق نہیں سو اُس وقت پردہ کرانے کی آیت اتری یعنی ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ﴾ اور تیسرا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیویاں جمع ہو کر آپ پر غصے ہوئیں اور آپ سے زیادہ خرچ مانگنے لگیں اور آپ کو تنگ کیا سو میں نے آپ کی بیویوں کو کہا کہ نزدیک ہے کہ پروردگار آپ کا اگر طلاق دیں تم کو یہ کہ بدلہ دیے اس کو بیویں بہتر تم سے سو موافق میری رائے کے یہ آیت اتری غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے قوت دینا ہے پہلے اسناد کو اس لیے کہ یہ اسناد اس سے زیادہ تر قوی ہے۔

فائدہ: پردہ کا مسئلہ اور طلاق کا بیان سورہ احزاب میں اور سورہ نجم میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین چیزوں کو خاص کرنا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ کسی اور چیز میں موافقت نہ ہوئی ہو اس لیے کہ اس کے سواء اور بہت حکموں میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق وحی اتری چنانچہ بعضوں نے لکھا ہے کہ وہ پندرہ حکم ہیں اور موافقت اس حدیث کی ترجمہ کے پہلے جزء سے ہے اور وہ اس طور پر ہے کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز ٹھہرانے کا یہ معنی ہے کہ مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان رکھ کر نماز پڑھو پس یہ آیت دلالت

کرتی ہے اس پر کہ کعبہ قبلہ ہے۔

۳۸۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۳۸۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے یکا یک ان کے پاس کوئی شخص آیا سو اُس نے آ کر کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن اُتارا گیا ہے یعنی ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ الآیۃ سو آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں سو تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور حالانکہ اُن کے منہ شام کی طرف تھے یعنی پہلے حکم کے موافق بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے سو وہ لوگ اسی حالت نماز میں کعبہ کی طرف پھر گئے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ یہ خبر ان کو نماز عصر میں پہنچی تھی اور اس حدیث میں ہے کہ یہ خبر ان کو صبح کی نماز میں پہنچی تھی سو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ عصر کی نماز میں مدینہ کے لوگوں کو خبر پہنچی تھی اور مسجد قبا مدینہ سے دور ہے ان کو یہ خبر صبح کی نماز میں پہنچی تھی پس ان میں کوئی منافات نہیں ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ کے اول جزء سے اس طور پر ہے کہ آپ کو قبلے کی طرف منہ پھیر کر نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور دوسرے جزء سے اس طور پر ہے کہ ان لوگوں نے پہلے کچھ نماز منسوخ قبلے کی طرف پڑھی اس لیے کہ ان کو پہلے قبلے سے منہ پھیر لینا واجب تھا لیکن بے خبری سے انہوں نے نماز پڑھ لی اور ان کو اس نماز کے دوہرانے کا حکم نہ ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر بھول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑھ جائے تو اس کا حکم بھی یہی ہے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ حکم ناسخ کا ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ پہنچ نہ جائے اس لیے کہ اہل قبا کو نماز دہرانے کا حکم نہیں ہوا باوجودیکہ سابق قبلہ اُن کی اس نماز سے پہلے منسوخ ہو چکا تھا اور کہ کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ کہ جو نماز سے باہر ہو اگر نمازی کو کوئی حکم تعلیم کرے تو جائز ہے اور یہ کہ نمازی اگر نماز سے باہر والے کی کلام سن لے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

۳۸۹ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوْا أَزِيْدَ فِي

۳۸۹۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی یعنی بھول کر چار کے بدلے پانچ پڑھ گئے سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے اس پوچھنے کا کیا سبب ہے یا وہ زیادتی

الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

کیا چیز ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے سو آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو پھیرا یعنی قبلے کی طرف منہ پھیرا اور دو سجدے کیے۔

فائدہ: جس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اس وقت آپ قبلے کی طرف پیٹھ دیے بیٹھے تھے جیسے کہ اوپر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے پھر آپ نے اپنی پہلی نماز پر بنا کی پس اس سے معلوم ہوا کہ جو بھول کر غیر قبلے کی طرف نماز پڑھی جائے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں یہ حکم ہے کہ اُن کے ساتھ ایک رکعت اور جوڑ کر ان کو چھ رکعت پوری کرے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف پانچ رکعتیں پڑھیں اور فقط لوگوں سے سن کر سجدہ سہو کر لیا۔

بَابُ حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ. مسجد سے ہاتھ کے ساتھ تھوک دور کرنے کا بیان۔

فائدہ: بصاق اور بزاق اُس تھوک کو کہتے ہیں جو منہ سے آئے بلغم ہو یا کچھ اور اور مخاط اس کو کہتے ہیں جو سینڈھ ناک سے آئے اور نخامہ اس کو کہتے ہیں جو سر سے آئے یا سینہ سے آئے اب یہاں سے احکام مسجد کا بیان ہے اور جو اس کے متعلق ہے استقبال قبلہ وغیرہ کے احکام سے۔

٣٩٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِي وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهٖ فَإِنَّهٗ يُنَاجِي رَبَّهٗ أَوْ إِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا.

٣٩٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی دیوار میں سینڈھ لگا ہوا دیکھا سو یہ دیکھنا آپ پر بہت دشوار گزرا یعنی آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ اُس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک میں ظاہر ہوا یعنی آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا سو آپ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اس کو کھرچ ڈالا سو فرمایا کہ بے شک جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات اور عرض کرتا ہے یعنی قرآن اور تسبیح اور ذکر وغیرہ پڑھتا ہے اور یا رب اس کا اس کے اور قبلے کے درمیان ہے یعنی حاضر اور شاہد ہے سو کوئی آدمی کھکھار کے اپنے قبلے کے سامنے نہ تھوکے لیکن اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے پھر آپ نے اپنے کپڑے کے کنارے کو پکڑا اور اس میں تھوکا پھر اس کو مل ڈالا اور فرمایا اس طرح کرے جیسے کہ میں نے کیا ہے۔

فائدہ: قبلے کی طرف تھوکنا اس واسطے منع ہے کہ نمازی اللہ سے عرض معروض کرتا ہے اور اللہ سامنے قبلہ کے حاضر ہے اور داہنی طرف فرشتہ ہے پس اگر نماز کے اندر تھوک آ جائے تو کپڑے میں لے اور اس کو مل ڈالے اور بائیں پاؤں کے تلے تھوکنے کا حکم جو فرمایا تو یہ حکم مسجد کے سوا اور جگہ کا ہے اس لیے کہ آگے آئے گا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور کفارہ اس کا اس کو دفن کر دینا ہے اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۳۹۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهٗ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ إِذَا صَلّٰى.

۳۹۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے کی دیوار میں تھوک لگا دیکھا سو اس کو کھرچ ڈالا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو اللہ اُس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلے کی طرف تھوکنا حرام ہے خواہ مسجد میں ہو یا نہ ہو خاص کر نمازی کے لیے تو بہت ہی برا ہے۔

۳۹۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا أَوْ بُصَاقًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهٗ.

۳۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں تھوک یا سینڈھ لگا دیکھا سو آپ نے اس کو کھرچ ڈالا۔

فائدہ: مناسبت ان حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ حَكِّ الْمُخَاطِ بِالْحَصٰى مِنَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ وَطِئْتَ عَلٰى قَذَرٍ رَطْبٍ فَاغْسِلْهُ وَإِنْ كَانَ يَابِسًا فَلَا.

مسجد سے پتھر کے ساتھ سینڈھ کھرچنے کا بیان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تو تر پلیدی پر چلے اور تیرے پاؤں کو لگ جائے تو اس کو پانی سے دھو ڈالا اور اگر خشک ہو تو دھونے کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تر پلیدی جیسے کہ بول وغیرہ ہے جوتی کو لگ جائے تو سوائے دھونے کے پاک نہیں ہوتی ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اور جن حدیثوں میں نہ دھونے کا ذکر ہے وہ خشک پلیدی پر محمول

ہیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ منع کی علت محض تعظیم قبلہ کی ہے نہ محض ایذاء پانا اس لیے کہ تر اور خشک میں کچھ فرق نہیں بخلاف اُس کے جس میں علت محض پلیدی ہے کہ اُس میں خشک سے کچھ نقصان نہیں ہے۔

۳۹۳ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى نُخَامَةً فِيْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا فَقَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى.

۳۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار میں سینڈھ لگا دیکھا سو آپ نے ایک پتھر سے اس کو کھرچ ڈالا سو فرمایا کہ جب کوئی کھنکھار کے تھوکے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے اور چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے۔

فائدہ: اس باب کو مکرر لانے کے کئی سبب ہیں بعض لوگ اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ سینڈھ ناپاک ہے اور کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھرچ ڈالنا واسطے جگہ پاک کرنے کے تھا نہ واسطے صاف کرنے کے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے اس مذہب کو ثابت کرنا ہے اور احتمال ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس مذہب کو باطل کرنے کی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک حدیث کے کئی طریق پر بیان کرنے کی ہو اس لیے کہ یہ اُس کی عادت ہے کہ ایک حدیث کو کئی بار دہرا کر لاتا ہے لیکن اس کی سند دوسری ہوتی ہے سو جو لفظ حدیث میں واقع ہو اُسی لفظ سے ترجمہ باندھتا ہے اور اُس سے فقط غرض یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کے بہت طریق ہیں اور یہ حدیث کئی سندوں سے آئی ہے اور اس وجہ سے بخاری کی بہت مشکل جگہیں حل ہو جاتی ہیں اور یا یہ کہ اس باب اور سابق باب میں فرق ہے اس لیے کہ مخاط اس کو کہتے ہیں جو جرم دار اور لیس دار ہو پس اس کو تھوکنے میں تکلیف کرنی پڑتی ہے بخلاف بزاق کے کہ اُس کا جرم نہیں اور نہ اُس میں تکلیف کرنی پڑتی ہے اور اس باب میں مخاط کا لفظ ہے اور حدیث میں نخامہ کا لفظ ہے سو درحقیقت ان دونوں میں کچھ فرق نہیں پس اسی وجہ سے یہ حدیث ترجمہ سے مناسب ہے۔

بَابُ لَا يَبْصُقْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں جب کوئی کھنکھار کے تھوکے تو اپنے داہنے نہ تھوکے بلکہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے۔

۳۹۴ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

۳۹۴۔ ترجمہ اس حدیث کا کئی بار گزر چکا ہے۔

حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيْدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى نُخَامَةً فِيْ حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى.

۳۹۵ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتْفِلَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ رِجْلِهٖ.

۳۹۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے کھکھار کے اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے لیکن اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے۔

فائدہ: اس باب کا مطلب پہلے بابوں میں آچکا ہے اب اس باب کو دوبارہ لانے سے غرض یہ ہے کہ جو بعض حدیثوں میں اپنے آگے اور داہنی طرف تھوکنے کی مطلق ممانعت آئی ہے وہ مقید ہے ساتھ حالت نماز کے یعنی تھوکنا فقط نماز کی حالت میں منع ہے نماز سے باہر آگے اور داہنی طرف تھوکنا منع نہیں جیسے کہ آئندہ باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر عادت ہے کہ بہت جگہ حدیث باب سے ترجمہ معلوم نہیں ہوتا لیکن اس ترجمہ سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ اس حدیث کے بعض طریقوں سے ثابت ہے امام نووی نے لکھا ہے کہ آگے اور داہنے طرف تھوکنا ہر حال میں منع ہے خواہ نماز میں ہو یا باہر ہو مسجد میں ہو یا باہر ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر بائیں طرف کوئی آدمی نہ ہو تو نہ بائیں تھوکے نہ داہنے لیکن پاؤں کے تلے یا کپڑے میں اور اگر پاؤں تلے کوئی فرش ہو تو فقط کپڑے میں تھوکے اور اگر کپڑا موجود نہ ہو تو تھوک کو نگل جائے اور نیز حدیث ابوسعید اور ابو ہریرہ کی جو یہاں مکرر لایا ہے تو اس کی سند دوسری ہے اور صرف اتنی ہی مغایرت کافی ہے جیسے کہ ہم کئی بار اس پر تنبیہ کر چکے ہیں۔

بَابُ لِيَبْزُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى.

چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے

۳۹۶ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

۳۹۶۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے۔

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ.

۳۹۷ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى أَنْ يَّبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَعَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ حُمَيْدًا عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ نَحْوَهٗ.

۳۹۷۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: دو بار اس حدیث کو لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ سماع زہری کا حمید سے ثابت ہے پہلے طریقوں میں یہ حدیث معنعن ہے اُس میں سماع کا ذکر نہیں اور نیز یہ سند بھی دوسری ہے پس اتنا ہی فرق کافی ہے۔

بَابُ كَفَّارَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں تھوکنے کے کفارہ کا بیان۔

۳۹۸ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.

۳۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کو مٹی سے دبا دینا اُس گناہ کا کفارہ ہے۔

فائدہ: مٹی سے دبا دینا اُس وقت ہے جب کہ مسجد میں خاک ہو اور اگر مسجد سنگین ہو یا اس میں گچ لگی ہو تو تھوک کو پونچھ ڈالنا چاہیے اور بعضوں نے کہا کہ مسجد میں تھوکنا اُس شخص کو جائز ہے جو کسی عذر سے مسجد سے باہر نکلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو بشرطیکہ اُس کو دفن کر دے اور جس کو کوئی عذر نہ ہو اس کو مسجد میں تھوکنا جائز نہیں ہے واللہ اعلم۔

بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں سینڈھ ڈالنے کے دفن کرنے کا بیان۔

۳۹۹ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۳۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا.

جب کوئی نماز کی طرف کھڑا ہوتو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ نمازی اللہ سے عرض معروض کرتا ہے جب تک کہ اپنی نماز کی جگہ ٹھہرا رہے اور نہ اپنے داہنے تھوکے اس لیے کہ اس کی داہنی طرف فرشتہ ہے اور چاہیے کہ اپنی بائیں طرف یا اپنے بائیں پاؤں کے تلے تھوکے اور اس کو مٹی سے دبا دے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں تھوک دفن کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور پہلے باب میں کفارے کا ذکر کیا اور اس باب میں دفن کا ذکر کیا تو شاید غرض یہ ہے کہ پہلے باب میں وہ شخص مراد ہے جو جان کر بلا حاجت مسجد میں تھوکے اور اس باب میں وہ شخص مراد ہے جس پر تھوک غلبہ کرے سو پہلے کو گناہ ہے اور دوسرے کو گناہ نہیں ہے۔

بَابُ إِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ.

جب تھوک نماز پر غلبہ کرے اور اس کو روک نہ سکے تو اپنے کپڑے میں لے۔

٤٠٠ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ أَوْ رُئِيَ كَرَاهِيَتُهُ لِذٰلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ رَبُّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَزَقَ فِيهِ وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا.

۴۰۰۔ ترجمہ اس حدیث کا اوپر گزر چکا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس کی سند دوسری ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں تھوک کے غلبہ کرنے کی قید مذکور نہیں بلکہ بلا غلبہ کرنے کے بھی تھوکنا جائز معلوم ہوتا ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس باب باندھنے سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں تھوک غلبہ کرنے کی قید مذکور ہے چنانچہ صحیح مسلم میں یہ لفظ صریح آ چکا ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوتا

ہے کہ حسن وقبیح چیزوں کا شرع سے ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ داہنے کو بائیں پر فضیلت ہے اور ہاتھ کو پاؤں پر فضیلت ہے اور یہ کہ نیکیوں کو بہت جمع کرنا چاہیے اگرچہ آدمی بڑا ہی بزرگ ہو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تھوک کو کھرچ ڈالا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تھوک اور سینڈھ پاک ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوک کو مل ڈالا اور غلبہ کے وقت کپڑے میں تھوک لینے کا حکم فرمایا پس اگر تھوک ناپاک ہوتی تو آپ کپڑے میں لینے کا حکم نہ فرماتے اور نہ آپ کرتے خاص کر نماز کی حالت میں تو بطریق اولیٰ جائز نہ ہوتا۔

بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِيْ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ.

امام کا لوگوں کو تمام کرنے نماز کی نصیحت کرنا اور بیان قبلہ کا۔

٤٠١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هَا هُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ.

۴۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو کہ منہ میرا ادھر ہے یعنی تم گمان کرتے ہو کہ میں نماز میں تمہارے کاموں کو نہیں دیکھتا ہوں صرف آگے کی طرف سے دیکھتا ہوں واسطے ہونے منہ میرے کے طرف قبلے کی سوا ایسا نہیں بلکہ میں ہر طرف دیکھتا ہوں سو قسم اللہ کی مجھ پر تمہارا رکوع اور سجدہ چھپا نہیں رہتا تحقیق میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پس پشت سے یعنی تمہاری نماز کا حال سب مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ: مراد حضرت ﷺ کی اپنی پیٹھ پیچھے دیکھنے سے حقیقی دیکھنا ہے اپنی آنکھ سے اور یہ حضرت ﷺ کے لیے خارق عادت تھی کی آگے کی آنکھوں سے آپ کو اپنے پیچھے کی طرف سے بھی نظر آتا تھا اس لیے کہ اہل سنت کے نزدیک حق یہی قول ہے کہ دیکھنے کے واسطے کوئی عضو مخصوص ہونا اور سامنے ہونا شرط نہیں بلکہ اس کے سوا بھی ہوسکتا ہے اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

٤٠٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلَاةِ وَفِي الرُّكُوْعِ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآئِيْ كَمَا أَرَاكُمْ.

۴۰۲۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو ایک نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں تم کو نماز اور رکوع میں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں جیسے کہ تم کو آگے سے دیکھتا ہوں۔

فائدہ: یہاں بھی مراد رؤیت بصری ہے علم کشفی نہیں ہے اور رکوع کو اس واسطے خاص کیا کہ اکثر آدمیوں کی عادت ہے کہ رکوع میں اہتمام نہیں کرتے اور طمانیت کو ترک کر دیتے ہیں یا اتفاقاً خاص اسی نماز میں مقتدیوں سے سستی ہو گئی ہوگی اس واسطے فرمایا کہ نماز کو اچھی طرح پڑھا کرو اس میں قصور نہ کیا کرو۔

بَابٌ هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِيْ فُلَانٍ.

یہ کہنا کہ یہ مسجد فلاں کی ہے کیسا ہے یعنی مسجد کو کسی شخص بانی وغیرہ کی طرف نسبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

۴۰۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَآءِ وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ بِهَا.

۴۰۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھ گئے اُن گھوڑوں میں جو گھاس سے خوب پالے ہوئے تھے حفیہ سے ثنیۃ الوداع تک اور آگے بڑھ گئے اُن گھوڑوں میں جو پالے ہوئے تھے ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک اور بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آگے بڑھ جانے والوں میں سے تھے۔

فائدہ: حفیہ اور ثنیۃ الوداع دو جگہوں کا نام ہے نزدیک مدینہ کے ان دونوں کے درمیان چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے اور تضمیر کا یہ معنی ہے کہ لوگ گھوڑ دوڑ کے واسطے پہلے گھاس کھلا کر گھوڑے کو خوب موٹا کرتے ہیں پھر اس کو اپنی معمولی خوراک دیتے ہیں اس سے وہ بہت ہلکا ہو جاتا ہے اور خوب دوڑتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفیہ سے ثنیۃ الوداع تک مقرر کر کے ایسے پلے ہوئے گھوڑوں کے ساتھ گھوڑ دوڑ کی کہ دیکھیں کس کا گھوڑا آگے بڑھ جاتا ہے سو آپ اپنے ساتھی سے آگے بڑھ گئے اسی طرح آپ نے نہ پلے ہوئے گھوڑوں سے ثنیہ سے مسجد زریق تک حد مقرر کر کے گھوڑ دوڑ کی سو اُس میں بھی اپنے ساتھی سے آگے بڑھ گئے اور اس طرح کی گھوڑ دوڑ کرنی شرع میں جائز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو بانی یا متولی وغیرہ کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہنا کہ یہ مسجد فلانے شخص مثلاً زید یا عمرو کی ہے جائز ہے اور غرض اس سے رد کرنا ہے ابراہیم نخعی کے قول کو کہ وہ کسی کی طرف مسجد کی نسبت کرنے کو مکروہ رکھتا ہے۔

بَابُ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيْقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں مال تقسیم کرنے اور کھجور کے گچھے لٹکانے کا بیان یعنی جائز ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلَ صِنْوٍ

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قنو کا معنی عذق ہے یعنی خوشہ کھجور کا اور قنو صیغہ واحد کا ہے اور تثنیہ اس کا قنوان

وَصِنوَانٍ. ہے اور جمع بھی قنوان ہے مثل صنو اور صنوان کے یعنی اس کا تثنیہ اور جمع ایک وزن پر آتا ہے۔

فائدہ: چونکہ قنو قرآن کا لفظ ہے اور یہاں اُس کا ذکر آ گیا تھا اس لیے امام بخاری رائیٹیہ نے اس کا معنی بیان کر دیا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَآءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرٰى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَآءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَعْطِنِيْ فَإِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِيْ ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلٰى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا سو فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو اور بکھیر دو اور تھا وہ زیادہ تر اس مال کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر آئے اور اس کا کچھ خیال نہ کیا سو جب آپ نماز ادا کر چکے تو اُس مال کے پاس تشریف لائے اور اُس کے پاس بیٹھ گئے (اور تقسیم کرنے لگے) سو آپ جس شخص کو دیکھتے تھے اس کو کچھ مال دے دیتے تھے کہ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے سو اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھ کو بھی اس مال سے کچھ دیجیے اس لیے کہ بے شک میں نے بدلہ دیا تھا اپنی جان کا اور بدلہ دیا تھا عقیل کا دن بدر کے جب کہ ہم قید ہو کر آئے تھے یعنی میں نے اُس دن بہت مال خرچ کیا تھا یا میں اس کے سبب سے بہت قرض دار ہو گیا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ جس قدر تو اٹھا سکے اتنے مال کو اٹھا لے سو اُس نے دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر مال کو اپنے کپڑے میں ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگا سو نہ اٹھا سکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ کسی کو فرمائیے کہ مجھ کو مال اٹھانے میں مدد دے آپ نے فرمایا میں کسی کو نہ کہوں گا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم آپ ہی اٹھا کر میرے سر پر رکھ دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں اٹھوں گا سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال نکال ڈالا تا کہ بوجھ ہلکا ہو جائے

وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهٖ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

پھر اس کو اٹھانے لگا سو پھر بھی نہ اٹھا سکا سو حضرت ﷺ سے عرض کی کہ یا حضرت کسی کو فرمایئے کہ مجھ کو یہ بوجھ اٹھوا دے حضرت ﷺ نے فرمایا میں کسی کو نہیں کہوں گا اس نے کہا کہ تم آپ ہی اس کو اٹھا کر مجھ پر رکھ دو آپ نے فرمایا نہ سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال اور نکال ڈالا پھر اس کو اٹھایا اور اپنی پیٹھ پر ڈال لیا پھر وہاں سے چلا سو حضرت ﷺ اس کو ہمیشہ دیکھتے رہے یہاں تک کہ آنکھ سے چھپ گیا اس کی حرص سے تعجب کرنے کے لیے سو حضرت ﷺ وہاں سے اُسی وقت کھڑے ہوئے جب کہ وہاں ایک درہم بھی نہ رہا۔

فائدہ: یہ مال زکوۃ کا نہیں تھا اس لیے کہ اگر زکوۃ کا مال ہوتا تو حضرت ﷺ عباس رضی اللہ عنہ کو نہ دیتے اس لیے کہ زکوۃ بنی ہاشم پر حرام ہے بلکہ یہ مال خراج کا تھا جو سب سے پہلے حضرت ﷺ کے پاس آیا تھا اور بحرین ایک شہر کا نام ہے نزدیک عمان کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ مال لاکھ درہم تھا اور درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے سو جب وہ مال آیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں بکھیر دو پھر اُس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جس قدر اٹھا سکے اس مال سے اٹھا لے سو وہ جس قدر اٹھا سکا اٹھا لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال خاص حضرت ﷺ کا حق تھا اس کو تقسیم کرنا آپ کی رائے پر موقوف تھا اس لیے کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو زیادہ دیا اور تقسیم میں کمی بیشی کی ورنہ سب کو برابر دینا چاہیے تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ اور صدقہ اور خراج اور غنیمت وغیرہ کے مال کو جس میں سب مسلمان شریک ہوں مسجد میں رکھنا اور اس میں بانٹنا جائز ہے اور یہ وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے لیکن شرط یہ ہے کہ نماز پڑھنے کو مانع نہ ہو اور دوسری جزء ترجمہ کی یعنی مسجد میں گچھا لٹکانا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو تقسیم مال پر قیاس کیا ہے اس لیے کہ مسجد میں مال رکھنا محتاجوں کے لیے تھا سو وہ معنی گچھا لٹکانے میں موجود ہے یا اس ترجمہ سے اشارہ کر دیا کہ اس باب میں حدیث آتی ہے لیکن چونکہ اس کی شرط پر نہیں تھی اس کو کتاب میں نہ لایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے سب لوگوں کو فائدہ پہنچے اس کو مسجد میں رکھنا جائز ہے جیسے کہ پیاس کے لیے پانی رکھنا۔

بَابُ مَنْ دَعَا لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ أَجَابَ فِيْهِ.

مسجد کے اندر کسی کی دعوت کرنا اور دعوت قبول کرنا کیسا ہے یعنی جائز ہے یا نہیں؟۔

٤٠٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهُ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِيْ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ.

۴۰۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی آدمیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے پایا سو میں کھڑا ہوا سو آپ نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تجھ کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے عرض کی ہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے آپ نے فرمایا کھانے کے لیے بلایا ہے میں نے عرض کی ہاں سو آپ نے اپنے گرد بیٹھنے والوں کو فرمایا کھڑے ہو جاؤ سو آپ ہمارے گھر کی طرف چلے اور میں آپ کے آگے آگے چلا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مسجد میں دنیا کی کلام کرنی منع ہے اس لیے کہ وہ عبادت کے لیے بنائی گئی ہے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھے بیٹھے دوسرے شخص کو کہے کہ میں نے دعوت کی اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کی تو جائز ہے پس غرض اس باب سے یہ ہے کہ اس قسم کی کلام مسجد میں کرنی جائز ہے یہ لغو اور بیہودہ کلام نہیں جس کے مسجد میں کرنے کی ممانعت آئی ہے پس مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے کو تھوڑے طعام کی طرف بلانا جائز ہے اور یہ کہ جب معلوم ہو کہ دعوت کنندہ برا نہیں مانے گا تو اپنے ساتھ کسی دوسرے کو لے جانا جائز ہے گو اس کی اجازت صریح نہ ہو۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ.

مردوں اور عورتوں کے درمیان مسجد میں فیصلہ اور لعان کرنا جائز ہے۔

٤٠٥ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

۴۰۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کی کہ یا حضرت بھلا بتلاؤ تو اگر کوئی مرد اپنی عورت کے پاس کسی غیر مرد کو پائے یعنی زنا کرتے ہوئے تو کیا اس کو قتل کر ڈالے یا کیا کرے سو دونوں مرد اور عورت نے مسجد میں لعان کیا اور میں اس وقت وہاں حاضر تھا (یہ سہل کا قول ہے)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں فیصلہ کرنا اور لعان کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور یہ حدیث بہت لمبی ہے جیسے کہ باب اللعان میں انشاء اللہ آئے گی لیکن چونکہ مقصود اس جگہ فقط یہی ہے کہ مسجد میں کچہری کرنی جائز ہے اس لیے اسی قدر ضروری اکتفا کیا۔

بَابُ إِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّيْ حَيْثُ شَاءَ أَوْ

جب کوئی کسی کے گھر میں آئے تو کیا اس کو ہر جگہ میں

حَيْثُ أُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ.

نماز پڑھنی جائز ہے یعنی اذن عام کی وجہ سے یا جس جگہ میں کہ گھر والا کہے اور نہ تحقیق کرے کہ یہ جگہ پلید ہے یا پاک ہے۔

٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهٗ إِلٰى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

۴۰۶۔ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے گھر میں تشریف لائے سو فرمایا کہ میرا نماز پڑھنا تجھ کو کس جگہ پسند ہے عتبان نے کہا کہ میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس جگہ میں آپ نماز پڑھیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے سو آپ نے دو رکعتیں نماز پڑھی۔

فائدہ: عتبان ایک صحابی تھا اور اندھا ہو گیا تھا مسجد میں نہیں آ سکتا تھا سو اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے گھر میں تشریف لاؤ اور ایک جگہ میرے واسطے مقرر کر دو اور آپ بھی وہاں نماز پڑھو تا کہ میں تبرک کے لیے اُس جگہ نماز پڑھا کروں سو اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ جس جگہ تجھ کو پسند ہے اُسی جگہ میں نماز پڑھوں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہمان کو دعوت کنندہ کے گھر میں ہر جگہ نماز پڑھنی جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے اذن لیا کہ گھر والے کو آپ کی نماز کی جگہ سے تبرک حاصل کرنا مقصود تھا اس لیے آپ نے اس سے اس جگہ کی تخصیص پوچھی پس یہی وجہ ہے مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ وَصَلَّى الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ فِيْ مَسْجِدِهٖ فِيْ دَارِهٖ جَمَاعَةً.

گھروں میں مسجدیں بنانے کا بیان یعنی جائز ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں نماز کے لیے مسجد بنانی جائز ہے۔

٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ

۴۰۷۔ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ (یہ بدری صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں آنکھ سے اندھا ہو گیا ہوں مجھ کو نظر نہیں آتا ہے اور میں اپنی قوم کا امام ہوں سو جب مینہ برستا ہے تو پانی کا نالا

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ
شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَدْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاَنَا اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ فَاِذَا
كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِيَ الَّذِيْ بَيْنِيْ
وَبَيْنَهُمْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اٰتِيَ مَسْجِدَهُمْ
فَاُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ
تَأْتِيْنِيْ فَتُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَّخِذَهٗ مُصَلًّى
قَالَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ عِتْبَانُ
فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ
لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ
اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ
فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ
فَقُمْنَا فَصَفَّنَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ
وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهٗ قَالَ
فَاَبَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ
عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ
بْنُ الدُّخَيْشِنِ اَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ
بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میرے اور اُن کے درمیان بہتا ہے سو میں نہیں طاقت رکھتا
ہوں کہ اُن کی مسجد میں جاؤں اور اُن کو نماز پڑھاؤں سو میں
چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر
میں کسی جگہ نماز پڑھیں تا کہ میں اُس جگہ کو جائے نماز ٹھہرالوں
اور ہمیشہ اُس جگہ میں نماز پڑھا کروں سو حضرت ﷺ نے اس
کو فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا کروں گا یعنی تیرے گھر میں آؤں گا
سو حضرت ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسرے دن چاشت
کے وقت میرے پاس تشریف لائے سو آپ نے اندر آنے
کے لیے اذن چاہا سو میں نے آپ کو اذن دیا سو جب آپ گھر
کے اندر تشریف لائے تو ابھی بیٹھے نہ تھے کہ فرمایا کہ میرا نماز
پڑھنا تجھ کو اپنے گھر میں کس جگہ پسند آتا ہے اُس نے کہا سو
میں نے آپ کو گھر کی ایک طرف میں اشارہ کیا سو
حضرت ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی سو ہم بھی
کھڑے ہوئے اور آپ کے پیچھے صف باندھی سو آپ نے دو
رکعتیں نماز پڑھی پھر سلام کہی عتبان نے کہا کہ ہم نے آپ کو
خزیرہ کے کھانے پر روک رکھا جس کو ہم نے آپ کے واسطے
تیار کیا تھا عتبان نے کہا کہ محلّہ کے چند آدمی وہاں جمع ہو گئے
سو کسی نے ان میں سے کہا کہ مالک بن دخیشن کہاں ہے یعنی
وہ حضرت ﷺ کی خبر سن کر کیوں نہیں حاضر ہوا سو ان میں
سے بعض نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور رسول سے محبت نہیں
رکھتا ہے اس واسطے نہیں آیا سو حضرت ﷺ نے سن کر فرمایا کہ
ایسا مت کہو کیا تو نے اس کو نہیں دیکھا کہ بے شک اس نے
لا الہ الا اللہ کہا ہے واسطے چاہنے رضا مندی اللہ کے سو اس شخص
نے کہا کہ اللہ اور رسول اُس کا زیادہ تر جاننے والا ہے اور اُس
نے کہا کہ تحقیق ہم اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کی طرف

يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ فَصَدَّقَهٗ بِذٰلِكَ.

دیکھتے ہیں یعنی وہ منافقوں کی خیر خواہی بہت کرتا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے حرام کر دیا ہے آگ پر اس شخص کو جو کہے لا الہ الا اللہ یعنی نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے چاہتا ہو ساتھ اس کے رضامندی اللہ کی۔

فائدہ: خزیرہ اُس کھانے کو کہتے ہیں کہ پہلے گوشت کو قیمہ کر کے پکاتے ہیں جب وہ خوب گل جائے تو اس میں آٹا ملا دیتے ہیں پس وہ بہت عمدہ ہو جاتا ہے اور حضرت ﷺ نے مالک بن دخیشن کی شہادت اور نفاق سے بری ہونے کی تصدیق اس واسطے کی کہ آپ کو وحی سے معلوم ہوا تھا کہ وہ اس سے بری ہے اور یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کے سب گناہ بخش دیے ہیں پس اُن سب سے نفاق نہیں ہوسکتا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھروں میں نماز کے لیے مسجد بنانا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عتبان کو گھر میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر دی اور اسی کو مسجد کہتے ہیں اور اس حدیث سے اور بھی کوئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اندھے کی امامت جائز ہے اور یہ کہ مدینہ میں حضرت ﷺ کی مسجد کے سوا اور بھی کئی مسجدیں تھیں اور یہ کہ اندھیرے اور مینہ کے عذر سے جماعت کو ترک کرنا جائز ہے اور یہ کہ ایک جگہ نماز کے لیے مقرر کر رکھنی جائز ہے اور جو حدیث کہ مسجد میں ایک خاص جگہ معین کر رکھنے کی ممانعت میں آئی ہے وہ محمول ہے ریاء پر اور یہ کہ صفوں کو برابر کرنا چاہیے اور یہ کہ غیر جگہ میں جا کر امامت کرانے کی ممانعت کا عموم مخصوص ساتھ اس کے جب کہ زائد امام اعظم ہو اس لیے کہ اس کو امامت مکروہ نہیں ہے اور اسی طرح جس کو گھر والا اذن دے اور یہ کہ جس جگہ میں حضرت ﷺ نے نماز پڑی یا چلے ہیں اس جگہ سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے اور یہ کہ بڑے کو چھوٹے کی دعوت قبول کرنی جائز ہے اور یہ کہ وعدہ کو وفا کرنا چاہیے اور یہ کہ دعوت کنندہ سے گھر میں داخل ہونے کے لیے اذن لینا چاہیے اور یہ کہ جب کوئی امام یا عالم محلہ میں کسی کے گھر آئے تو اہلِ محلّہ سب وہاں جمع ہوں تا کہ اس سے کوئی مسئلہ پوچھیں اور فائدہ اٹھائیں اور یہ کہ جس شخص سے دین میں فساد کا گمان ہو اس کو امام کے نزدیک ذکر کرنا اور لوگوں کو خبر دینا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں اور یہ کہ جو جماعت سے بلا عذر غائب ہو اس کو تلاش کرنا چاہیے اور یہ کہ زبان سے کلمہ پڑھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا ہے جب تک کہ دل میں یقین نہ ہو اور یہ کہ

جو شخص توحید پر مر جائے وہ آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ کچھ مدت عذاب بھگت کر بہشت میں داخل ہوگا اور یہ کہ جو کام آئندہ کرنا ہو اس میں انشاء اللہ کہنا چاہیے۔

بَابُ التَّیَمُّنِ فِیْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَغَیْرِهٖ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْیُمْنٰی فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْیُسْرٰی.

مسجد میں اندر داخل ہونے کے وقت اور غیر کام میں داہنے ہاتھ سے شروع کرنے کا بیان اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد میں داخل ہونا چاہتے تو پہلے داہنے پاؤں کو داخل کرتے اور جب مسجد سے نکلنا چاہتے تو پہلے بائیں پاؤں کو نکالتے۔

۴۰۸ ۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَیْمٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ شَأْنِهٖ کُلِّهٖ فِیْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ.

۴۰۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تھا داہنی طرف سے شروع کرنا اپنے سب کاموں میں جہاں تک طاقت رکھتے پاکی کرنے میں اور کنگھی دینے اور جوتا پہننے میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اور وضو وغیرہ میں داہنی طرف سے شروع کرنا سنت ہے لیکن پائخانے میں داخل ہونے کے وقت اور مسجد سے نکلنے کے وقت اور استنجاء کرنے کے وقت اور ناک جھاڑنے کے وقت داہنی طرف سے شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

بَابُ هَلْ تُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِکِی الْجَاهِلِیَّةِ وَیُتَّخَذُ مَکَانُهَا مَسَاجِدَ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ.

کافروں کی قبروں کو کھود کر اس جگہ مسجد بنانا جائز ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اللہ لعنت کرے یہود پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا

فائدہ: اور استدلال کرنا اس حدیث سے اس مسئلہ باب پر اس طرح سے ہے کہ سبب لعنت یہود اور نصاریٰ کا دو امر ہیں ایک یہ کہ اُن کی قبروں کو تعظیم اور غلو کے طور سے مسجد ٹھہرایا جائے اور اُسی کو سجدہ کیا جائے دوم یہ کہ ان پیغمبروں کی قبروں کو اُکھاڑ کر اہانت کے طور سے اُن کی ہڈیاں پھینک دی جائیں اور وہاں مسجد بنائی جائے سو پیغمبروں کی قبریں ان دونوں کاموں کے لائق نہیں نہ تعظیم کے نہ اہانت کے اور چونکہ کافر لوگ مستحق اہانت اور ذلت کے ہیں پس ان کی قبروں کو کھود کر اُن کی ہڈیوں کو پھینک دینا جائز ہے اور نیز اس حدیث میں سبب لعنت کا یہ ہے کہ قبر کو مسجد بنانے

سے قبر کی تعظیم مقصود ہو اور کافروں کی قبروں کو اکھاڑ کے اُن کی جگہ مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود نہیں بلکہ وہ برائی کو نیکی کے ساتھ بدلنا ہے پس کافروں کی قبروں کو کھود کر اُن کی جگہ مسجد بنانی جائز ہے۔

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْقُبُوْرِ.

اور قبروں میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان یعنی جو قبریں کہ صحیح سالم ہوں کھودی گئی نہ ہوں ان میں نماز پڑھنی مکروہ ہے خواہ قبر نمازی کے آگے ہو یا قبر کے اوپر ہو یا قبروں کے درمیان ہو لیکن اگر پڑھ لے تو اس نماز کا دوہرانا واجب نہیں اور دلیل اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔

وَرَاٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُصَلِّيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ الْقَبْرَ الْقَبْرَ وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ.

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا پس کہا کہ بچ قبر سے بچ قبر سے لیکن اس کو نماز کا دوہرانا نہ فرمایا۔

فائدہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس نماز پڑھنا موجب کراہت ہے نہ موجب فساد و بطلان اور یہ بات اس سے معلوم ہوتی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے اور اس کو قطع نہ کیا پس اگر قبر کے پاس نماز پڑھنی باطل ہو جاتی تو البتہ اس کو قطع کر دیتے اور نئے سرے سے شروع کرتے۔

٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولٰٓئِكَ إِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَأُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٤٠٩۔ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حبشہ میں نصاریٰ کا گرجا دیکھا کہ اُس میں تصویریں بنی تھیں سو ان دونوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو آپ نے فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بخت مرتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہی لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین خلق ہیں۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت ہوا تو ایک بی بی نے حبش کے عبادت خانے کی تعریف کی یعنی اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بھی ویسا ہی بنایا جائے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

حدیث فرمائی کہ وہ لوگ برا کرتے ہیں تم میری قبر کو سجدہ گاہ نہ ٹھہرانا اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے اور اُن پر مسجدیں بنا کر اُن کی طرف نماز پڑھتے تھے اس لیے اللہ نے ان کو لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا پس سبب لعنت کا صرف یہ ہے کہ اُن قبروں پر مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود ہو اور ظاہر ہے کہ کافروں کی قبروں کی جگہ مسجد بنانے سے اُن قبروں کی تعظیم مقصود نہیں بلکہ اس سے اُن کی اہانت ہوتی ہے پس یہ جائز نہ ہوگا پس یہ نہی میں داخل نہ ہوگا پس جائز ہوگا او ریہی ہے وجہ مطابقت حدیث کی ترجمہ سے۔

٤١٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ فَقَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَفِيهِ خَرِبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ

۴۱۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے سو مدینہ کے اوپر کی طرف ای محلہ میں اترے جس کو محلہ بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا سو حضرت ﷺ وہاں چوبیس دن تک ٹھہرے پھر آپ نے کسی کو قبیلہ بنی نجار کے بلانے کو بھیجا سو وہ لوگ آئے در حالیکہ تلواروں کو گلوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ (یہ قبیلہ بنی نجار حضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے ننہیال تھے اس لیے کہ عبدالمطلب کی ماں سلمیٰ انہی کے قبیلہ میں تھیں سو حضرت ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ ان میں جا اتریں اور تلواروں کو اس واسطے لٹکائے ہوئے کہ مبادا حضرت ﷺ کو کوئی تکلیف نہ دے۔) سو آپ اس جگہ سے سوار ہوئے پس گویا کہ میں حضرت ﷺ کو اپنی سواری پر دیکھ رہا ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے اور بنی نجار کی جماعت آپ کے گرد تھی سو آپ اسی طرح سے اُن کے ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے اسباب کو ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں ڈال دیا یعنی وہاں اتر پڑے اور دستور آپ کا یہ تھا کہ جس جگہ نماز کا وقت آ جاتا اُسی جگہ نماز پڑھنے کو پسند رکھتے تھے اور آپ نماز پڑھتے تھے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور بے شک آپ نے حکم دیا مسجد بنانے کا سو آپ نے کسی کو بنی نجار کے بلانے کے لیے بھیجا (سو وہ لوگ آپ

بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْأٰخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ.

کے پاس حاضر ہوئے) سو آپ نے ان کو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد تم اپنا یہ باغ مجھ سے بیچ ڈالو انہوں نے کہا قسم اللہ کہ ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے یعنی یہ باغ ہم نے آپ کو للہ دے دیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس باغ میں مشرکوں کی قبریں تھیں اور رکچھ ویران زمین تھی اور رکچھ کھجوریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی قبروں کو اُکھاڑنے کا حکم فرمایا سو کھودی گئیں پھر ویران زمین کے برابر اور صاف کرنے کا حکم فرمایا سو برابر کی گی اور کھجوروں کے کاٹنے کا حکم دیا سو کاٹی گئیں سو لوگوں نے کھجوروں کو مسجد کے قبلہ کی طرف صف کر کے کھڑا کیا اور مسجد کے دونوں طرف پتھر کھڑے کر دیے اور پتھروں کو اُٹھا اُٹھا کر لانے لگے اور شعر پڑھتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ پتھر لاتے اور شعر پڑھتے اور فرماتے کہ اے پروردگار سچے بہتری نہیں مگر آخرت کی بہتری سو بخش انصار اور مہاجرین کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکین کی قبروں کو اُکھاڑ کر اُن کی جگہ مسجد بنانی جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس باغ سے مشرکوں کی قبروں کو کھودوا کر وہاں مسجد بنوائی پس یہی ہے وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مقبرہ ہبہ یا بیع سے ملک میں آیا ہو اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبروں کو وہاں سے اکھاڑ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ قبریں تعظیم کے لائق نہ ہوں اور یہ کہ مشرکین کی قبروں میں نماز پڑھنی بعد کھود ڈالنے کے جائز ہے اور یہ کہ میوہ دار درختوں کو حاجت کے لیے کاٹنا جائز ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ.

بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنے کا بیان۔

٤١١ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُولُ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ

۴۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں پھر میں نے بعد اس کے انس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھا کرتے تھے مسجد بننے سے پہلے۔

قَبلَ أَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کا بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنا مسجد بننے سے پہلے تھا بعد مسجد بننے کے آپ نے بکریوں کی جگہ میں نماز نہیں پڑھی مگر کبھی ضرورت کے وقت اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بکریوں کا پیشاب اور پائخانہ پاک ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ مَوَاضِعِ الْإِبِلِ.

اونٹوں کی جگہ نماز پڑھنے کا بیان۔

۴۱۲ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ إِلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

۴۱۲۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: یعنی اونٹ کو اپنے قبلے کے سامنے بٹھلا کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور اونٹ کو اپنے سامنے سترہ کے لیے بٹھلایا تھا تا کہ لوگ آگے سے نہ گزریں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اونٹوں کی جگہ میں نماز پڑھنی منع ہے اس لیے کہ اونٹ شیطان ہیں سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ یہ علت نماز کی ممانعت کے لیے نہیں ہو سکتی ہے اس لیے کہ اگر نماز کے نہ جائز ہونے کی یہ علت ہوتی تو اونٹ کو اپنے آگے کر کے اس کی طرف بھی نماز پڑھنی جائز نہ ہوتی حالانکہ حضرت ﷺ نے ایسا کیا ہے اور اسی طرح اونٹ پر سوار ہو کر نفل پڑھنے بھی ناجائز ہوتے حالانکہ حضرت ﷺ نے اپنے اونٹ پر نفل پڑھے ہیں۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى وَقُدَّامَهٗ تَنُّوْرٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ اللّٰهَ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّيْ.

جو شخص نماز پڑھے اور اس کے آگے تنور ہو یا آگ ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہو پس ارادہ کرے نمازی ساتھ اس کے رضامندی اللہ کی یعنی آگ وغیرہ کی تعظیم مقصود نہ ہو بلکہ محض اللہ کی رضامندی مطوب ہو تو اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میرے سامنے لائی گئی اور حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا۔

فائدہ: یہ ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جو باب وقت الظہر میں آگے آئے گی غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے

دفع کرنا ہے اس وہم کو کہ اگر نمازی آگ وغیرہ کو سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں مجوسیوں کے ساتھ تشبیہ ہے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے اس طرح پر ہے کہ اگر نمازی کے آگے آگ کا ہونا اللہ کو پسند نہ ہوتا اور نماز کا مفسد ہوتا تو اللہ اپنے پیغمبر کے سامنے نماز میں آگ کو نہ کرتا اور پیغمبر کے حق میں یہ بات جائز نہ ہوتی اور حنفیہ اس صورت میں نماز کو مکروہ کہتے ہیں گو بے اختیاری سے ہے لیکن یہ کلام اُن کے شارحین کے سراسر مخالف ہے اس لیے کہ شارحین اس صورت میں نماز کو مکروہ نہیں کہتے ہیں گو حالت اختیاری میں ہو جائز نہیں رکھتے ہیں اور شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس صورت میں نماز مکروہ نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ کا باطل پر ٹھہرنا جائز نہیں پس اختیار وعدم اختیار اس میں برابر ہے پس حالت عدم اختیار میں اُس کو جائز کہنا مستلزم ہے جواز کو حالت اختیار میں اور یہ کہنا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے محض بے دلیل بات ہے پس مردود ہے اور محض احتمال مفید نہیں ہے۔

٤١٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ.

۴۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (حضرت ﷺ کے زمانہ میں) سورج کو گہن لگا اور سیاہ اور بے نور ہو گیا سو حضرت ﷺ نے نماز پڑھی یعنی سورج گہن کی پھر فرمایا کہ مجھ کو دوزخ دکھائی گئی سو میں نے آج کے دن جیسی بڑی چیز کبھی نہیں دیکھی۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے جو ابھی مذکور ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي الْمَقَابِرِ.

قبروں میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان۔

٤١٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا.

۴۱۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کچھ نماز پڑھا کرو اور اُن کو قبریں نہ ٹھہراؤ۔

فائدہ: اس حدیث میں ظاہرًا تشبیہ دی ہے ان گھروں کو جن میں نماز نہیں پڑھی جاتی ساتھ قبروں کے یعنی جیسے کہ قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی ویسے گھروں کو مت ٹھہراؤ کہو کہ ان قبروں میں بھی نماز نہ پڑھو پس معلوم ہوا کہ قبروں میں نماز پڑھنی مکروہ ہے پس یہی ہے وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ مَوَاضِعِ الْخَسْفِ

زمین دھنس جانے کی جگہ اور عذاب نازل ہونے کی جگہ

وَالْعَذَابِ وَيُذْكَرُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ بِخَسْفِ بَابِلَ.

میں نماز پڑھنے کا بیان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے بابل میں نمرود کے ہلاک ہونے کی جگہ میں نماز کو مکروہ جانا۔

فائدہ: مجمل طور سے یہ قصہ اس طرح پر ہے کہ نمرود نے شہر بابل (یہ شہر کوفہ کے پاس ہے) میں ایک محل تیار کیا واسطے دریافت کرنے حالات اور حرکات آسمانی کے بلندی اُس کی پانچ ہزار گز تھی سو جب وہ تمام ہو چکا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا کو بھیجا کہ اس کو جڑ سے اکھاڑ کر نمرود اور اُس کی قوم پر گرا دیا پس اُس سے وہ سب قوم ہلاک ہو گئی اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

٤١٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۱۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت جاؤ اُس قوم کے پاس جس پر عذاب نازل ہوا مگر یہ کہ ہو تم رونے والے اور اگر تم رونے والے نہ ہو تو مت جاؤ تم اُن کے پاس تا کہ نہ پہنچے تم کو وہ عذاب جو پہنچا اُن کو یعنی اگر تم بے روتے وہاں جاؤ تو جو عذاب اُن پر اترا تھا وہ تم پر بھی اترے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن جن جگہوں میں عذاب الٰہی اترا ہے وہاں جانا جائز نہیں مگر روتے ہوئے جانا جائز ہے اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین سے آگے بڑھ گئے اور وہاں نہ اترے جیسے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں نہ اترنے سے معلوم ہوا کہ ایسی جگہ میں نماز مکروہ ہے اور روتے ہوئے وہاں جانے سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اگر اس جگہ کے درمیان سے گزرنا ہو تو اس جگہ سے روتے ہوئے گزر جاؤ نہ یہ کہ وہاں ٹھہرو اور مراد اس قوم عذاب کردہ سے قوم صالح علیہ السلام کی ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْبِيعَةِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِنْ أَجْلِ التَّمَاثِيلِ الَّتِي فِيهَا الصُّوَرُ.

نصاریٰ کے گرجا گھر میں نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تمہارے گرجے میں اس واسطے داخل نہیں ہوتے کہ اُس میں تصویریں ہیں۔

فائدہ: پوری حدیث اس طور پر ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام میں گئے تو نصاریٰ کے ایک بڑے رئیس نے اُن کی دعوت کی اور اُن کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ آپ میرے مکان میں تشریف لاؤ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس میں تصویریں نہ ہوں تو اس کے اندر

داخل ہونا اور نماز پڑھنی جائز ہے پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّيْ فِي الْبِيْعَةِ إِلَّا بِيْعَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نصاریٰ کے گرجے میں نماز پڑھا کرتے تھے مگر جس میں تصویریں ہوتیں وہاں نہ پڑھتے

٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَأَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَٰئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ.

۴۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبش میں ایک گرجا دیکھا جس کو ماریہ کہتے تھے یعنی نصاریٰ کا عبادت خانہ سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اُس کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور جو تصویریں اس میں دیکھیں تھیں اُن کا ذکر کیا یعنی اُس کی تعریف کی سو آپ نے فرمایا کہ البتہ وہ لوگ جب اُن میں کوئی نیک بخت مرد مر جاتا تھا تو اس کو قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت میں سب خلق سے بدتر ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرجے میں نماز پڑھنی منع ہے لیکن ظاہراً علت نہی کی یہ ہے کہ وہ گرجا قبروں پر بناتے تھے اور اُس میں تصویریں کھینچتے تھے اگر یہ دونوں امر نہ ہوں تو اُس میں نماز جائز ہے اور یہی وجہ ہے مناسبت کی اس باب سے ولکن لم یتعرض له احد۔

٤١٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

۴۱۷۔ عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اتری یعنی جب آپ کو مرض الموت ہوا تو آپ اپنے منہ پر ایک چادر ڈالنے لگے سو جب آپ اُس سے گرم ہوتے تو اُس کو منہ سے دور کرتے اور منہ کھول لیتے سو آپ نے اُسی حالت میں فرمایا کہ اللہ کی لعنت پڑے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اُن کے اس فعل سے ڈراتے تھے تاکہ آپ کی قبر شریف پر ایسا کام نہ کیا جائے جیسے کہ انہوں نے کیا یہ جملہ جواب ہے سوال کا گویا کہ کسی راوی

سے اس کی حکمت پوچھی کہ آپ نے اس وقت میں یہ حدیث کیوں فرمائی تو راوی نے یہ جواب دیا۔

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اس واسطے کہ اس کو پہلے باب سے تعلق ہے اس وجہ سے کہ دونوں بابوں میں قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

۴۱۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ.

۴۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ لعنت کرے یہود پر کہ اُن لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔

فائدہ: اس حدیث میں یہود کی تخصیص اس واسطے کی کہ ابتداء اس کام کی انہوں نے کی اور نصاریٰ نے اُن کے اس کام میں پیروی کی اور نبیوں کی جن قبروں کو یہود نے پوجا اُن کو نصاریٰ نے بھی پوجا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا.

باب ہے بیان میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی یعنی جس جگہ میں کوئی چاہے اُسی جگہ نماز پڑھ لے۔

فائدہ: پہلی امتوں میں سوائے عبادت خانوں کے اور جگہ نماز پڑھنا درست نہ تھا معلوم نہیں کیا کرتے تھے شاید عبادت خانے میں آ کر قضا کر لیتے ہوں گے واللہ اعلم اور پاک کرنے والے سے مراد تیمم ہے یعنی مٹی پاک سے تیمم جائز ہے اگلی امتوں میں تیمم کا حکم نہ تھا۔

۴۱۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَآءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ

۴۱۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ نعمتیں عنایت ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں مجھ کو فتح نصیب ہوئی دھاک سے مہینے بھر کی راہ تک اور ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی سو جس مرد کو میری امت سے جہاں نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لے او رحلال ہوئی میرے واسطے غنیمت اور لوٹ کا مال اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں تمام عالم کے لوگوں پر بھیجا گیا ہوں یعنی میں تمام جہان کا نبی ہوں

الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ.

اور مجھ کو شفاعت کا رتبہ عنایت ہوا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بعینہ کتاب التیمم کے ابتدا میں مذکور ہو چکی ہے لیکن اس جگہ میں اس حدیث کو لانے سے شاید یہ غرض ہے کہ جو کراہت پہلے بابوں میں مذکور ہو چکی ہے وہ کراہت تحریمی نہیں اس لیے کہ اس حدیث کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین کے ہر جزء اور ہر جگہ نماز کی صلاحیت رکھتی ہے اور ہر جگہ میں نماز کے لیے مسجد بنانی جائز ہے۔

بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

عورت کو مسجد میں سونا جائز ہے اگرچہ حیض آ جانے کا خوف ہو۔

٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيْدَةً كَانَتْ سَوْدَآءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوْهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُوْرٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهِ قَالَتْ فَطَفِقُوْا يُفَتِّشُوْنَ حَتّٰى فَتَّشُوْا قُبُلَهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَقَآئِمَةٌ مَعَهُمْ إِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِيْ اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهِ زَعَمْتُمْ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَهُوَ ذَا هُوَ قَالَتْ فَجَآءَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ لَهَا خِبَآءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِيْنِيْ فَتَحَدَّثُ

۴۲۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے ایک قبیلے کی ایک سیاہ رنگ لونڈی تھی سو اُس کے مالکوں نے اس کو آزاد کر دیا سو وہ انہیں کے ساتھ رہا کرتی تھی سو اُن کی ایک لڑکی کھیلنے کو باہر نکلی اور اس پر سرخ موتیوں کا ایک ہار تھا یعنی ایک سرخ موتیوں سے جڑا ہوا ہار پہنے ہوئے تھی اس لونڈی نے کہا سو اُس لڑکی نے اس کو خود اتار کر رکھ دیا اور بھول گئی یا اس سے گر پڑا (یہ راوی کا شک ہے) سو ایک چیل وہاں پر گزری اور حالانکہ وہ گرا ہوتھا سو اُس نے اس کو گوشت سمجھا یعنی سرخ ہونے کی وجہ سے وہ چیل اس کو اچک لے گئی سو ان لوگوں نے اُس ہار کو تلاش کیا مگر ان کو کہیں نہ ملا اس لونڈی نے کہا سو انہوں نے مجھ کو چوری کی تہمت لگائی کہ تو نے چرایا ہے سو میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ انہوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی اُس نے کہا قسم اللہ کی کہ میں اُن کے ساتھ وہیں کھڑی تھی کہ ناگہاں چیل اڑتی ہوئی وہاں گزری سو اُس نے ہار کو پھینک دیا وہ ہار اُن کے درمیان گر پڑا سو میں نے کہا یہ ہے وہ ہار جس کی تم مجھ کو تہمت لگاتے تھے اور حالانکہ میں اس سے بری تھی اور وہ ہار یہ ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو وہ لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

عِنْدِیْ قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِیْ مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ وَيَوْمَ الْوِشَاحِ مِنْ أَعَاجِيبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِيْنَ مَعِيْ مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هٰذَا قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

پاس آئی اور مسلمان ہوگئی سو اُس نے مسجد میں جھونپڑی ڈال رکھی تھی اس میں رہا کرتی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اور بات چیت کرتی رہتی سو جب وہ میرے پاس بیٹھتی تو یہ بات ضرور کہتی کہ ہار کا دن ہمارے رب کے عجائب کاموں سے ہے خبردار ہو بے شک اس دن مجھ کو نجات دی کفر کے شہر سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو کہا کہ تیرا کیا حال ہے اور یہ ہار کا قصہ کس طرح پر ہے کہ جب تو میرے پاس آ کر بیٹھتی ہے تو یہی کہتی ہے اور یہی ذکر کرتی ہے سو اُس وقت اس لونڈی نے مجھ کو یہ تمام قصہ سنایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا مسجد میں قیلولہ کرنا اور رات گزارنا اور سونا جائز ہے جب کہ اس کا کوئی گھر نہ ہو بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو لیکن اگر مسجد میں حیض آجائے تو مسجد سے باہر نکل جائے اور یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں خیمہ یا سائبان کھڑا کرنا سایہ کے لیے جائز ہے اور یہ کہ جس شہر میں آدمی کو تکلیف پہنچے وہاں سے دوسری جگہ جا رہے اور یہ کہ دار الکفر سے ہجرت کرنی افضل ہے اور یہ کہ مظلوم کی اجابت اور مدد کرنی جائز ہے اگرچہ کافر ہے۔

بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوْا فِي الصُّفَّةِ.

مرد کو مسجد میں سونا جائز ہے اگرچہ خوف احتلام ہو جانے کا ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند آدمی قبیلہ عکل سے سو صفہ میں رہنے لگے۔

فائدہ: یہ عرنیین کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور صفہ ایک جگہ تھی چھتی ہوئی مسجد نبوی کے آخر میں وہاں مساکین مسلمان رہتے تھے اور وہیں سوتے اور بیٹھتے تھے پس معلوم ہوا کہ مردوں کو مسجد میں سونا جائز ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَآءَ.

یعنی عبدالرحمن نے کہا کہ صفہ میں رہنے والے فقیر لوگ تھے ان لوگوں کا کوئی گھر بار نہیں تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیہ بھیجتا تو آپ اُن کو دے دیتے۔

٤٢١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۴۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں سویا کرتا تھا

عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور حالانکہ وہ کنوارا تھا اس کی بیوی نہیں تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی مسجد میں سونا ثابت ہوا۔

٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ.

۴۲۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے سو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا سو آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ سو اُس نے کہا کہ میرے اور اس کے درمیان کچھ بات چیت ہو گئی تھی یعنی کچھ جھگڑا ہو گیا تھا سو مجھ پر غصے ہو کر باہر نکل گیا ہے اور آج دوپہر کو میرے پاس نہیں سویا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ دیکھ تو وہ کہاں گیا ہے سو وہ شخص آیا اور آکر کہا کہ وہ مسجد میں لیٹا ہوا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور حالانکہ علی رضی اللہ عنہ اپنے ایک پہلو پر لیٹے تھے اور چادر مونڈھے سے تلے گری ہوئی تھی اور مونڈھے کو مٹی لگ گئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کو اس کے مونڈھے سے جھاڑنے لگے اور فرماتے تھے کہ اٹھ کھڑا ہو اے باپ مٹی کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو مسجد میں سونا جائز ہے لیکن اس سے عام طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو مسجد میں سونا جائز ہے خواہ اُس کا گھر ہو یا نہ ہو سو اس میں اتنا فرق ہو سکتا ہے کہ مسجد میں رات کو سونا اسی کے لیے جائز ہے جس کا گھر نہ ہو اور دوپہر کو سونا ہر شخص کے لیے جائز ہے مگر اس فرق کی کوئی وجہ معقول نہیں رات اور دوپہر کے سونے میں کچھ فرق نہیں پس اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تخصیص معلوم نہیں ہوتی کہ مسجد میں صرف اسی کو سونا جائز ہے جس کا گھر نہ ہو اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا گھر وہاں موجود تھا پس ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اپنے باپ کے گھر میں ٹھہر سکتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چچا کی بیٹی نہ تھی بلکہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے

پس معلوم ہوا کہ باپ کے چچیرے بھائی کو بیٹی کا چچیرا بھائی کہنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں دوپہر کو سونا جائز ہے اور یہ کہ کنیت رکھنی بغیر اولاد کے بھی جائز ہے اور یہ کہ اپنے داماد کو راضی کرنا مستحب ہے اور یہ کہ باپ کو اپنی بیٹی کے گھر میں بلا اذن جانا جائز ہے بشرطیکہ اُس کا خاوند ناراض نہ ہو۔

٤٢٣ ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَآءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ.

۴۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میں نے اصحاب صفہ کے ستر آدمیوں کو دیکھا کہ ان میں سے کسی پر چادر نہ تھی یا تو تہ بند تھا اور یا اس سے بھی چھوٹا کپڑا وہ لوگ اس کو اپنی گردن میں باندھتے تھے سو ان میں سے بعض کے کپڑے تو آدھی پنڈلی تک پہنچتے تھے اور بعض کو ٹخنوں تک پہنچتے تھے سو ہر شخص کپڑے کے دونوں طرفوں کو اکٹھا کر لیتا تھا واسطے اس خوف کے کہ اُس کی شرمگاہ نہ کھل جائے۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس طور پر ہے کہ اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو صفہ میں رہا کرتے تھے اور اُسی میں سوتے تھے اور صفہ مسجد کے اندر تھا پس مسجد میں سونا جائز ہوا۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيهِ.

جب سفر سے پلٹ کر آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر نماز پڑھے کہ مستحب ہے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پلٹ کر آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور اس میں نماز پڑھتے۔

٤٢٤ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

۴۲۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے چاشت کے وقت سو آپ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے اور میرا آپ پر کچھ قرض آتا تھا سو آپ نے مجھ کو ادا کر دیا یعنی مجھ کو دے دیا اور کچھ اس پر زیادہ کر دیا۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خرید کیا تھا اس کی قیمت باقی رہتی تھی اور یہ قیمت ادا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر سے آنے کے وقت تھا اس وقت آپ مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تھے اور یہی وجہ ہے

مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ.

جب کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھے بیٹھنے سے پہلے۔

٤٢٥ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ.

۴۲۵۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں جائے تو دو رکعتیں نفل پڑھے بیٹھنے سے پہلے۔

فائدہ: اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے سنت یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو اول تحیۃ المسجد پڑھے تب مسجد میں بیٹھے اور یہ نماز واسطے تعظیم مسجد کے مقرر ہوئی ہے اس لیے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت اس نماز کا بیٹھنے سے پہلے ہے لیکن اگر بھول کر بیٹھ جائے اور پھر کھڑا ہو کر پڑھ لے تو جب بھی جائز ہے اور بعض لوگوں کی عادت ہے کہ اول عمداً تھوڑا سا بیٹھ لیتے ہیں پھر کھڑے ہو کر تحیۃ المسجد پڑھتے ہیں سو یہ جائز نہیں اور سب علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ دو رکعت مستحب ہیں لیکن بعض اہل ظاہر اس کو واجب کہتے ہیں اور یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کی جو اوقات منہی عنہا میں نماز پڑھنے کے ناجائز ہونے پر دلالت کرتی ہے سو شافعیہ تو پہلی حدیث سے اس کے عموم کی تخصیص کرتے ہیں اور حنفیہ اور مالکیہ اس کے برعکس دعویٰ کرتے ہیں۔

بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد کے اندر وضو ٹوٹنے کا بیان۔

٤٢٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ.

۴۲۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک فرشتے دعا کرتے ہیں ایک تمہارے پر جب تک کہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں بیٹھا رہے جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ اس کو بخش دے اس پر رحمت کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں وضو ٹوٹ جانا سینڈھ ڈالنے سے بھی سخت ہے اس لیے کہ اس کے لیے کفارہ ہے اور اس کے لیے کفارہ مذکور نہیں بلکہ وہ شخص فرشتوں کی دعا سے محروم رہتا ہے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ.

مسجد کے بنانے کا بیان یعنی سنت یہ ہے کہ مسجد کولکڑی وغیرہ سے بنایا جائے اور اس میں زینت نہ کی جائے۔

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ.

یعنی ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی چھڑیوں سے تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بچاؤں آدمیوں کو مینہ سے اور رنج سے اس سے کہ سرخ رنگ کرے تو مسجد کو یا زرد رنگ کرے سولوگوں کو فتنے میں ڈالے۔

فائدہ: یعنی لوگ اس کے دیکھنے میں مشغول ہو جائیں اور نماز میں حضور قلب سے محروم رہیں یا یہ کہ مبتلا کرے تو لوگوں کو ساتھ نقش کرنے مسجدوں کے کہ مسجد نبوی کی سند پکڑیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کی چھت ایسی نہیں تھی کہ لوگوں کو مینہ سے بچائے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو مضبوط کر دیا تھا تا کہ لوگ مینہ سے محفوظ رہیں۔

وَقَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُوْنَهَا إِلَّا قَلِيْلًا.

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا (کہ پچھلے زمانے میں) لوگ فخر کے لیے بڑی بڑی مسجدیں بنائیں گے لیکن ان کو عبادت کے ساتھ آباد نہیں کریں گے مگر تھوڑے لوگ۔

فائدہ: یعنی ان میں عبادت کوئی نہیں کرے گا مگر تھوڑے لوگ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مسجدوں کو نقش دار مت بناؤ جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے عبادت خانوں کو زینت دار بنایا ہے۔

٤٢٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيْدُ وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ شَيْئًا

۴۲۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک مسجد نبوی کی دیواریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی سے تھے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ زیادہ نہ کیا بلکہ اس کو سابق حال پر قائم رکھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ زیادہ کیا او رجو بنیاد اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رکھی گئی تھی اسی پر اس کو کچھ

وَزَادَ فِيْهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰى بُنْيَانِهٖ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ وَأَعَادَ عُمُدَهٗ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهٗ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيْهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَبَنٰى جِدَارَهٗ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهٗ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوْشَةٍ وَسَقَفَهٗ بِالسَّاجِ.

اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے پھر کر بنایا اور اس کے ستونوں کو بھی دو ہرایا یعنی پرانے نکال کر ان کی جگہ نئے ستونوں کو کھڑا کیا پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بدلایا سو اُس نے اس میں بہت زیادتی کی یعنی اس کی لمبائی اور چوڑائی میں اور اس کی دیواروں کو نقش دار پتھروں اور گچ سے بنوایا اور اس کے ستونوں کو نقش دار پتھروں سے بنوایا اور سال کی لکڑی سے اس پر چھت ڈالی

فائدہ: پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے بنانے میں میانہ روی کی جائے اور اس کی زیب زینت میں زیادتی نہ کی جائے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باوجود کثرت مال کے اور فتح ہونے بہت ملکوں کے اس میں کچھ زیادتی نہ کی بلکہ اس کو سابق حال پر رہنے دیا صرف تجدید کر دی سو وہ بھی اس غرض سے کہ شاخیں کھجور کی پرانی ہو گئیں تھیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو پتھروں سے بنوایا لیکن اس میں ایسے نقش و نگار نہیں تھے کہ آدمی کا دل اس کی طرف دیکھ کر لگ جائے و مع ذلک بعض صحابہ نے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس میں بھی سخت انکار کیا پس معلوم ہوا کہ سنت وہی ہے کہ لکڑی اور کچی اینٹوں سے سیدھی سادی مسجد بنائی جائے اور اس میں کچھ تکلف نہ کرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس میں زیادتی کرنے سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے اس میں مضبوطی زیادہ کر دی یا بلندی میں زیادتی کر دی تھی۔

بَابُ التَّعَاوُنِ فِىْ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِيْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِى النَّارِ هُمْ خَالِدُوْنَ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى أُولٰٓئِكَ أَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾.

مسجد کے بنانے میں مدد لینے کا بیان اور بیان میں قول اللہ تعالیٰ کا کہ مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں یعنی عمارت کریں ساتھ اخلاص کے اور نیت تقرب کے آخر آیت تک۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس آیت کے لانے سے یہ ہے کہ مراد اس آیت میں مسجد آباد کرنے سے مسجد کی در و دیوار کو بنانا ہے پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکوں سے مسجد کے بنانے میں امداد لینی جائز نہیں ہے واللہ اعلم۔

٤٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۴۲۸۔ عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو

الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهٖ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلٰى أَبِيْ سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهٖ فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِيْ حَائِطٍ يُصْلِحُهٗ فَأَخَذَ رِدَآئَهٗ فَاحْتَبٰى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى أَتٰى ذِكْرُ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ.

اور اپنے بیٹے علی کو کہا کہ تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ سو اُس سے حدیث کو سنو سو ہم دونوں (اس کی طرف) چلے سو نا گہاں وہ ایک باغ میں تھا کہ اس کو سنوار رہا تھا سو اُس نے اپنی چادر کو لیا اور بیٹھ گیا اس صورت سے کہ اپنے گھٹنوں کو کھڑا کیا اور چوتڑوں کو زمین پر رکھا اور چادر سے اپنی پشت اور گھٹنوں کو حلقہ کیا پھر ہم کو حدیثیں سنانے لگا یہاں تک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر کرنے لگا سو اُس نے کہا کہ ہم ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر لاتے تھے اور عمار دو دو اینٹوں کو اٹھا کر لاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا کہ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے ہیں سو آپ اس کے مونڈھے سے مٹی کو جھاڑنے لگے اور فرماتے تھے کہ افسوس ہے عمار پر اس کو بڑی سختی ہونی ہے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا وہ تو ان کو بہشت کی طرف بلائے گا اور وہ گروہ اس کو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں پناہ پکڑتا ہوں اللہ کی فتنوں سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے بنانے میں دوسرے آدمیوں سے مدد لینا جائز ہے اس لیے کہ صحابہ اینٹوں کو اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے اور مسجد کو بناتے تھے اور اس حدیث سے اور بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ علم کو کسی نے احاطہ نہیں کیا ہے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باوجود فراخی علم کے اپنے بیٹے کو ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حدیث پڑھنے کو بھیجا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یاد نہ تھی اور یہ کہ سلف کے لوگ تواضع کرتے تھے اور تکبر نہیں کرتے تھے اور اپنی معاش کا کام اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے اور یہ کہ طالب علموں کی تعظیم کی جائے اور ان کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کیا جائے اور یہ کہ مسجد کے بنانے میں بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ حدیث بیان کرنے کے وقت اطمینان اور ادب کے ساتھ بیٹھنا چاہیے اور کام کے وقت میں حدیث بیان نہ کرنی چاہیے اور یہ کہ جو اللہ کے راہ میں کام کرنے والا ہو اس کی تعظیم کرنی چاہیے۔

فائدہ: عمار رضی اللہ عنہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے جب معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین کی لڑائی ہوئی تب عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام بحق علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور مراد جنت

اور آگ سے اس کا سبب ہے یعنی طاعت امام کی سو دونوں طرف کے لوگ مجتہد تھے اپنے اپنے اجتہاد میں اپنے تئیں ہر کوئی حق جانتا تھا لیکن امام بحق علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور وہ اپنے اجتہاد میں مخطی تھے اُن سے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی پس ان کو کچھ طعن کرنا جائز نہیں اور سلامتی اسی میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان لڑائیوں اور تنازعوں میں سکوت کیا جائے اور ان کے واقعات میں بحث اور گفتگو کرنے سے اپنی زبان کو بند کیا جائے اور اُن کے اس معاملہ کو اللہ کی طرف سپرد کیا جائے پس اس مقام میں یہی بات ٹھیک ہے اور بس۔

بَابُ الْاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِيْ أَعْوَادِ الْمِنبَرِ وَالْمَسْجِدِ.

منبر کی لکڑیوں اور مسجد کے بنانے میں بڑھیوں اور کاری گروں سے مدد لینے کا بیان۔

٤٢٩ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِيْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ.

۴۲۹۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک عورت کی طرف کہلا بھیجا کہ تو اپنے بڑھئی غلام سے کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں سے منبر بنائے کہ میں اس پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ سنایا کروں۔

٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ.

۴۳۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت کیا میں آپ کے لیے لکڑیوں سے کوئی چیز ایسی نہ بناؤں جس پر آپ بیٹھا کریں اس لیے کہ میرا ایک غلام ہے وہ بڑھئیے کا کام کیا کرتا ہے سو آپ نے فرمایا کہ اگر تیری مرضی ہو تو بنا سو اُس نے منبر تیار کروایا۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں مسجد اور صناع کا ذکر نہیں صرف منبر اور بڑھئیے کا ذکر ہے سو ان کو ان دونوں پر قیاس کیا ہے یعنی جب منبر میں بڑھئیے سے مدد لینی جائز ہے تو ایسے ہی مسجد میں بھی کاریگر سے امداد لینی جائز ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کاریگر سے مراد عام ہو جو بڑھئیے کو بھی شامل ہو اور مسجد منبر کو شامل ہو پس گویا کہ منبر کا بنانا مسجد کا بنانا ہے اور ظاہر ان دونوں حدیثوں میں مخالفت ہے اس لیے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنانے کی خود فرمائش کی اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے پہلے درخواست کی سو تطبیق ان میں اس طور سے ہے کہ پہلے عورت نے اس بات کی درخواست کی تھی کہ سو وہ کچھ دن اُس کو بھول گئی پھر کئی دن کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وہ یاد دلایا پس اُس سے منبر تیار کروایا پس مخالفت دفع ہوگئی پس حاصل یہ ہے کہ منبر اور مسجد

کے کام میں کاریگروں اور بڑھئیوں سے مدد لینا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا.

اللہ کے واسطے مسجد کے بنانے والے کی فضیلت کا بیان

٤٣١ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ حِيْنَ بَنٰى مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ.

۴۳۱۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کی مسجد میں زیادتی کی اور اُس کی دیواروں اور ستونوں کو پتھروں سے بنوایا تو لوگوں نے اُس کے حق میں انکار کیا یعنی جب خود حضرت ﷺ نے ایسا تکلف نہیں کیا تو اب اُس کو پتھروں سے بنوانا جائز نہیں ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم نے (میرے حق میں) بہت انکار کیا ہے اور بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بنائے اور اس سے صرف اللہ ہی کی رضامندی چاہے نام اور فخر غرض نہ ہو تو اللہ اس کے لیے ویسا گھر بہشت میں بنا دے گا۔

فائدہ: یعنی جس قدر بلند اور فراخ اور محکم زیادہ ہو اسی قدر بہتر ہے پس اس زیادتی کا بدلہ بھی ویسا ہی ہے کہ کوئی ابتدا سے مسجد بنا دے اور ظاہرًا یہ حدیث مخالف ہے اس آیت کے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ یعنی ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی سو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد مثل سے مثلیت باعتبار کمیت اور اندازہ کے ہے اور زیادتی حاصل ہے باعتبار کیفیت اس لیے کہ ایک گھر ایسا ہوتا ہے کہ وہ دس بلکہ سو گھر سے بھی بہتر ہوتا ہے اور یا یہ کہ اس کو گھر کے بدلے گھر ملے گا نہ دوسری چیز قطع نظر اس سے کہ دس ہوں یا زیادہ باوجودیکہ فرق حاصل ہے اس طور کہ دنیا تنگ ہے اور بہشت فراخ ہے اور ایک بالشت کی جگہ وہاں کی تمام دنیا سے بہتر ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ يَأْخُذُ بِنُصُوْلِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ.

جب کوئی مسجد میں جائے تو چاہیے کہ تیر کے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لے تا کہ کسی کو ایذا نہ پہنچے۔

٤٣٢ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ سِهَامٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۳۲۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عمرو کو کہا کہ کیا تو نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے کہ ایک مرد مسجد میں آیا اور اس کے پاس تیر تھا سو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کے پھل کو پکڑ رکھ تا کہ کسی کو لگ نہ جائے سو عمرو نے کہا کہ ہاں

وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا.

میں نے یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

فائدہ: بعض طریقوں میں نعم کا لفظ واقع نہیں ہوا سو اُس میں عمرو کا سکوت ہاں کے قائم مقام ہے جیسے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ استاد کا نعم کہنا شرط نہیں بلکہ اگر کبر دار ہو تو سکوت کافی ہے۔

بَابُ الْمُرُوْرِ فِي الْمَسْجِدِ.

یعنی اگر تیر کے پھل کو ہاتھ سے پکڑا ہو تو تیر ساتھ لیے ہوئے مسجد میں آنا جائز ہے۔

٤٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلٰى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهٖ مُسْلِمًا.

۴۳۳۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہماری مسجد یا بازار میں تیر کو ساتھ لیے آئے تو چاہیے کہ اُس کے پھل کو پکڑ رکھے تا کہ کسی مسلمان کو زخم نہ کرے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں کچھ فرق نہیں صرف اسناد دوسری ہونے کی وجہ سے یہ حدیث دوبارہ لائی گئی ہے اور نیز پہلی حدیث میں مسجد سے گزرنے کا لفظ شارع سے مروی نہیں اور اس میں یہ لفظ شارع سے مروی ہے۔

بَابُ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں شعر پڑھنے جائز ہیں۔

٤٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

۴۳۴۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ کر کے کہتے تھے کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے حسان رسول کی طرف سے کافروں کو جواب دے یا الٰہی اس کو روح پاک سے مدد کر (یعنی جبرئیل علیہ السلام سے) کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاں۔

فائدہ: کفار قریش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجو اور مذمت بیان کیا کرتے تھے اور اس میں شعر جوڑ جوڑ کر پڑھتے کافروں کی طرف سے شاعر ابو سفیان تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو فرمایا کہ تو کافروں کی ہجو کر اور

شعروں میں اُن کی مذمت بیان کرسو مسلمانوں کی طرف سے حسان رضی اللہ عنہ کافروں کی ہجو کیا کرتے تھے اور بعض طریقوں میں اس حدیث کے آیا ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ مسجد میں کافروں کی ہجو میں شعر پڑھ رہے تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں آئے اور حسان رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھنے سے منع کیا سو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسی مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور حالانکہ اس میں وہ شخص تھا جو تجھ سے بہتر تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو میں آپ کے سامنے مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور آپ مجھ کو کبھی منع نہیں کرتے تھے سو تو کیوں منع کرتا ہے پس حسان رضی اللہ عنہ نے ایک نظر کی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وہاں دیکھا سو اُس کو گواہ کیا اور اس وقت یہ حدیث بیان کی پس مسئلہ باب کا اس حدیث سے ثابت ہو گیا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسجد میں شعر پڑھنا منع ہے سو ان میں تطبیق یہ ہے کہ منع وہ شعر ہیں جو جاہلیت اور جھوٹوں اور غالیوں کے ہیں اور جو حق ہوں وہ جائز ہیں۔

بَابُ أَصْحَابِ الْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ.

برچھی بازوں کو مسجد میں آنا اور اس میں کھیلنا جائز ہے۔

٤٣٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَآئِهٖ أَنْظُرُ إِلٰى لَعِبِهِمْ زَادَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ.

۴۳۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک میں نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حالانکہ حبشی لوگ مسجد میں برچھوں سے کھیل رہے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنی چادر سے چھپائے ہوئے تھے درحالیکہ میں اُن کو دیکھ رہی تھی۔

فائدہ: اس باب کے لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ مسجد میں تیروں کے ساتھ گزرنے کی جو ممانعت آ چکی ہے تو وہ مخصوص ہے ساتھ اس باب کے اس لیے کہ اس صورت میں تیروں سے محفوظ رہنا آسان ہے کہ ہر کسی کا خیال اسی میں ہوتا ہے بخلاف اس کے کہ بے خبر تیر کو لیے مسجد میں چلا آئے اس لیے کہ اس میں ایذا کا خوف ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مباح کھیل کی طرف دیکھنا جائز ہے اور عورت کا غیر مردوں کو دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ آپ

کو اُن سے چھپایا ہوا ہو اور اگر کوئی کہے کہ یہ کھیلنا مسجد میں کیسے جائز ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ کھیلنا درحقیقت بندگی ہے اس لیے کہ کافروں کے جہاد میں کام آتا ہے اگر نیت نیک ہو تو ثواب ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں منبر پر خرید و فروخت کے ذکر کرنے کا بیان یعنی مسجد میں اس کو ذکر کرنا اور اس کا حکم بیان کرنا جائز ہے لیکن اس کو مسجد میں منعقد کرنا جائز نہیں ہے۔

٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْأَلُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِيْ وَقَالَ أَهْلُهَا إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً إِنْ شِئْتِ أَعْتَقْتِهَا وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لَنَا فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرَتْهُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيٰى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ

۴۳۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ اس کے پاس آئی اور وہ اس سے کتابت کے باقی درہموں کے ادا کرنے کا سوال کرتی تھی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں باقی مال کتابت کا تیرے مالکوں کو دے دوں اور آزادی کا حق میرے لیے ہو گا اور اس کے مالکوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تو چاہے تو اس کو آزاد کر دے اور آزادی کا حق ہمارے لیے ہو گا یعنی خواہ آزاد کر یا نہ کر آزادی کے حق کے ہم وارث ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جب حضرت گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو اُس لونڈی کو مول لے پھر اس کو آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہوتا ہے جو آزاد کرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کیا حال ہے اُن لوگوں کا جو خرید و فروخت میں ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو شخص ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو وہ شرط اس کو کچھ فائدہ نہیں دیتی اور اُس کا وہ مستحق نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ ایسی سو شرط کرے۔

عَمْرَةَ أَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ.

فائدہ: ایک لونڈی تھی اس کا نام بریرہ تھا اپس کے مالکوں نے اس کو لکھ دیا تھا کہ اگر تو مثلاً اتنے درہم کما کر ہم کو دے دے تو آزاد ہو جائے گی سو اُس نے کچھ درہم کما کر اپنی کتابت میں ادا کر دیے تھے اور کچھ باقی رہتے تھے سو اُس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کا آ کر سوال کیا کہ تو باقی درہموں کو میرے سر سے ادا کر کے مجھ کو آزاد کر دے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس شرط سے خریدتی ہوں کہ تیری وراثت کا حق مجھ کو ملے اور اُس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وراثت کا حق ادا کرنے والے کو چاہے اُس کے مالک ناحق شرط کرتے ہیں اور وارث کا حق یہ ہے کہ جب غلام آزاد ہو گیا اور کچھ مدت بعد مر گیا تو وہ جو مال چھوڑ کر مر جائے اُس کا وارث آزاد کرنے والا ہوتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیع شراء کا ذکر کرنا اور اُس کا حکم بیان کرنا یا کوئی اس باب کا مسئلہ بیان کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اُن لوگوں کا الخ اس لیے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس قصہ مذکورہ کی جس میں بیع وشراء وعتق وولاء کا ذکر ہے لیکن مسجد میں خود بیع وشراء کرنا جائز نہیں اور بعض نے اس کو جائز رکھا ہے لیکن اگر مسجد میں کسی چیز کی بیع ہو جائے تو وہ بیع بالاتفاق صحیح ہو جاتی ہے اور منعقد ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ التَّقَاضِي وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں کسی قرض دار سے اپنا قرض مانگنا اور اس کو تقاضا کرنا اور تقاضے کو لازم پکڑنا جائز ہے۔

٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

۴۳۷۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس کا کچھ قرض ابن ابی حدرد کے سر پر تھا سو کعب نے اس سے مسجد میں اپنا قرض چاہا اور اس کا تقاضا کیا سو اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یعنی دونوں آپس میں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ ان کی آواز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور حالانکہ آپ اپنے گھر میں تھے سو آپ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرے کے پردے کو کھولا اور آواز دی کہ اے کعب اُس نے عرض کی میں حاضر ہوں یارسول اللہ فرمایا کہ اپنا آدھا قرض اس کو معاف کر دے سو اُس نے عرض کی کہ البتہ میں نے اس کو آدھا چھوڑ دیا یا رسول اللہ سو آپ نے ابن حدرد کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور باقی آدھے کو ادا کر دے۔

قُمْ فَاقْضِهِ.

فائدہ: اس حدیث سے مسجد میں قرض دار سے اپنے قرضے کا مطالبہ اور تقاضا کرنا ثابت ہوا لیکن اس کے ساتھ ہر وقت رہنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے سو اس سے غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اشارہ کرنا ہے طرف اس بات کی کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اس کو ہر وقت لازم پکڑنے کا بیان آچکا ہے جیسے کہ باب الصلح میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ اکثر عادت ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب میں جیسے کہ کئی بار مذکور ہو چکا ہے۔

بَابُ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰى وَالْعِيْدَانِ.

مسجد کو جھاڑو دینا اور اس میں سے دھجیوں اور میلی چیز اور لکڑیوں کو اٹھانا یعنی اس کی کیا فضیلت ہے؟۔

٤٣٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوْ امْرَأَةً سَوْدَآءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ أَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَأَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا.

۴۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ عورت مسجد کو جھاڑو دیا کرتی تھی سو وہ مرگئی (اور لوگوں نے اس کو دفن کر دیا) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال پوچھا کہ وہ کہاں ہے سو لوگوں نے عرض کی کہ وہ مرگئی ہے سو فرمایا کہ تم نے مجھ کو اس کی اطلاع کیوں نہیں دی مجھ کو اس کی قبر بتلاؤ سو آپ اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے مسجد میں جھاڑو دینے کا مسئلہ ثابت ہوا ہے لیکن دھجیوں اور لکڑیوں وغیرہ کے اٹھانے کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے سو ان چیزوں کو ترجمہ میں ذکر کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں ان چیزوں کا بھی ذکر آ گیا ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں تجارت شراب کی حرمت کا بیان۔

٤٣٩ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ.

۴۳۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی آیتیں سود کے حرام کرنے میں اتریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے سو آپ نے وہ آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں پھر آپ نے فرمایا کہ شراب کی سوداگری کرنی حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت شراب کی حرمت کو اور اس کے اور احکام کو مسجد میں بیان کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهَا.

مسجد کی خدمت کے لیے خدمتگار رکھنے کا بیان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ﴿نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا﴾ یعنی عمران کی عورت نے کہا کہ نظر کی میں واسطے اللہ کے جو میرے شکم میں ہے درحالیکہ آزاد کیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد اس عورت کی یہ تھی کہ میں نے اس کو مسجد کے لیے آزاد کر دیا ہے تا کہ مسجد کی خدمت کیا کرے اور میں اس سے کوئی دنیا کا کام نہیں لوں گی۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجد کے لیے خادم رکھنا جائز ہے اس لیے کہ اس عورت نے مسجد کی خدمت کے لیے نذر مانی اور وہ نذر اس کی صحیح ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو ثابت رکھا اس کی اس نذر کو منع نہ فرمایا۔

٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِهَا.

۴۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسجد کو جھاڑو دیا کرتی تھی پھر اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آپ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی۔

بَابُ الْأَسِيْرِ أَوِ الْغَرِيْمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ.

قیدی اور قرض دار کو مسجد میں باندھنا جائز ہے۔

٤٤١ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي

۴۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش جن رات کو میرے آگے گھس پڑا میری نماز توڑ دینے کو سو اللہ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا پھر میں نے اس کو پکڑ لیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے کھمبوں میں سے کسی کھمبے میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ اس کو دیکھو پھر مجھ کو یاد آ گئی اپنے سلیمان بھائی کی دعا وہ دعا

اللّٰهُ مِنهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوا وَتَنظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا.

یہ تھی کہ اے میرے رب مغفرت کر اور دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے پھر حضرت ﷺ نے اس کو دھکیل دیا دھتکار کر۔

فائدہ: جن اور دیو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ ایسی بادشاہی میرے بعد کسی کو نہ ملے اس لیے حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا اور سلیمان علیہ السلام کی دعا کی رعایت کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مراد اس دعا سے یہی تھی کہ جن اور دیو میرے قابو میں ہو جائیں اور ان پر میرا قبضہ ہو جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیدی کو مسجد میں باندھنا جائز ہے ورنہ حضرت ﷺ اُس جن کو مسجد میں باندھنے کو جائز نہ رکھتے اور قرض دار کا حکم اس حدیث میں مذکور نہیں سو اس کو قیدی پر قیاس کر لیا ہے۔

بَابُ الْاِغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ وَرَبْطِ الْأَسِيْرِ أَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيْمَ أَنْ يُحْبَسَ إِلٰى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ.

جب کافر مسلمان ہو جائے تو اس کے غسل کرنے کا بیان اور نیز قیدی کے مسجد میں باندھنے کا بیان۔ اور شریح قاضی حکم کیا کرتے تھے کہ قرض دار کو مسجد کے کھمبوں میں باندھا جائے۔

٤٤٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

۴۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر کو نجد کی طرف بھیجا (نجد ایک ملک کا نام ہے عراق کی طرف) سو وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ کر لے آئے کہ اُس کا نام ثمامہ تھا سو انہوں نے اس کو مسجد کے کھمبوں سے ایک کھمبے میں باندھ دیا سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے سو فرمایا کھول دو ثمامہ کو (سو لوگوں نے اس کو کھول دیا) سو وہ کھجوروں کی طرف چلا جو مسجد کے قریب تھیں سو اُس نے غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہا کہ گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

فائدہ: یہ ترجمہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے صرف باب کا لفظ واقع ہوا ہے اس لیے کہ اس کو پہلے باب سے بہت مناسبت ہے کو دونوں بابوں کا مطلب ایک ہے اور کافر کا مسلمان ہو کر نہانا مسجد سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا اور یہ کتاب احکام مسجد کے بیان میں ہے اس کی توجیہ اس طور سے ہو سکتی ہے کہ کافر اکثر جنبی ہوتا ہے اور جنبی مسجد سے ممنوع ہے مگر ضرورت کے لیے سو جب وہ اسلام لے آیا تو اس کے لیے مسجد میں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی پس اُس نے غسل کر لیا تا کہ اس کو مسجد میں ٹھہرنا جائز ہو۔

بَابُ الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضٰى وَغَيْرِهِمْ.

بیماروں وغیرہ کے واسطے مسجد میں خیمہ کھڑا کرنا جائز ہے۔

٤٤٣ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَأْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ فِيْهَا.

۴۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن سعد رضی اللہ عنہ کو رگ ہفت اندام میں تیر لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے مسجد میں خیمہ کھڑا کیا تا کہ پاس سے اُس کو پوچھتے رہیں اور مسجد میں ایک اور خیمہ تھا بنی غفار کا سو نہ گھبراہٹ میں ڈالا اُن کو مگر خون نے جو اُن کی طرف بہہ کر گیا سو وہ کہنے لگے کہ اے خیمہ والو! یہ کیا چیز ہے جو ہمارے پاس تمہاری طرف سے آتی ہے پس یکا یک دیکھا انہوں نے کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ ہے کہ اُس کی رگ سے خون جوش مار کر بہہ رہا ہے سو سعد رضی اللہ عنہ اسی زخم کے سبب سے مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار وغیرہ کے واسطے مسجد میں خیمے کو کھڑا کرنا جائز ہے۔

بَابُ إِدْخَالِ الْبَعِيْرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرٍ.

بیماری وغیرہ کسی سبب کے واسطے اونٹ کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف سوار ہو کر اونٹ پر کیا تھا کہ سب لوگ آپ کو دیکھیں اور آپ سے دین کے احکام پوچھیں اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کو بہ کی مسجد میں اونٹ کو داخل کیا تھا تو معلوم ہوا کہ اونٹ کو حاجت کے لیے مسجد میں داخل کرنا جائز ہے۔

٤٤٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۴۴۴۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ بَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ قَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ.

سے شکایت کی اس بات کی کہ میں بیمار ہوں اور پیادے طواف کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں سو آپ نے فرمایا کہ تو طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر۔

فائدہ: مسئلہ باب کا اس حدیث سے بھی اُسی طرح ثابت ہوتا ہے جیسے کہ پہلی حدیث سے ثابت ہوا۔

٤٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى أَتٰى أَهْلَهٗ.

۴۴۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک دو صحابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے یعنی عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھر کو چلے ایک کا نام عباد بن بشر تھا اور دوسرے کا نام اسید تھا اور حالانکہ نور کی دو مشعلیں دو چراغوں کی طرح دونوں کے ساتھ ساتھ جلتی جاتی تھیں سو جب وہ دونوں جدا جدا ہوئے تو دونوں سے ایک ایک مشعل ہر ایک کے ساتھ ہوگئی یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے اپنے گھر آئے۔

فائدہ: اس حدیث کو کتاب المساجد میں لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں صحابی عشاء کی نماز پڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت رات تک بیٹھے رہے جب اٹھ کر گھر کو جانے لگے تو رات بہت اندھیری تھی سو نور کی دو مشعلیں دونوں کے ساتھ ساتھ جلتی گئیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر جا پہنچے اور یہ نور ان کو دو وجہ سے حاصل ہوا تھا ایک تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے دوسرا مسجد میں بیٹھنے سے سو اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو احکام المساجد میں لایا ہے اور بعضوں نے کہا کہ جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت رات مسجد میں کلام کرتے رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں کلام کرنی جائز ہے۔

بَابُ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں طاقی رکھنے اور اس میں سے گزرنے کا بیان۔

فائدہ: جن صحابہ کے گھر مسجد کی دیواروں کے ساتھ تھے ان سب نے مسجد میں طاقیں رکھی ہوئی تھیں تا کہ جماعت وغیرہ کی ان کو اطلاع ہو جایا کرے اور بعضوں نے مسجد میں دروازے رکھے ہوئے تھے کہ اُس میں سے اندر باہر آتے جاتے تھے سو وحی آئی کہ تمام دوازوں اور طاقیوں بند کیا جائے لیکن بعض اُس سے مخصوص ہو گئے تھے جیسے کہ آئندہ معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

٤٤٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ مَا يُبْكِيْ هٰذَا الشَّيْخَ إِنْ يَّكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَنَا قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ أُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِيْ بَكْرٍ.

۴۴۶۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا بے شک اللہ نے مختار کیا اپنے بندے کو دنیا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے سو میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ بوڑھا کس سبب سے روتا ہے اگر اللہ نے مختار کیا ایک بندے کو دینا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا یعنی ابو سعید رضی اللہ عنہ کو تعجب آیا کہ یہ رونے کا کون مقام ہے سو وہ بندہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ عالم تھے وہ سمجھ گئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کی خبر دی ہے یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تب ہم اس کا مطلب سمجھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کی خبر دی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر مت رو سب لوگوں میں رفاقت جان اور مال کے راہ سے تیرا مجھ پر احسان زیادہ ہے یعنی آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دی ساتھ ظاہر کرنے کمال خصوصیت کے اور اگر یہ اللہ کے سوا جانی دوستی کسی اور سے کرتا تو تجھ ہی سے کرتا لیکن ہماری تیری اسلام کی برادری اور محبت ہے مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر بند کیا جائے سوئے دروازے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: خلت کا معنی صفائی دوستی کا ہے جو مراد اسرار قبول کرنے سے اور وہ محبت سے بلند ہے اور نیز خلیل اس کو کہتے ہیں کہ اس کے دل میں سوائے دوست کے اور کسی کی گنجائش نہ ہو اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک محبت اور دوستی خدائی سے پر تھا اس لیے سوائے اللہ کے دوست پکڑنے کی گنجائش نہ تھی اور محبت قلبی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض کے

ساتھ تھی تو وہ محض اللہ کے واسطے تھی سو یہ بھی اللہ کی محبت کی ایک شاخ ہے پس اس کی منافی نہیں ہے اور نیز محبت کہتے ہیں دل کے تعلق کو ساتھ محبوب کے اور کسی چیز کا تمام دل کو پکڑ لینا دوسری چیز ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں طاقی رکھنی جائز نہیں ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا۔

٤٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ عَاصِبٌ رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ سُدُّوْا عَنِّيْ كُلَّ خَوْخَةٍ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِيْ بَكْرٍ.

۴۴۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اُس بیماری میں جس میں آپ نے انتقال کیا اور آپ اپنے سر کو ایک کپڑے سے باندھے تھے سو آپ آ کر منبر پر بیٹھ گئے سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثناء کہی پھر فرمایا کہ سب لوگوں میں رفاقت اور احسان کرنے والا جان اور مال کے راہ سے مجھ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی شخص زیادہ نہیں اور اگر سوائے اللہ کے جانی دوستی میں کسی اور سے کرتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی سے کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت اس کے ساتھ سب سے زیادہ ہے یا سب دوستوں سے افضل ہے سو مسجد کے اندر سے آنے جانے کی سب طاقیوں کو بند کر دو سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ کھلی رہے کہ وہ میرے اسرار اور بھید کا واقف ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مطلب بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ الْأَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ.

خانہ کعبہ اور مسجدوں کے لیے دروازے رکھنے اور کواڑ لگانے کا بیان یعنی جائز ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِيَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَأَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْوَابَهَا.

ابن جریج سے روایت ہے کہ مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبدالملک (یہ ابن جریج کا نام ہے) اگر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مسجدوں اور اُن کے دروازوں کو دیکھے تو ان سے متعجب ہو جائے یعنی وہ مسجدیں بہت عمدہ ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کے لیے دروازے رکھنے جائز ہیں۔

۴۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ أَغْلَقَ الْبَابَ فَلَبِثَ فِيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوْا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلّٰى فِيْهِ فَقُلْتُ فِيْ أَيٍّ قَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى.

۴۴۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن) مکے میں تشریف لائے تو آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اس لیے کہ کعبے کی چابی اُس کے پاس تھی سو اُس نے کعبے کا دروازہ کھولا سو آپ اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ چاروں کعبہ کے اندر داخل ہوئے پھر آپ نے دروازے کو بند کروادیا سو آپ ایک گھڑی تک اس میں ٹھہرے رہے پھر باہر نکل آئے ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے جلدی سے جا کر بلال کو پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کیا ہے؟ سو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی ہے سو میں نے کہا کہ آپ نے کعبے کی کس طرف نماز پڑھی ہے کہا کہ درمیان دو کھنبوں کے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی مذکور ہوئی ہو چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ خالی کعبے کا دروازہ بھی تھا اور اس کے کواڑ بھی تھے جس سے وہ بند کیا جاتا تھا پس معلوم ہوا کہ مسجد کا دروازہ رکھنا اور اس کو کواڑ لگانا جائز ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کعبہ کے اندر جا کر دروازے کو بند کروا دیا تھا تو اس کا سبب یہ تھا کہ تمام لوگ اندر نہ گھس آئیں آپ کے افعال دیکھنے کو یا یہ تھا کہ آپ بے فکر خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھیں یا یہ تھا کہ آپ اس کی تمام طرفوں میں نماز پڑھیں اس لیے کہ کھلے دروازے کی طرف نماز پڑھنی جائز نہیں۔

بَابُ دُخُوْلِ الْمُشْرِكِ الْمَسْجِدَ. مشرک کو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

۴۴۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ.

۴۴۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو نجد کی طرف بھیجا سو وہ قبیلے بنی حنیفہ کے ایک مرد کو قید کر کے لے آئے اُس کا نام ثمامہ تھا سو انہوں نے اس کو مسجد کے کھنبوں میں سے ایک کھنبے کے ساتھ باندھ دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کا مسجد میں آنا جائز ہے سوائے مسجد کعبہ کے کہ ہو اس سے مخصوص ہے اور غرض اس سے رد کرنا ہے امام مالک پر کہ وہ مطلق منع کرتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک مطلق جائز ہے۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ.

مسجد میں چلا کر بولنا اور آواز کو بلند کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔

٤٥٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ قَآئِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّآئِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۰۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا ہوا تھا سو مجھ کو ایک شخص نے کنکر مارا سو میں نے اس کی طرف پھر نظر کی تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں سو اُس نے کہا کہ جا اور ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس پکڑ لا سو میں ان دونوں کو اس کے پاس پکڑ لایا سو فرمایا کہ تم کس قبیلے سے ہو یا یہ فرمایا کہ تمہارا گھر کہاں ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا گھر طائف میں ہے (کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مکے کے) سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مدینہ کے لوگوں سے ہوتے یعنی اگر تمہارا گھر یہاں ہوتا تو میں تم کو سزا دیتا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں چلا چلا کر بولتے ہو اور مسجد کا کچھ ادب نہیں کرتے ہو۔

فائدہ: مسجد نبوی میں دو مرد آپس میں چلا چلا کر گفتگو کر رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ فرمایا اور ان کو نو وارد ہونے کی وجہ سے معذور رکھا ورنہ ان کو سزا دیتے اور یہ ان کو اس واسطے کہا کہ اگر آپ سنیں گے تو ناراض ہوں گے۔

٤٥١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۵۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا کچھ قرض ابن ابی حدرد کے اوپر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سو اُس نے ابن ابی حدرد سے مسجد میں اپنا قرض طلب کیا سو ان دونوں کی آواز بلند ہوئی یعنی آپس میں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز کو اپنے گھر میں سنا سو آپ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرے کا پردہ کھولا سو آپ نے فرمایا کہ اے کعب اُس نے کہا کہ حاضر ہوں میں یارسول اللہ سو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض چھوڑ دے سو اُس نے عرض کی کہ یا حضرت میں اس کو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهٖ.

چھوڑ دیا سو آپ نے ابن ابی حدرد کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور باقی آدھا قرض جا کر ادا کردے۔

فائدہ: پہلی حدیث سے مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ منع وہی کلام ہے جو لغو اور بے فائدہ ہو اور جس کی ضرورت ہو اور فائدہ ہو وہ جائز ہے۔

بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنے کا بیان اور اس میں ذکر اور مذاکرہ علم کے لیے بیٹھنے کا بیان۔

٤٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰى وَإِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهٖ.

۴۵۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور حالانکہ آپ منبر پر تھے اور احکام دینی بیان کر رہے تھے کہ آپ رات کے نفلوں میں کیا فرماتے ہیں دو دو رکعت پڑھی جائیں یا چار چار رکعتیں پڑھی جائیں آپ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں سو جب کوئی فجر ہونے سے خوف کرے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے سو وہ اس کی پہلی نماز کو وتر کردے گی یعنی اگر کسی کو پچھلی رات میں تہجد پڑھتے پڑھتے یہ معلوم ہوا کہ صبح نکلنے کے قریب ہے تو صرف ایک رکعت علیحدہ پڑھ لے اس لیے کہ وہ ایک رکعت پہلی سب نماز کو جو پڑھ چکا ہے وتر یعنی طاق بنادے گی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی رات کی نماز میں پچھلی نماز وتر کو کرو۔

فائدہ: یہ اس شخص کے لیے ہے جو پچھلی رات کو اٹھتا ہو اور جو پچھلی رات کو نہ اٹھ سکے اس کو چاہیے کہ وتر کو عشاء کے ساتھ پڑھ لیا کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف ایک رکعت وتر پڑھنے جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہیں آپ نے اس ایک رکعت کو دو کے ساتھ جوڑ کر پڑھا تھا مگر یہ تاویل ظاہر حدیث کی سراسر مخالف ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی

باب الوتر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور حضرت ﷺ کے مسجد میں منبر پر بیٹھ کر احکام بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ مسجد میں علم بیان کرنے کے لیے بیٹھنا جائز ہے اور یہی ہے مسئلہ باب کا۔

٤٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ.

۴۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ خطبہ پڑھ رہے تھے سو اُس نے پوچھا کہ رات کی نماز کی کتنی رکعتیں پڑھنی چاہییں سو آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت پڑھنی چاہییں سو جب تو صبح صادق کا خوف کرے تو ایک رکعت وتر کر کہ وہ تیری پہلی نماز کو وتر کردے گی یعنی طاق بنادے گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کو پکارا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس شخص کا مسئلہ پوچھنا اور حضرت ﷺ کا اس کو بتلانا یہ سب کچھ مسجد میں واقع ہوا ہے اور حلقہ باندھنا اس طور سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ﷺ مسجد میں منبر پر احکام دین بیان کر رہے تھے تو ضرور ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے گرد میں بیٹھے ہوں گے پس اس سے ثابت ہوا کہ مسجد میں عالم کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھنا جائز ہے۔

٤٥٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ

۴۵۴۔ ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں تین مرد سامنے سے آئے سو دو تو حضرت ﷺ کی طرف آگے آئے اور ایک پلٹ کر چلا گیا سو اُن دونوں میں سے ایک نے تو مسجد میں خالی جگہ دیکھی پس وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا اُن سب سے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پلٹ کر چلا گیا سو جب حضرت ﷺ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں تم کو تینوں شخصوں کے حال سے پس ان میں سے ایک نے تو اللہ کی طرف ٹھکانا پکڑا سو اللہ نے اس کو جگہ دی اور لیکن دوسرا سو وہ

فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْاٰخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ.

شرمایا پس اللہ بھی اس سے شرمایا یعنی اللہ نے اس کو اپنے غضب سے بچایا اور لیکن تیسرے نے منہ پھیرا سو اللہ نے بھی اُس سے منہ پھیر لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں عالم کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھنا جائز ہے اور یہی مسئلہ ہے باب کا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے مسجد میں حلقہ باندھنے کو مکروہ جانا ہے سو وہ حدیث محمول ہے اس حال پر جس میں کچھ فائدہ نہ ہو اور جس میں کچھ فائدہ ہو جیسے کہ علم سیکھنا اور وعظ سننا تو یہ جائز ہے پس دونوں حدیثوں میں کچھ منافات نہیں ہے۔

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَدِّ الرِّجْلِ.

مسجد میں چت لیٹنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٥٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ أَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

۴۵۵۔ عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے حضرت ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا اس حال میں کہ آپ نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی مسئلہ باب سے ظاہر ہے اور ایک حدیث میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا منع آیا ہے سو وہ نہی محمول ہے اس حالت پر جس میں کہ ستر کھل جانے کا خوف ہو اور جہاں خوف نہ ہو وہاں جائز ہے پس دونوں حدیثوں میں کچھ منافات نہیں ہے۔

بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُوْنُ فِي الطَّرِيْقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَأَيُّوْبُ وَمَالِكٌ.

راہ میں مسجد بنانی جائز ہے جب کہ لوگوں کو اُس میں ضرر نہ پہنچے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں حسن بصری اور ایوب اور مالک (اور جمہور علماء)۔

٤٥٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

۴۵۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماں باپ کو نہیں دیکھا مگر کہ وہ مسلمان تھے یعنی میرے ماں باپ نے

أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا لِأَبِیْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَكَانَ يُصَلِّیْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی اسلام کو قبول کیا ہوا تھا اور کوئی دن خالی نہیں گزرتا تھا مگر کہ حضرت ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے صبح کو بھی اور شام کو بھی یعنی دونوں وقت آیا کرتے تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا سو اُس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی سو وہ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکوں کی عورتیں اور بچے اُن کے پاس قرآن سننے کو کھڑے ہو جاتے اور سُن سُن کر خوش ہوتے اور اس کو دیکھتے اور ابو بکر بہت رونے والے تھے سو جب قرآن کو پڑھتے تو اُن کے آنسو نہ رکتے سو قریش کے رئیس اس معاملے سے بہت گھبرائے اور ڈر گئے کہ مبادا ہماری عورتیں اور بچے مسلمان نہ ہو جائیں۔

فائدہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں سے راہ جاتی تھی اس راہ میں انہوں نے مسجد بنائی سو جب مشرکوں کی عورتیں اور بچے اس راہ سے آتے جاتے تو قرآن کو سن کر کھڑے ہو جاتے الخ اور یہ اصل قصہ اس طور سے ہے کہ جب کافر لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایذا دینے لگے تو صدیق رضی اللہ عنہ مکے سے کوچ کر کے دوسرے ملک کو روانہ ہوئے تب مکہ کے رئیسوں نے مشورہ کیا کہ جس شہر سے ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی چلا جائے وہ خراب ہو جائے گا سو کافر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پلٹا کر کے پھیر لائے اور یہ شرط کی کہ اپنے گھر میں جس طرح تیرے جی میں آئے عبادت کیا کر کوئی تجھ کو کچھ نہیں کہے گا سو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا لی اس میں عبادت اور قراۃ قرآن میں مشغول رہتے تھے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راہ میں مسجد بنانی جائز ہے اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فعل حجت ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر قائم رکھا پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی باب سے ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اپنے ملک میں مسجد بنانی بالا جماع جائز ہے اور غیر کے ملک میں بالا جماع منع ہے اور جو جگہیں کسی ملک میں نہ ہوں جیسے راہ وغیرہ تو جمہور کے نزدیک اس میں بھی جائز ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِیْ مَسْجِدِ السُّوْقِ وَصَلّٰى ابْنُ عَوْنٍ فِیْ مَسْجِدٍ فِیْ دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ.

بازار کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے، اور ابن عون نے ایک گھر کے اندر کی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ ابن عون اور اس کے ساتھیوں پر بند کیا جاتا تھا یعنی کسی کی حویلی میں ایک مسجد تھی سو وہ حویلی

کا دروازہ بند کر دیتے تھے اور وہ مسجد کے اندر نماز پڑھتے رہتے تھے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ اثر معلق ترجمہ میں داخل ہے ترجمہ کی دلیل نہیں اندریں صورت اس حدیث میں گھر کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ذکر صریح موجود ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تعلیق ترجمہ کی دلیل ہے اس صورت میں مسئلہ ترجمۃ الباب کا اس سے اس طور پر ثابت ہے کہ کسی جگہ کا بند ہونا نماز کو نہیں روکتا ہے اس لیے کہ ابن عون نے بند حویلی میں نماز پڑھی اس بندش نے اس کے اندر مسجد بنانے کو منع نہ کیا اسی طرح بازار اگرچہ بند ہوتا ہے لیکن اس میں مسجد بنانا جائز ہے لیکن اس توجیہ سے پہلی توجیہ ظاہر ہے اس میں اتنا تکلف کرنا نہیں پڑتا ہے۔

۴۵۷ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّيْ يَعْنِيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ.

۴۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس اور پانچ درجے زیادہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب کسی نے وضو کیا اور اس کو سنوارا پھر مسجد میں آیا اس حالت میں کہ سوائے نماز کے اس کے جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ اللہ اس قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کی جہت سے اس کا ایک گناہ دور کرے گا یہاں تک کہ مسجد میں آئے پھر جب مسجد میں آیا تو نماز میں داخل ہوا جب تک کہ اس کو نماز روکے رہے یعنی جو مدت کہ نماز کی انتظار مین گزرے گی وہ نماز میں شمار ہوگی نماز پڑھنے کے برابر انتظار کا ثواب ملے گا اور فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں جب تک کہ اُس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں نماز پڑھ چکا فرشتے کہتے ہیں الٰہی اس پر رحم کر اُس کی مغفرت کر یہ وعدہ اس پر شرط ہے جب تک کہ مسجد میں کسی کو تکلیف نہ دے جب تک کہ مسجد میں دنیا کی بات نہ کہے یا وضو نہ ٹوٹے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا ہوتا ہے کہ اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنی جائز ہے اور جب نماز جائز ہوئی تو مسجد بنانی بھی جائز ہوئی یا ترجمہ میں مسجد سے مراد سجدہ کی جگہ ہے نہ وہ مسجد کہ ایک خاص مکان نماز کے لیے تیار

کرتے ہیں پس اس صورت میں مسئلہ باب کا حدیث سے ثابت ہے۔

بَابُ تَشْبِيْكِ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ.

مسجد وغیرہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کرنا اور آپس میں ڈالنا جائز ہے۔

٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَوِ ابْنِ عَمْرٍو شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهٗ وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ أَبِيْ فَلَمْ أَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهٗ لِيْ وَاقِدٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ وَهُوَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو كَيْفَ بِكَ إِذَا بَقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا.

۴۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کیا یعنی قینچی کی طرح ان کو آپس میں ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمر تو کیا کرے گا جب کہ تو باقی رہ جائے گا کوڑا ناقص لوگوں میں۔

٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ أَصَابِعَهٗ.

۴۵۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے کو مضبوط کیے رہتا ہے اور آپ نے اس مسئلہ کی مثال کے واسطے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کیا۔

فائدہ: یعنی جیسے عمارت میں مضبوطی ایک اینٹ سے ہوتی ہے اسی طرح مسلمانوں کو لازم ہے کہ مدد کریں اور آپس میں اتفاق اور محبت رکھیں اختلاف کر کے جدا جدا نہ ہو جائیں کہ جب دیورا کی اینٹیں جدا جدا ہو جائیں تو دیوار گر پڑتی ہے۔

٤٦٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۶۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دوپہر کے بعد کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی یعنی ظہر کی یا عصر کی۔ ابن سیرین (راوی) نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ سَمَّاهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ أَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسِيْتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ.

نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں سو آپ نے ہم کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہوئے جو مسجد میں رکھی تھی یعنی اس پر تکیہ لگایا گویا کہ آپ غصے میں تھے اور اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کیا اور اپنے داہنے رخسار کو اپنے بائیں ہتھیلی کی پیٹھ پر رکھا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازے سے باہر نکلے یعنی عوام اور کاروبار والے اور کہنے لگے کہ کیا نماز چھوٹی کی گئی ہے اور قوم حاضرین میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے سو وہ دونوں خوف کے مارے آپ سے کلام نہ کر سکے اور ان لوگوں میں ایک مرد تھا کہ اُس کے ہاتھ لمبے تھے اس کو لوگ ذوالیدین کہا کرتے تھے اس نے کہا کہ یا حضرت کیا نماز چھوٹی کی گئی ہے یا کہ آپ بھول گئے ہو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز چھوٹی کی گئی ہے سو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہوا ہے جیسے کہ ذوالیدین کہتا ہے یعنی کیا میں بھول گیا ہوں سو سب حاضرین نے عرض کی کہ ہاں آپ بھول گئے ہیں سو آپ آگے بڑھے یعنی مصلے پر سو آپ نے جو نماز چھوڑی تھی اس کو پڑھا پھر سلام کہی اور سجدہ کیا مثل پہلے سجدہ کی یا اس سے بہت لمبا پھر آپ نے سر سجدہ سے اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی یعنی سجدہ میں جانے کے وقت اور سجدہ کیا مانند پہلے سجدہ اپنے کی یا اس سے بہت لمبا پھر سجدے سے اپنے سر کو اٹھایا اور تکبیر کہی پھر سلام پھیری۔

فائدہ: یہ آخر کی کلام پہلے پہلے اجمال کی تفصیل ہے جو فَصَلّٰى مَاتَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ میں پہلے مذکور ہوا اور غرض ان دونوں حدیثوں سے یہاں یہ ہے کہ مسجد میں ہاتھوں کی انگلیوں کو قینچی کی طرح آپس میں ڈالنا جائز ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تو یہ مسئلہ عام طور پر ثابت ہوتا ہے خواہ مسجد میں ہو یا کسی اور جگہ میں ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

سے صرف مسجد میں تشبیک کرنا ثابت ہوتا ہے لیکن جب مسجد میں جائز ہوا تو اور جگہ میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِيْ عَلٰى طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِيْ صَلَّى فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بیان اُن مسجدوں کا جو مکے سے مدینے کو جاتے ہوئے راہ میں آتی ہیں اور بیان اُن جگہوں کا جن میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی ہے لیکن وہاں مسجد نہیں بنائی گئی۔

٤٦١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرّٰى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيْقِ فَيُصَلِّيْ فِيْهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَحَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِيْ مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ.

۴۶۱۔ موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ مدینہ کے راہ میں کئی جگہوں کو معین کرتا اور ان میں نماز پڑھتا تھا اور حدیث بیان کرتا کہ میرے باپ نے حضرت ﷺ کو ان جگہوں میں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان جگہوں میں نماز پڑھا کرتے تھے موسیٰ نے کہا کہ میں نے سالم سے ان جگہوں کی تفصیل پوچھی سو اُس کی حدیث نافع کی حدیث کے موافق نکلی مگر مسجد روحا مختلف ہوگئی یعنی ایک نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں پڑھی اور ان جگہوں کی تفصیل دوسری حدیث میں نافع کی ابھی آتی ہے۔

٤٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِيْ حَجَّتِهِ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِيْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوٍ كَانَ فِيْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ فَإِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ أَنَاخَ

۴۶۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ذوالحلیفہ میں اترا کرتے تھے جب کہ آپ عمرہ کا احرام باندھتے اور حجۃ الوداع میں جب کہ آپ نے حج کیا سو اُترتے تلے اس درخت خار دار کے جو ذوالحلیفہ کی مسجد میں ہے (ذوالحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے قریب مدینہ کے مدینہ والے حج کا احرام وہاں سے باندھتے ہیں) اور تھے حضرت ﷺ جب کسی لڑائی سے اس راہ میں پلٹ کر آتے یا حج یا عمرہ کے واسطے آتے جاتے تو بطن وادی (یہ بھی ایک جگہ کا نام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان) میں اترتے سو جب بطن وادی سے آگے بڑھتے تو اپنی سواری کو بطحاء میں بٹھلاتے (بطحاء اس

بِالْبَطْحَآءِ الَّتِیْ عَلٰی شَفِیْرِ الْوَادِی الشَّرْقِیَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتّٰی یُصْبِحَ لَیْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَی الْاَکَمَةِ الَّتِیْ عَلَیْهَا الْمَسْجِدُ کَانَ ثَمَّ خَلِیْجٌ یُصَلِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ فِیْ بَطْنِهٖ کُثُبٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ یُصَلِّیْ فَدَحَا السَّیْلُ فِیْهِ بِالْبَطْحَآءِ حَتّٰی دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُصَلِّیْ فِیْهِ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی حَیْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِیْرُ الَّذِیْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِشَرَفِ الرَّوْحَآءِ وَقَدْ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَعْلَمُ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ صَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَمَّ عَنْ یَّمِیْنِكَ حِیْنَ تَقُوْمُ فِی الْمَسْجِدِ تُصَلِّیْ وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِیْقِ الْیُمْنٰی وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّةَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمَسْجِدِ الْاَکْبَرِ رَمْیَةٌ بِحَجَرٍ اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ وَاَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ اِلَی الْعِرْقِ الَّذِیْ عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَآءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ انْتِهَآءُ طَرَفِهٖ عَلٰی حَافَةِ الطَّرِیْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمُنْصَرَفِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّةَ وَقَدِ ابْتُنِیَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ یَکُنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یُصَلِّیْ فِیْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ کَانَ یَتْرُکُهٗ عَنْ یَّسَارِهٖ وَوَرَآئَهٗ وَیُصَلِّیْ

زمین کو کہتے ہیں جو سنگستانی ہو) جو وادی سے پورب کی طرف ہے سو پچھلی رات کو وہاں اتر کر آرام کرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور یہ آپ کا پچھلی رات کو اترنا اُس مسجد کے پاس نہیں تھا جو پتھروں سے بنی ہوئی ہے اور نہ اُس ٹیلے پر جس پر مسجد ہے وہاں ایک میدان گھیرا تھا سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اور اُس میدان کے درمیان بالو (ریت کا ٹبہ) بہت جمع ہو گیا ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھا کرتے تھے پس سیلاب نے اس مین بہت کنکروں کو ڈال دیا یہاں تک کہ وہ مکان نا معلوم ہو گیا جس میں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کرتے تھے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے اُس چھوٹی مسجد میں جو شرف روحا (ایک گاؤں کا نام ہے دو دن کی راہ پر مدینہ سے) کی مسجد سے کم ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ مکان معلوم تھا یا خبر دیتے تھے جس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے کہ ہو مکان تیری داہنی طرف رہتا ہے جب کہ تو مسجد میں نماز پڑھنے کو کھڑا ہو اور یہ مسجد مکہ کو جاتے ہوئے راہ کی داہنی طرف رہتی ہے اور اس مسجد اور بڑی مسجد کے درمیان پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے یا مثل اس کی اور بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھا کرتے تھے طرف اس چھوٹی پہاڑی کی جو روحا کے انتہا میں ہے اور یہ پہاڑی اس مسجد کے اخیر طرف ہے راہ کے کنارہ پر نزدیک اس مسجد کے کہ درمیان اس کے اور درمیان اخیر طرف روحا کے ہے مکہ کو جاتے ہوئے اور بے شک وہاں ایک مسجد بنائی گئی ہے سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُس میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے کہ بلکہ وہ اس مسجد کو اپنی بائیں طرف اور پیٹھ پیچھے چھوڑ دیتے اور اس کے آگے ہو کر پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے اور رہتے

أَمَامَهُ إِلَى الْعِرْقِ نَفْسِهِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الرَّوْحَآءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتّٰى يَأْتِيَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ الظُّهْرَ وَإِذَا أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ مَرَّ بِهٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ أَوْ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُوْنَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيْقِ فِيْ مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيْدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيْلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ أَعْلَاهَا فَانْثَنٰى فِيْ جَوْفِهَا وَهِيَ قَآئِمَةٌ عَلٰى سَاقٍ وَفِيْ سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيْرَةٌ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَّرَآءِ الْعَرْجِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلٰى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُوْرِ رَضَمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ سَلَمَاتِ الطَّرِيْقِ بَيْنَ أُولٰئِكَ السَّلَمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ أَنْ تَمِيْلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ فِيْ مَسِيْلٍ دُوْنَ هَرْشٰى ذٰلِكَ الْمَسِيْلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ روحا سے چل کر سیر کیا کرتے تھے سو ظہر کی نماز نہ پڑھتے جب تک کہ اُس مکان میں نہ آتے سو اُس مکان میں ظہر کی نماز پڑھتے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ جب مکہ سے مدینے کو آتے سو اگر صبح سے ایک گھڑی پہلے وہاں آتے یا آخر شب میں پہنچتے تو وہاں اُترتے اور آرام کرتے یہاں تک کہ صبح کی نماز وہاں پڑھتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے درخت کے تلے اُترا کرتے تھے جو رویثہ (ایک گاؤں کا نام ہے سترہ فرسخ مدینہ سے) کے پاس ہے راہ سے داہنی طرف اور اس کے سامنے فراخ اور برابر نرم زمین میں یہاں تک کہ باہر آتے اُس بلندی سے جو رویثہ کے راہ سے قریب ہے دو میل پر اور بے شک ٹوٹ گئی ہے بلندی اس درخت کی اور ٹھہری ہوگئی ہے کمر اُس کی اور وہ ایک جڑ پر کھڑا ہوا ہے اور اس کی شاخوں میں بہت بالو (ریت کا ٹیہ) بھرا ہوا ہے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے سیلاب کی جگہ میں جہاں پانی اوپر سے تلے گرتا ہے پیچھے عرج کے (عرج ایک جگہ کا نام ہے جو روثیہ سے تیرہ میل ہے) اور حالانکہ تو جانے والا ہو طرف بڑے پتھر کی اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں اور قبروں پر پتھر جوڑ کر رکھے ہوئے ہیں راہ کی داہنی طرف پتھروں کے پاس درمیان ان پتھروں کے اور تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیر کیا کرتے تھے عرج سے آفتاب ڈھلنے کے بعد سخت گرمی میں سو ظہر کی نماز کو اس مسجد میں پڑھتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ کی بائیں طرف درختوں میں اُترے پانی بہنے کی جگہ میں پاس اس پہاڑ کے جہاں کہ شام اور مدینہ کی راہ آکر مل جاتی ہے اور وہ سیلاب کی جگہ ملی ہوئی ہے ساتھ ایک

الطَّرِيقِ قَرِيبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي إِلَى سَرْحَةٍ هِيَ أَقْرَبُ السَّرَحَاتِ إِلَى الطَّرِيقِ وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيلِ الَّذِي فِي أَدْنَى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِي بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ حَتّٰى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّي

کنارہ اُس پہاڑ کے اُس کے اور راہ کے درمیان ایک تیر چلانے کا فاصلہ ہے اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کرتے طرف اُس درخت کی جو سب درختوں سے راہ کی طرف زیادہ نزدیک ہے اور وہ سب سے لمبا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اترا کرتے اس نیچی جگہ میں جو مرالظہران (ایک جگہ کا نام ہے) کے پاس ہے طرف مدینہ کی جب کہ کوئی مسافر کوہستان سے تلے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترتے اس پانی بہنے کی جگہ کے درمیان مکہ کو جاتے ہوئے راہ کی بائیں طرف نہیں ہے درمیان اترنے کی جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور راہ کے مگر فاصلہ پتھر پھینکنے کا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی (ایک جگہ کا نام ہے پاس مکے کے) میں اترا کرتے تھے اور وہاں رات گزارتے تھے یہاں تک کہ آپ وہاں صبح کی نماز پڑھتے ایسا جب کرتے جب کہ مکے میں تشریف لاتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز وہاں سخت پہاڑی پر تھی نہ اس مسجد میں جو وہاں بنائی گئی ہے لیکن اس سے تلے سخت پہاڑی پر اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے راہ میں اس پہاڑ کی جس کے درمیان اور لمبے پہاڑ کے درمیان کعبے کی مثل فاصلہ ہے سو کہا اس مسجد کو جو وہاں بنائی گئی ہے بائیں اس مسجد کے جو چھوٹی پہاڑی کی طرف پر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز اس سے تلے ہے سیاہ پہاڑی پر چھوڑ دے تو پہاڑی سے دس گز یا مثل اس کی پھر نماز پڑھے تو سامنے راہ کے جو پہاڑ سے آتی ہے وہ پہاڑ جو درمیان تیرے اور درمیان کعبہ کے ہے۔

مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَ الْكَعْبَةِ.

فائدہ: یہ مسجدیں مدت سے نامعلوم ہیں اب ان کا پتہ نشان کسی کو معلوم نہیں ہے سوائے مسجد ذوالحلیفہ اور مسجد روحا کے سوان کو بھی صرف وہی لوگ جانتے ہیں جو خاص عرب کے باشندے ہیں اور ہفت پشت سے وہاں رہتے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور نماز کی جگہوں کو تلاش کرنا اور اُن سے تبرک لینا مستحب ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اُن مسجدوں کا ذکر نہیں کیا جو خاص مدینہ میں تھیں شاید کہ ان کی اسناد اس کی شرط پر نہ ہوگی مگر بہت اہل علم سے منقول ہے کہ مدینہ کی سب مسجدیں نقش دار پتھروں سے بنی ہوئی نہیں اور سب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے لیکن اکثر مسجدیں ان میں سے نامعلوم ہوگئی ہیں اور جو مسجدیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی آج کل باقی ہیں وہ یہ ہیں۔ اول مسجد قبا ہے۔ دوم مسجد فضیح ہے اور وہ قباء سے مشرق کی طرف ہے۔ سوم مسجد بنی قریظہ۔ چہارم بالا خانہ ام ابراہیم اور وہ مسجد بنی قریظہ سے اتر کی طرف ہے۔ پنجم مسجد بنی ظفر بقیع سے مشرق کی طرف ہے اور اب وہ مسجد بغلہ کے ساتھ مشہور ہے۔ ششم مسجد بنی معاویہ اور اس کو مسجد اجابہ کہتے ہیں۔ ہفتم مسجد فتح۔ ہشتم مسجد القبلتین بنی سلمہ میں ہے۔

بَابُ سُتْرَةِ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ.

سترہ امام کا مقتدیوں کے لیے کافی ہے یعنی جب میدان میں نماز پڑھی جائے تو اس حالت میں اگر صرف امام اپنے آگے کسی چیز کو کھڑی کر لے اور مقتدی کوئی چیز اپنے آگے کھڑی نہ کریں تو امام کا سترہ مقتدیوں کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: جب کوئی آدمی میدان میں نماز پڑھنے لگے تو سنت ہے کہ کسی چیز کو مثل لکڑی وغیرہ کے اپنے آگے کھڑی کر لے تاکہ نمازی کی نظر سجدہ گاہ سے اور طرف نہ جائے اور آگے سے گزرنے والا گناہ گار نہ ہو اور اس کو سترہ کہتے ہیں کہ وہ نمازی اور اس کے آگے سے گزرنے والے کے درمیان پردہ ہوتا ہے اور اگر بے سترہ نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے سے گزرنا گناہ ہے اور مقدار جگہ گزرنے کا یہ ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر کو سجدہ گاہ میں رکھے تو گزرنے والا اس کی نظر میں نہ آئے اس مقدار میں گزرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا ہے اور اگر نمازی کی نظر میں آ جائے تو گناہ گار ہوتا ہے۔

٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۶۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھے پر سوار ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ میں بلوغت کے قریب پہنچا ہوا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کو بغیر

عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ.

سترہ کے نماز پڑھا رہے تھے سو میں بعض صفوں کے آگے سے گزرا اور میں نے گدھے کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگے اور میں صف میں داخل ہوا یعنی جماعت میں شریک ہو گیا سو حضرت ﷺ نے مجھ پر انکار نہ کیا یعنی خود میں بھی بعض صفوں کے آگے سے گزر گیا اور میرے گدھے بھی آگے سے گزر گئے لیکن حضرت ﷺ نے مجھ کو اس سے منع نہ فرمایا۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مشہور امر پر محمول کیا ہے اس لیے کہ مشہور عادت حضرت ﷺ کی یہی تھی کہ میدان میں سوائے سترہ کے نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور اسی کی تائید کرتی ہیں دونوں حدیثیں جو اس باب میں آتی ہیں یا یہ کہ کہا جائے کہ حضرت ﷺ کا انکار نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ آپ کے آگے سترہ کھڑا کیا ہوا تھا جیسے کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ کے آگے چھوٹا نیزہ کھڑا کیا ہوا تھا اور سترہ امام کا مقتدی کا ہے پس اس صورت میں مناسبت حدیث کی باب سے ظاہر ہے یا یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں لفظ سترہ کا آ گیا ہے، واللہ علم۔

٤٦٤ ۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَآئَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَآءُ.

۴۶۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک تھے حضرت ﷺ جب عید کے دن نماز پڑھنے کو باہر نکلتے تو خادم کو برچھی اٹھانے کا حکم فرماتے سو برچھی آپ کے آگے گاڑ دی جاتی تھی سو آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے اور آپ سفر میں ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے پس اسی وجہ سے امیروں نے نیزہ لگانے کو لازم پکڑ لیا ہے۔

٤٦٥ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ بِالْبَطْحَآءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ

۴۶۵۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو بطحا (ایک میدان برابر ہموار کا نام ہے قریب مکے کے) میں نماز پڑھائی اور آپ کے آگے برچھی گاڑی ہوئی تھی ظہر دو رکعتیں اور عصر دو رکعتیں اور آپ کے آگے سے عورتیں

رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ.

اور گدھے آتے جاتے تھے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے ورنہ عورتوں کے گزرنے سے مقتدیوں کی نماز ٹوٹ جاتی اور حضرت ﷺ مقتدیوں کو اپنے اپنے آگے سترہ کھڑا کرنے کا حکم فرماتے پس آپ کا صرف اپنے سترہ پر کفایت کرنا اور لوگوں کو اس کا حکم نہ فرمانا صریح دلیل ہے اس پر کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے اس لیے کہ اگر امام کا سترہ لوگوں کو کافی نہ ہوتا تو حضرت ﷺ لوگوں کو اپنے اپنے آگے سترہ کھڑا کرنے کا حکم ضرور فرماتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سترہ کے وقت گدھے کا آگے سے گزر جانا نماز کو نہیں توڑتا ہے لیکن اگر آگے سترہ نہ ہو تو اس حالت میں گدھے کا آگے سے گزر جانا اور اُس سے نماز کا نہ ٹوٹنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوا ہے۔

بَابُ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِيْ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْمُصَلِّيْ وَالسُّتْرَةِ.

نمازی اور سترہ کے درمیان کتنے ہاتھ جگہ ہونی چاہیے۔

٤٦٦ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ.

۴۶۶۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان مقدار گزرنے بکری کا تھا۔

٤٦٧ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا.

۴۶۷۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے آگے کی دیوار جو منبر کے پاس تھی اتنی مقدار تھی یعنی آپ کے سجدہ کی جگہ سے کہ اس کے درمیان سے بکری گزر سکتی تھی۔

فائدہ: مسئلہ باب کا ان دونوں حدیثوں سے اس طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سترے کو قبلہ کی دیوار اور اُس کے فاصلہ پر قیاس کیا ہے یعنی جب کہ حضرت ﷺ کے درمیان اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کا مقدار تھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سترے اور نمازی کے درمیان بھی اسی قدر فاصلہ رہنا چاہیے کہ اُس کے آگے سے بکری گزر جائے اور ایک حدیث میں آگے آئے گا کہ آپ اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا تو اس صورت میں آپ کے سجدے کی جگہ سے دیوار تک تقریباً اتنا فاصلہ باقی رہتا ہے جس میں سے بکری گزر جائے لیکن بہر صورت سترہ سے نزدیک رہنا بہتر ہے بلکہ مستحب ہے کہ اس سے اتنا نزدیک رہے کہ صرف سجدہ ہی ہو سکے اور

غرض اس قدر فاصلہ ثابت کرنے سے یہ ہے کہ نمازی کو چاہیے کہ اپنے اور سترہ کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ رکھے تا کہ لوگوں کی راہ تنگ نہ ہو۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْحَرْبَةِ.

برچھی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان۔

٤٦٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا.

۴۶۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے برچھی گاڑی جاتی تھی سو آپ اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برچھی کو سترہ بنا کر اُس کی طرف نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْعَنَزَةِ.

چھوٹی برچھی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان۔

٤٦٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَصَلّٰى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرُّوْنَ مِنْ وَّرَآئِهَا.

۴۶۹۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سخت گرمی میں ہمارے پاس تشریف لائے سو آپ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا سو آپ نے وضو کیا اور ہم کو ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپ کے آگے برچھی گاڑی ہوئی تھی او رعورتیں اور گدھے برچھی کے پیچھے سے آتے جاتے تھے۔

٤٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ عَصًا أَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ.

۴۷۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جائے ضرور کو جاتے تو میں اور ایک لڑکا برچھی اور پانی کی چھاگل کو آپ کے ساتھ اٹھا کر لے جاتے سو جب آپ جائے ضرور سے فارغ ہوتے تو ہم پانی کی چھاگل آپ کو پکڑا دیتے تا کہ آپ اس سے استنجاء کریں۔

فائدہ: مناسبت پہلی حدیث کی مسئلے باب سے تو ظاہر ہے اور دوسری حدیث سے بھی ظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ برچھی آپ کے ساتھ صرف اسی واسطے اُٹھائی جاتی تھی تا کہ حاجت کے وقت آپ اس کو سترہ بنالیں، واللہ اعلم۔

بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا.

مکہ وغیرہ جگہوں میں سترہ بنانے کا بیان یعنی مستحب ہے

۴۷۱ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَآءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْءِهٖ.

۴۷۱۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سخت گرمی میں ہمارے پاس تشریف لائے سو آپ نے بطحا میدان میں ظہر اور عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھی اور آپ کے آگے برچھی گاڑی گئی تھی اور آپ نے وضو کیا سو لوگ آپ کے وضو کا مستعمل پانی لے لے کر اپنے سر اور منہ کو ملتے تھے واسطے امید حاصل کرنے تبرک کے۔

فائدہ: بطحا کہتے ہیں سنگستانی زمین کو اور مراد اس سے زمین مکہ کی ہے یعنی آپ نے مکے کی سنگستانی زمین میں نماز پڑھی اور آپ نے آگے برچھی سے سترہ بنایا پس معلوم ہوا کہ مکے میں بھی سترہ بنانا جائز ہے اور مقصود اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مکے میں جب کعبہ سامنے ہو تو اس وقت کسی چیز کو سترہ بنانا ضروری نہیں اور اس سے اُس شخص کا قول بھی رد ہو گیا جو کہتا ہے کہ اگر کوئی مسجد حرام میں نماز پڑھے تو وہاں اپنے آگے سترہ بنانا ضروری نہیں ہے اس لیے کہ اس میں لوگوں پر تنگی ہوتی ہے جو نماز اور طواف وغیرہ میں مشغول ہیں اور اسی سے یہ قول بھی رد ہو گیا کہ مکے میں اگر کوئی آگے سے گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْأُسْطُوَانَةِ.

کھنبوں کو آگے رکھ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ أَحَقُّ بِالسَّوَارِيْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِيْنَ إِلَيْهَا وَرَاٰى عُمَرُ رَجُلًا يُصَلِّيْ بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ فَأَدْنَاهُ إِلٰى سَارِيَةٍ فَقَالَ صَلِّ إِلَيْهَا.

یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز پڑھنے والے کھنبوں کے زیادہ تر حق دار ہیں ان کے ساتھ تکیہ لگا کر باتیں کرنے والوں سے اس لیے کہ وہ عبادت میں ہیں اور یہ باتوں میں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرد کو دو کھنبوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا سو اس کو پکڑ کر ایک کھنبے کے پاس کر دیا اور کہا کہ اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھ۔

فائدہ: ان دونوں اثروں سے ثابت ہوا کہ مسجد میں سترے کو پکڑنا جائز بلکہ اولیٰ ہے اس لیے کہ مسجد میں آگے سے آدمی کے گزرنے کا زیادہ احتمال ہے بہ نسبت میدان کے اور جب کہ میدان میں سترہ بنانا مستحب ہے تو مسجد میں بطریق اولیٰ مستحب ہوگا۔

۴۷۲ ۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ اٰتِيْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ

۴۷۲۔ یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا کرتا تھا یعنی مسجد نبوی میں سو وہ اس کھنبے کے پاس نماز پڑھتے تھے جو قرآن رکھنے کی جگہ کے نزدیک ہے سو میں

الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَرٰى تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ قَالَ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا.

نے اس کو کہا (یہ یزید کا قول ہے) کہ اے ابومسلم (یہ سلمہ کی کنیت ہے) میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو اس کھنبے کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنے کے لیے بہت قصد کرتا ہے یعنی اس کا کیا سبب ہے کہ تو اس کے نزدیک نماز پڑھتا ہے اُس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس کھنبے کے پاس نماز پڑھنے کے واسطے قصد کیا کرتے تھے یعنی اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک ستون تھا کہ قرآن مجید صندوق میں بند کر کے اس کے پاس رکھا ہوا تھا اس وجہ سے اس کا نام ستونِ مصحف مشہور تھا۔

٤٧٣ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۷۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کہ مغرب کے وقت کھنبوں کی طرف جلدی کیا کرتے تھے یعنی جس کا قابو چلتا جلدی سے دوڑ کر کھنبے کو اپنے آگے کر لیتا تا کہ اس کو سترہ بنا کر اس کی طرف نفل گزارے یہاں تک کہ حضرت ﷺ گھر سے تشریف لاتے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسجد میں کھنبوں وغیرہ کو سترہ بنانا مستحب ہے اور مراد حضرت ﷺ کے اس کھنبے کے پاس نماز پڑھنے سے یہ ہے کہ آپ اس کو اپنے آگے رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِيْ فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ.

اکیلے آدمی کو کھنبوں کے درمیان نماز پڑھنی جائز ہے یعنی اس طور سے کہ ایک کھنبا داہنی طرف ہو اور ایک بائیں طرف ہو۔

٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ وَأَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ

۴۷۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم چاروں کعبے کے اندر داخل ہوئے پس آپ اس کے اندر دیر تک ٹھہرے رہے پھر باہر نکل آئے اور میں آپ کے پیچھے سب لوگوں سے پہلے وہاں آیا سو میں نے آتے ہی بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے

عَلٰی أَثَرِهٖ فَسَأَلْتُ بِلَالًا أَيْنَ صَلّٰی قَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ.

کس جگہ نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا کہ اگلے دونوں کھنبوں کے درمیان نماز پڑھی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی تنہا ہو تو اس کو کھنبوں میں نماز پڑھنی جائز ہے لیکن اگر جماعت ہوتی ہو تو بعض کے نزدیک ستونوں کے درمیان نماز پڑھنی مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں صفوں کا اتصال اور کندھے کے ساتھ کندھے کا ملنا حاصل نہیں ہوتا ہے۔

٤٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَآئَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰی سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰی وَقَالَ لَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ وَقَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ.

۴۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم کعبہ میں داخل ہوئے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ پر کعبے کے دروازہ کو بند کر دیا سو آپ وہاں ٹھہرے رہے سو جب آپ باہر آئے تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کام کیا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ایک کھنبے کو اپنے داہنے کیا اور ایک کو اپنے بائیں کیا اور تین کھنبوں کو اپنے پیچھے کیا اور اس وقت کعبے کے چھ کھنبے تھے پھر آپ نے نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کھنبوں میں نماز پڑھنی جائز ہے بلا کراہت اور یہی ہے مسئلہ باب کا۔

٤٧٦ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰی قِبَلَ وَجْهِهٖ حِيْنَ يَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ فَمَشٰی حَتّٰی يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ صَلّٰی يَتَوَخّٰی

۴۷۶۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبے میں داخل ہوا کرتے تو سیدھے اپنے منہ کے سامنے چلے جاتے اور دروازے کو اپنی پیٹھ پیچھے کرتے سو چلے جاتے یہاں تک کہ جب اس کے اور سامنے کی دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے اور قصد کرتے تھے اس جگہ کو جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو بتلایا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اور نہیں کسی پر کچھ

الْمَكَانَ الَّذِیْ اَخْبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدِنَا بَأْسٌ اِنْ صَلّٰى فِیْ اَیِّ نَوَاحِی الْبَيْتِ شَآءَ.

گناہ کہ کعبے کی جس طرف میں چاہے نماز پڑھے۔

فائدہ: اس باب کا ترجمہ نہیں یہ باب پہلے سے بمنزلہ فصل کے ہے اور وجہ مناسبت کی پہلے باب سے یہ ہے کہ اگرچہ اس میں کھنبوں کے درمیان نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے لیکن جو اس کے اور دیوار کے درمیان فاصلہ تھا اس کا بیان اس میں مذکور ہے تو اس کو اس کے ساتھ اس وجہ سے علاقہ ہے کہ یہ بھی اسی واقعہ کا ذکر ہے یا یہ کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دو کھنبوں کے درمیان نماز پڑھی تھی پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھنبوں کے درمیان نماز پڑھی اور آپ کے اور سامنے کی دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تھا۔

بَابُ الصَّلَاةِ اِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ.

سواری اور اونٹ اور درخت اور کجاوے کی پچھلی لکڑی کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٧٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّیْ اِلَيْهَا قُلْتُ اَفَرَاَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ هٰذَا الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهٗ فَيُصَلِّیْ اِلٰى اٰخِرَتِهٖ اَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَفْعَلُهٗ.

٤٧٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو اپنے سامنے چوڑائی میں بٹھلالیا کرتے تھے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے میں نے کہا (نافع کا قول ہے) بھلا بتلاؤ تو جب سواری ہلنے لگتی یا کھڑی ہو جاتی تو کیا کرتے؟ اُس نے کہا کہ اس وقت کجاوے کو پکڑتے اور اس کو برابر کر کے اپنے آگے لیتے سو اس کی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے صرف سواری اور کجاوے کی طرف نماز پڑھنی ثابت ہوتی ہے اونٹ اور درخت کی طرف نماز پڑھنے کا اس میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اونٹ کو سواری میں داخل کیا ہے اور درخت کو کجاوے پر قیاس کیا ہے کہ وہ معنی اس میں بطریق اولیٰ پائے جاتے ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ اِلَى السَّرِيْرِ.

چار پائی کی طرف نماز پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ

٤٧٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ تم نے ہم کو کتے اور گدھے کے ساتھ برابر کیا ہے اور البتہ میں نے

الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيْرِ فَيَجِيْءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيْرَ فَيُصَلِّيْ فَاَكْرَهُ اَنْ اُسَنِّحَهٗ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيْرِ حَتّٰى اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِيْ.

اپنے آپ کو چار پائی پر لیٹے دیکھا سو حضرت ﷺ آتے اور چار پائی کو اپنے اور قبلہ کے درمیان کرتے اور نماز پڑھتے پس میں برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے کھڑی ہوں سو میں چار پائی کے پاؤں کی طرف سے آہستہ سرکتی یہاں تک کہ اپنے لیف سے باہر نکل جاتی۔

فائدہ: بعض صحابہ کہتے تھے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت یا کتا یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے سو اس کلام کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تب یہ حدیث بیان کی کہ تم نے ہم کو کتوں کے ساتھ ملا دیا ہے حالانکہ حضرت ﷺ میری چار پائی کو سامنے رکھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار پائی کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی چار پائی کو اپنے سامنے رکھ کر اس کی طرف نماز پڑھی۔

بَابٌ يَرُدُّ الْمُصَلِّيْ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

جب کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرنے لگے تو نمازی کو چاہیے کہ اس کو رد کرے اور روکے خواہ آدمی ہو یا کوئی اور جانور ہو۔

وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِي التَّشَهُّدِ وَفِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ اِنْ اَبٰى اِلَّا اَنْ تُقَاتِلَهٗ فَقَاتِلْهُ.

یعنی رد کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آگے گزرنے والے کو التحیات میں اور کعبہ میں التحیات سے مراد غیر کعبہ ہے یعنی کعبہ اور غیر کعبہ میں یا یہ معنی کیا جائے کہ رد کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے التحیات میں در حالیکہ وہ کعبہ میں تھے یعنی کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے جب اخیر التحیات میں بیٹھے تو کوئی آدمی آگے سے گزرنے لگا تب انہوں نے اس کو روک دیا باوجودیکہ وہاں آدمیوں کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور بے لڑائی کے باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کر اور مار کر پیچھے ہٹا دے۔

۴۷۹ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ

۴۷۹۔ ابو صالح سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن دیکھا کہ نماز پڑھتے تھے طرف ایک چیز کی جو اس کو لوگوں سے پردہ کرے یعنی کسی چیز سے

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَدَوِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ فِیْ یَوْمِ جُمُعَةٍ یُصَلِّیْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ شَابٌّ مِّنْ بَنِیْ اَبِیْ مُعَیْطٍ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فِیْ صَدْرِهٖ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ یَجِدْ مَسَاغًا اِلَّا بَیْنَ یَدَیْهِ فَعَادَ لِیَجْتَازَ فَدَفَعَهٗ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلٰی فَنَالَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰی مَرْوَانَ فَشَکَا اِلَیْهِ مَا لَقِیَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَدَخَلَ اَبُوْ سَعِیْدٍ خَلْفَهٗ عَلٰی مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلِابْنِ اَخِیْكَ یَا اَبَا سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلْیَدْفَعْهُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ.

سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے سو بنی معیط کے ایک جوان نے چاہا کہ اس کے آگے سے گزرے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے میں ایک تھپڑ مارا سو اس جوان نے پلٹ کر نگاہ کی یعنی کوئی اور راہ دیکھنے لگا سو اُس نے کوئی راہ نہ پائی مگر اس کے آگے سے سو پھر دوبارہ اس کے آگے سے گزرنے لگا سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کو پہلے سے زیادہ سخت مارا سو اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ سے نہایت ایذا پہنچی پھر وہ جوان مروان کے پاس فریادی گیا سو اُس نے مروان کے آگے ابو سعید کی شکایت کی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے سے مروان کے پاس جا پہنچے سو مروان نے کہا کہ اے ابو سعید رضی اللہ عنہ تمہارا آپس میں چچے بھتیجے کا کیا قصہ ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جب کوئی آدمی کسی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے کہ اس نے لوگوں سے سترہ بنایا ہو سو اگر کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو دفع کرے اور رُوکے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑے سوائے اس کے نہیں کہ وہ شیطان ہے کہ نمازی کو حضور دل سے باز رکھتا ہے۔

فائدہ: مراد لڑنے سے اس حدیث میں دفع کرنا ہے اور روک دینا نہ حقیقی لڑائی اس لیے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ ہتھیاروں سے لڑنا اس پر لازم نہیں اس واسطے کہ وہ ارکان نماز کے بالکل مخالف ہے پھر وہ نماز کیسے رہی پس پہلی بار اس کے سینے میں ہاتھ مارے اگر باز نہ آئے تو دوبارہ اس سے زیادہ سخت مارے اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اور زیادہ سخت مارے اور اگر اس کے قتل تک نوبت پہنچے اور اس کو قتل کر ڈالے تو اس پر قصاص یا دیت لازم نہیں ہے اور اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ اُس کو بھی اپنی جگہ سے دفع کرنے کے لیے آگے بڑھنا اور اس کے دفع کرنے میں عمل کثیر کرنا جائز نہیں اس لیے کہ یہ اُس گزرنے سے زیادہ گناہ رکھتا ہے اور اگر کوئی آگے سے گزر جائے تو اس کو پلٹنا جائز نہیں اور اس پر ہی سب کا اتفاق ہے کہ یہ دفع کرنا مستحب ہے واجب نہیں لیکن بعض اہل ظاہر اس کو واجب کہتے

ہیں اور یہ دفع کرنا اسی شخص پر لازم ہے جس نے اپنے آگے سترہ رکھا ہوا ہو اور جس کے آگے سترہ نہ ہو یا اس سے دور ہو تو اس صورت میں اس کو دفع کرنا جائز نہیں واسطے قصور کرنے کے اس کے ابتداء سے اور اس وقت آگے سے گزرنا حرام نہیں لیکن ترک اولیٰ ہے۔

بَابُ إِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ.

جو شخص نمازی کے آگے سے چلا جائے اس کے لیے کیا گناہ ہوتا ہے؟۔

٤٨٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَهٗ إِلٰى أَبِيْ جُهَيْمٍ يَسْأَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ أَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَّقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِيْ أَقَالَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

۴۸۰۔ بسر سے روایت ہے کہ یزید بن خالد نے اس کو ابوجہیم کی طرف بھیجا تاکہ اس سے پوچھے کہ تو نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے حق میں حضرت ﷺ سے کیا سنا ہے یعنی اس کو کتنا گناہ ہوتا ہے؟ سو ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے چلنے والا جانتا کہ اس پر کتنا عذاب ہوگا تو بے شک اس کو وہاں کا کھڑا ہونا چالیس برس یا چالیس مہینے یا چالیس دن اس کے آگے چلنے سے بہتر معلوم ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں راوی نے بیان نہیں کیا کہ حضرت ﷺ نے چالیس برس فرمائے ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس دن ہیں لیکن طحاوی وغیرہ نے کہا ہے کہ مراد اس سے چالیس برس ہیں سو معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے چلنے کا بڑا گناہ ہے کہ چالیس برس تک کھڑے ہو رہنا اس سے بہتر ہے بلکہ حرام ہے اور کبیرہ ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ گناہ خاص اُسی شخص کے لیے ہے جو آگے سے چلا جائے نہ اُس کے لیے جو آگے کھڑا ہو جائے جان کر لیکن اگر نمازی کو اس سے پریشانی حاصل ہو تو اس کو بھی گزرنے والے کا گناہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نہی سب کو شامل ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو خواہ اکیلا ہو سب کے آگے سے گزرنا گناہ ہے اور اگر دوسری راہ کوئی نہ ملے تو جب بھی نمازی کے آگے سے نہ گزرے بلکہ وہاں کھڑا رہے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے لیکن آگے سے گزرنے والے کو یہ گناہ اُسی وقت ہوتا ہے جب کہ نمازی کے آگے کوئی سترہ یا آڑ وغیرہ نہ ہو اور جب کہ نمازی آگے کوئی سترہ یا آڑ ہو تو اس وقت اس کے آگے سے چلنے میں گناہ نہیں ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ

کی حدیث سے اوپر معلوم ہو چکا ہے۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ صَاحِبَهٗ أَوْ غَيْرَهٗ فِيْ صَلَاتِهٖ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يُّسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَإِنَّمَا هٰذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهٖ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ.

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو دوسرے آدمی کو اس کے آگے سامنے ہو کر بیٹھنے کا کیا حکم ہے اور نمازی کے سامنے ہو کر بیٹھنے کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکروہ رکھا ہے لیکن مکروہ اسی وقت ہے جب کہ نمازی کا دل اس کے ساتھ مشغول ہو جائے اور حضور قلب فوت ہو جائے اور جب کہ نمازی اس کے ساتھ مشغول نہ ہو اور اس کی نماز میں خلل پیدا نہ ہو تو مکروہ نہیں جیسے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نمازی کے سامنے ہو کر بیٹھنے میں کوئی ڈر نہیں جانتا اس لیے کہ ایک شخص کی نماز کو دوسرا آدمی نہیں توڑتا ہے یعنی اس کے سامنے بیٹھنے سے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اثر آپس میں ظاہرا مخالف تھا سو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں میں تطبیق دے دی ہے بایں طور کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اثر اس حالت پر محمول ہے جب کہ نماز میں خلل پیدا ہو اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اثر اس حالت پر محمول ہے کہ نماز میں خلل پیدا نہ ہو

٤٨١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ يَعْنِي ابْنَ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ قَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ لَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَسْتَقْبِلَهٗ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ

۴۸۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُس کے نزدیک ذکر ہوا اس بات کا کہ نمازی کے آگے کس چیز کا چلنا نماز کو توڑ دیتا ہے سو بعض لوگوں نے کہا کہ توڑ دیتا ہے اس کو آگے سے چلنا کتے کا اور گدھے کا اور عورت کا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ تم نے ہم کو کتوں کو حکم میں کر دیا ہے بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے اور قبلے کے درمیان چار پائی پر سوئی رہتی سو مجھ کو اُٹھنے کی حاجت ہوتی یعنی کسی ضروری کام کے لیے سو میں برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے کھڑی ہوں سو میں چار پائی کے پاؤں کی طرف سے آہستہ سرک کر نکل جاتی۔

الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ.

فائدہ: مطلب اس حدیث سے یہ ہے کہ جب نمازی کے آگے عورت لیٹی ہوئی ہو تو اس کا دل اس کی طرف زیادہ مشغول ہوتا ہے مرد کے سامنے ہونے سے حالانکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ہونے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو کچھ خلل نہ ہوا اس لیے کہ آپ کا دل اس کی طرف مشغول نہیں تھا اور آپ کا خیال بھی اس طرف نہیں تھا پس اسی طرح اگر نمازی کے سامنے عورت ہو اور اس کا خیال اس کی طرف نہ ہو تو اس کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا ہے اور مرد کے سامنے ہونے سے بطریق اولیٰ نماز میں خلل نہیں ہوگا۔

بَابُ الصَّلَاةِ خَلْفَ النَّائِمِ.

اگر کوئی آدمی پیٹھ دے کر سویا ہوا ہو تو اس کو سامنے رکھ کر اس کی طرف نماز پڑھنی جائز ہے۔

۴۸۲ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ.

۴۸۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے آگے جنازے کی طرح لیٹی رہتی سو جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھ کو جگا دیتے سو میں آپ کے ساتھ مل کر وتر پڑھتی۔

فائدہ: سونے والے سے مراد عالم ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو یا حکم شرعی میں مرد اور عورت برابر ہے سو جو حکم عورت پر ثابت ہو وہ مرد پر بھی ثابت ہوگا بلکہ بطریق اولیٰ ثابت ہوگا پس مطابقت حدیث کی مسئلہ باب سے ظاہر ہے اور غرض اس سے یہ کہ سوئے ہوئے اور جاگتے میں کچھ فرق نہیں گویا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سونے والے کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت میں جو حدیث آئی ہے وہ ضعیف ہے۔

بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ.

عورت کے پیچھے نفل پڑھنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

۴۸۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ

۴۸۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سوئی رہتی اور میرے پاؤں آپ کے سجدہ کی جگہ میں ہوتے سو جب آپ سجدہ کرتے تو مجھ کو ٹھوکر مارتے سو میں اپنے پاؤں کو کھینچ لیتی سو جب آپ سجدے سے کھڑے ہوتے تو میں پاؤں کو دراز کر دیتی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے یعنی اگر چراغ ہوتا تو میں سجدہ کے وقت دیکھ کر پاؤں کو خود کھینچ لیا کرتی آپ کے ہر بار

فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ.

ٹھوکر مارنے کی حاجت نہ ہوتی۔

فائدہ: یہ نماز نفل تھی اس لیے کہ حضرت ﷺ کی ہمیشہ کی عادت تھی کہ فرضوں کو آپ مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نماز تہجد کی تھی اس لیے کہ نفل اس کو شامل ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے سامنے بیٹھی ہو تو اس کی طرف نماز پڑھنی جائز ہے خواہ کسی طرح اس کا آگے ہونا ثابت ہو یعنی خواہ فقط سر اُس کا سامنے ہو یا دھڑ اس کا یا پاؤں اس کے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ.

اگر نمازی کے آگے سے کوئی چیز چلی جائے تو اس سے اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر نمازی کے آگے سے کتا یا عورت یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قول کو رد کرنے کے واسطے یہ باب باندھا ہے اور اس بات کو ثابت کیا کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت چلی جائے تو اس کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا ہے اور پہلی حدیث سے اس باب کی صرف عورت کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے گدھے اور کتے کا اس میں ذکر نہیں ہے لیکن جب نمازی کے آگے سے عورت کا گزرنا قاطع نماز نہیں باوجودیکہ نفس کو عورت کی بڑی خواہش ہے تو اسی طرح کتے اور گدھے کا گزرنا بھی قاطع نماز نہیں ہوگا اور دوسری حدیث باب کے تمام ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔

٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُوْ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے پاس اس چیز کا ذکر ہوا جو نمازی کی نماز کو توڑ دیتی ہے سو بعضوں نے کہا کہ عورت اور گدھے اور کتے کا نمازی کے آگے سے گزرنا اس کی نماز توڑ دیتا ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے ہم کو گدھوں اور کتوں کے ساتھ برابر کر دیا ہے البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ میں آپ کے اور قبلے کے درمیان چارپائی پر لیٹی رہتی سو مجھ کو کوئی حاجت بشری پیش آتی سو میں برا جانتی اس بات کو کہ آپ کے سامنے اٹھ کر بیٹھو اور آپ کو ایذا دوں سو میں چارپائی کے پاؤں کی طرف سے آہستہ سرک کر نکل جاتی۔

وَسَلَّمَ فَأَنسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے آگے سے گزر جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے جیسے کہ بار ہا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلَاةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ فَقَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَإِنِّيْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ أَهْلِهِ.

۴۸۵۔ یعقوب سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے بھتیجے ابن شہاب نے کہ اس نے اپنے چچا سے پوچھا کہ کیا کسی چیز کا نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو توڑ دیتا ہے ابن شہاب نے کہا کہ کسی چیز کا آگے سے گزرنا اس کی نماز کو نہیں توڑتا اس لیے کہ مجھ کو عروہ نے خبر دی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھا کرتے تھے سو نماز پڑھتے اور حالانکہ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان فرش پر لیٹی رہتی۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بعض لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت یا کتا یا گدھا چلا جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دلیل اُن کی یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت اور گدھا اور سیاہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے سو اس ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بہت علماء نے انکار کیا ہے او رطحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ ان حدیثوں عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے رہے لیکن نسخ ثابت نہیں ہوتا ہے واسطے عدم علم تاریخ کے اور واسطے ممکن ہونے تطبیق کے اور وہ اس طور سے ہو سکتی ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز ٹوٹنے سے مراد اس کے خشوع اور خضوع کا ٹوٹنا ہو اس لیے کہ جب صحابہ نے کالے کتے کی حکمت پوچھی تو اس کے جواب میں کہا گیا کہ وہ شیطان ہے حالانکہ اگر شیطان نمازی کے آگے سے چلا جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے پس دعویٰ نسخ سے یہ تطبیق اولیٰ ہے۔

بَابُ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ.

جب کوئی شخص نماز کے اندر کسی چھوٹی لڑکی کو اپنے مونڈھے پر اٹھا لے تو کیا جائز ہے یا نہیں۔

٤٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ

۴۸۶۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے اور حالانکہ آپ اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو نماز میں اٹھائے ہوتے اور وہ امامہ ابو العاص کی بیٹی تھی (جو

أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

آپ کا داماد تھا) سو جب آپ سجدہ کرتے تو اس کو زمین پر رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اس کو اٹھا لیتے۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے نبوت سے پہلے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابو العاص سے کر دیا تھا اور وہ اسلام ظاہر ہونے کے بعد کافروں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جنگ بدر کے دن قیدیوں میں پکڑا آیا پس مسلمان ہو گیا اور ہجرت کر کے مدینے میں چلا آیا سو حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو اس کے حوالہ کر دیا اور حضرت ﷺ نے اس کی دامادی کی بہت تعریف کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوا اور زینب رضی اللہ عنہا بھی اسی کے نکاح میں انتقال کر گئی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں چھوٹی لڑکی کو اپنے مونڈھے پر اٹھا لینے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور یہ فعل آپ کا تشریع کے لیے تھا اور واسطے بیان جواز کے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں اکثر ائمہ مجتہدین اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ عمل کثیر ہے سو اُن لوگوں نے اس حدیث کی بہت تاویلیں کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واسطے ضرورت کے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا اور بعض کچھ اور تاویل کرتے ہیں لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ سب تاویلیں جھوٹی اور باطل ہیں اور اس حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں جو قواعد شرع کے مخالف ہو اور یہ عمل قلیل تھا اور متفرق تھا سو ایسا عمل نماز کو باطل نہیں کرتا ہے اور شرع میں دلیلیں اس پر غالب ہیں اور یہ حضرت ﷺ کا فعل واسطے بیان جواز کے تھا، انتہی۔

بَابٌ إِذَا صَلّٰى إِلٰى فِرَاشٍ فِيْهِ حَائِضٌ.

جب کوئی شخص ایسے بچھونے کی طرف نماز پڑھے جس میں حیض والی عورت ہو تو نماز جائز ہے۔

٤٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِيْ حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلٰى فِرَاشِيْ.

۴۸۷۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرا بچھونا حضرت ﷺ کے سجدہ گاہ کے پہلو میں تھا سو بہت وقت آپ کا کپڑا مجھ پر پڑ جاتا یعنی سجدے کے وقت اور حالانکہ میں اپنے بچھونے میں حیض سے ہوتی۔

فائدہ: مراد اس سے یہ ہے کہ اگر نمازی کے پہلو میں حیض والی عورت ہو اور اس کا کپڑا اس پر پڑ جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور باب میں مراد طرف سے عام ہے خواہ آگے ہو خواہ داہنے ہو خواہ بائیں ہو پس یہی وجہ ہے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔

٤٨٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهٖ نَآئِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ وَأَنَا حَآئِضٌ وَزَادَ مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ وَأَنَا حَآئِضٌ.

۴۸۸۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابٌ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ السُّجُوْدِ لِكَيْ يَسْجُدَ.

اگر مرد اپنی عورت کو سجدہ گاہ خالی کرنے کے لیے ٹھوکر مارے تو کیا جائز ہے یا نہیں؟۔

٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا.

۴۸۹۔ ترجمہ اور مطلب اس حدیث کا بارہا اوپر گزر چکا ہے۔

فائدہ: اس ترجمہ اور ترجمہ سابق میں یہ فرق ہے کہ سابق ترجمہ میں یہ تھا کہ اگر نمازی کا کپڑا عورت کو چھو جائے تو نماز جائز ہے اور اس میں یہ ہے کہ اگر نمازی کا بعض بدن عورت کو لگ جائے تو بھی نماز صحیح ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّيْ شَيْئًا مِنَ الْأَذٰى.

اگر عورت نمازی کے اوپر سے کچھ پلیدی کو دور کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: مطلب اس باب سے یہ ہے کہ اگر مرد کو حالت نماز میں عورت کا ہاتھ لگ جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔

٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّوْرَمَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَآئِمٌ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلٰى هٰذَا الْمُرَآئِيْ أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْءُ بِهٖ ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ

۴۹۰۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ایک گروہ قریش کے بد بخت وہاں مجلس لگائے بیٹھے تھے جب کہ ایک شریر نے اُن میں سے کہا کہ کیا تم کو یہ ریا کرنے والا نظر نہیں آتا تم میں ایسا کون ہے جو آل فلاں کی ذبح کے اونٹ کی طرف جائے سو اس کی لید اور خون اور اوجھڑی کو لائے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ جب سجدہ کرے تو اس اوجھڑی کو اس کو دونوں مونڈھوں پر رکھ دے سو کھڑا ہوا زیادہ تر بدبخت قوم سے اور اوجھڑی کو لایا سو جب حضرت ﷺ سجدہ میں گئے اُس بد بخت نے اس کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھ دیا اور حضرت ﷺ سجدہ میں پڑے رہے اس سے اٹھ نہ سکے سو وہ شریر سب ہنسنے لگے یہاں تک کہ ہنسی کے مارے بعض بعض پر گرتے تھے سو کسی نے فاطمہ رضی اللہ عنہا (آپ کی صاحبزادی) کو جا کر خبر دی سو وہ دوڑتی آئیں اور حضرت ﷺ ابھی تک سجدے میں پڑے تھے یہاں تک کہ اُس نے اوجھڑی کو آپ کی پیٹھ سے گرایا اور اُن کافروں کی طرف متوجہ ہو کر اُن کو گالیاں دینے لگیں سو جب حضرت ﷺ نماز کو ادا کر چکے تو آپ نے کافروں کے حق میں بد دعا کی اور فرمایا الٰہی! پکڑ لے قریش کو یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا (یہ تو حضرت ﷺ نے مجمل طور سے سب قریش کو بد دعا دی پھر بڑے بڑے موذیوں کے مفصل نام لے کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے حق میں بد دعا کی) سو فرمایا الٰہی! پکڑ لے عمرو بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور پکڑ لے ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور عمارہ بن ولید کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو قسم اللہ کی (کہ جن کا حضرت ﷺ

وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً.

نے نام لیا تھا) بے شک میں نے ان کی لاشیں پڑی دیکھیں دن بدر کے پھر کھینچ کر کنوئیں میں ڈالی گئیں بدر کے کنوئیں میں یعنی جنگ بدر میں وہ لوگ سب مارے گئے اور کنوئیں میں ڈالے گئے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور کنوئیں والوں کے پیچھے لعنت لگائی گئی یعنی جیسے کہ دنیا میں خواری اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے ویسے ہی آخرت میں اللہ کی رحمت سے مردود اور محروم ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد کو نماز کی حالت میں عورت کا ہاتھ لگ جائے تو مرد کی نماز نہیں ٹوٹتی ہے لیکن اوجھڑی اُٹھانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ مخواہ بدن کو ہاتھ لگ جائے نہ ہوسکتا ہے کہ اوجھڑی کو اوپر کی طرف سے اٹھا کر پھینک دیا جائے اور نیز اس بات کا ثابت ہونا بھی مشکل ہے کہ اس وقت حضرت ﷺ کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔

تَمَّ الْجُزْءُ الثَّانِيْ مِنْ فَيْضِ الْبَارِيْ فِيْ تَرْجَمَةِ فَتْحِ الْبَارِيْ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْبَارِيْ

الحمدللہ کہ پارہ دوم صحیح بخاری کا ترجمہ تمام ہوا اسی طرز سے تمام صحیح بخاری کا ترجمہ کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

یہ کتاب ہے غسل کے بیان میں

یہ کتاب ہے حیض کے بیان میں

یہ کتاب ہے تیمم کے بیان میں

یہ کتاب ہے احکام نماز کے بیان میں